سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عطائی علم غیب پر علمی دستاویز

تحقیق

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی

ایم اے علوم اسلامیہ (پنجاب)

فیضانِ رحمت

حضور امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی فاروقی علیہ الرحمہ

☆☆☆

نام کتاب	———	چشمۂ علم و حکمت
نام مصنف	———	غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے
سال اشاعت	———	ربیع الاوّل شریف 2004ء
کمپوزر	———	محمد اکرام مجددی
کمپوزنگ	———	لاثانی بک سنٹر شکر گڑھ
پروف ریڈنگ	———	غلام دستگیر احمد
تعداد	———	1100 (گیارہ سو)
ناشر	———	چوہدری عبدالمجید قادری
ہدیہ	———	Rs150

ملنے کے پتے

- ☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ شبیر برادرز اُردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ اسلامی کتب خانہ اُردو بازار لاہور
- ☆ مکتبہ رضوان گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

التماس

زیرِ نظر کتاب "چشمۂ علم و حکمت" دراصل کتاب شان حبیب المنعم من روایات المسلم کا دریچۂ اول ہے، جس میں حضور سراپا نور ﷺ کے عطائی علم غیب کے بارے میں احادیث صحیحہ جمع کی گئی ہیں۔ انشاء اللہ باقی کتاب بھی عنقریب قارئین کرام کی آنکھوں کی زینت بن رہی ہے۔

انتساب

دربارِ مصطفےٰ کی رونقوں

کے نام

❁......❁......❁
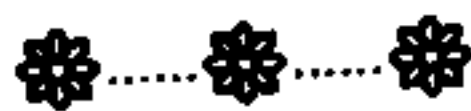
شعورِ دنیا و عقبیٰ، فروغِ فکر و نظر
درِ رسول کی چوکھٹ سے کیا نہیں ملتا

❁......❁......❁

آئینہ کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

تقدیم

(ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مجددی مظہری)

مولانا غلام مصطفیٰ مجددی اہل سنت و جماعت کے جانے پہچانے قلمکار ہیں۔ وہ نثر نگار بھی ہیں اور شاعر بھی............ان کی بہت سی تصانیف اور نگارشات شائع ہو چکی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں......وہ حضور انور ﷺ اور آپ کے غلاموں کی محبت کے چراغ روشن کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات جلیلہ کو مقبول و مشکور فرمائے آمین۔

اس وقت ملت اسلامیہ میں جذبۂ محبت و اطاعت رسول ﷺ پیدا کرنے کی شدید ضرورت ہے، جذبۂ محبت، محبوب کے فضائل و کمالات سن سن کر پیدا ہوتا ہے، پھر ایثار و اطاعت کا جذبہ خود بخود پیدا ہو جاتا ہے۔ کوشش یہ کی جا رہی ہے کہ محبوب کریم ﷺ کے فضائل و کمالات ظاہر کرنے کی بجائے آپ کو ایک عام انسان کی حیثیت سے پیش کیا جائے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)............ یہ کام محبت والا نہیں کر سکتا کیونکہ محبت کی فطرت یہ ہے کہ وہ محبوب میں خوبیاں تلاش کرتی ہے، جو محبوب میں خوبی تلاش نہ کرے وہ محبت کا کتنا ہی دعویٰ کرے، اس کو محبت والا نہیں کہا جا سکتا۔

قرآن کریم میں علمائے یہود و نصاریٰ کی نشانی یہ بتائی گئی کہ وہ توریت و انجیل میں حضور پرنور ﷺ کے ذکر اذکار چھپاتے ہیں اور یہ اس لئے کہ آپ سے لوگ محبت نہ کرنے لگیں اور آپ پر دل سے ایمان نہ لے آئیں............ حیف صد حیف! آج مسلمان کہلانے والے کچھ علماء ایسے ہیں جو یہی کام کر رہے ہیں جو حضور انور ﷺ کے

زمانے میں علمائے یہود و نصاریٰ کیا کرتے تھے............لوگ ان کے ظاہر پر فریفتہ ہیں اوران کے عمل سے باطن کا اندازہ نہیں لگاتے............بہرحال جب بد باطن چھپانے والوں نے قرآن وحدیث میں آپ کے ذکر اذکار چھپائے تو نیک باطن ظاہر کرنے والوں نے آپ کے فضائل وکمالات ظاہر کرنے کا بیڑا اٹھایا اور جس قرآن وحدیث کو پڑھ کر نظر نہ آنے والوں کو کچھ نظر نہ آیا، اسی قرآن وحدیث سے ان نیک باطنوں نے ایک جہانِ محبت کی سیر کرائی، ﴿جزاھم اللہ احسن الجزاء﴾ اس سلسلے میں مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ، مفتی محمد امین نقشبندی، بریگیڈیئر محمد اسلم اور مولانا غلام مصطفیٰ مجددی کی تصانیف قابلِ ذکر ہیں۔علامہ غلام مصطفیٰ مجددی نے بخاری شریف کی روشنی میں ایک کتاب بعنوان "شان حبیب الباری من روایات البخاری" (لاہور، ۲۰۰۲ء) قلمبند فرمائی، جو شائع ہو چکی ہے۔اب یہ دوسری کتاب بعنوان "شان حبیب المنعم من روایات المسلم" مسلم شریف کے مطالعے کے بعد مرتب فرمائی، جو پیش فرما رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ پڑھنے والوں کے دلوں کو محبت وعشق رسول ﷺ سے روشن فرمائے۔

حضور انور ﷺ کی محبت، اللہ کی محبت ہے............حضور اکرم ﷺ کی اطاعت، اللہ کی اطاعت ہے، اس عینیت کو دیکھ دیکھ کر زبان گنگ ہوئی جاتی ہے...... ......ہم نے دل اٹھا کر رکھ دیا، دماغ سے سوچتے ہیں، مگر حریم عشق میں دماغ کام نہیں کرتا دل بولتا ہے............جس نے محبت کی، زندگی کا راز پالیا............جو محروم ہو گیا، وہ محروم ہی رہا............زندگی محبوب کی چوکھٹ پر جاں وارنے میں ہے............اس کریم کا دستور ہی نرالا ہے، اس کی راہ میں دینے سے ملتا ہے اور خوب ملتا ہے............

مال دے تو مال ملتا ہے، جان دے تو جان ملتی ہے.......... اللہ نے اپنا محبوب بنالیا، درود بھیج رہا ہے، کب تک بھیجتا رہے گا، کوئی نہیں بتا سکتا.......... خود یاد فرمایا اور ہم کو یاد کرنے کا حکم دیا.......... ہاں ہاں اس کو یاد کرتے رہیں، جس کو رب کریم نے یاد فرمایا ہے.......... اسی کی یاد میں زندگی ہے۔

آئی جوان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

❁......❁......❁

حرف تمنا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

دوستانِ گرامی! یہ کیسا ہولناک دور ہے، پورا عالم اسلام اغیار کے پنجۂ ستم میں کراہ رہا ہے۔ دنیا کے بنیادی وسائل واسباب سے مالا مال قوم اپنی ناعاقبت اندیشی اور پریشان فکری کی بدولت زوال وانحطاط کے آخری کنارے پر پہنچ چکی ہے۔ نہ غیرت ملی کی وہ اٹھان دکھائی دیتی ہے جو ہمارے اسلاف کرام کا طرۂ امتیاز ہوا کرتی تھی اور نہ اخوت اسلامی کا وہ جذبہ نظر آتا جسے دیکھ کر دنیا کے شیطان لرزہ براندم ہوجایا کرتے تھے، نہ اپنی تہذیب سے پیار ہے، نہ اپنے تمدن کی فکر ہے، دنیا کی ہر قوم بیدار ہے، صرف اُمت مرحومہ نے چادر غفلت کواوڑھ رکھا ہے، آج کے نمرود اور فرعون امریکہ اور برطانیہ کی صورت میں تمام اسلامی علاقوں کو نظر ہوس سے دیکھ رہے ہیں، پہلے افغانستان پر آتش وآہن کی بارش برسائی۔ پھر ارض مقدس عراق کے صحراؤں کو پامال کیا۔ اب ایران اور شام کو ملیامیٹ کرنے کی سازش تیار کی جارہی ہے، پھر پاکستان کی باری آجائے گی، ادھر مسلمان ہیں کہ ہر مطالبہ ماننے کیلئے تیار ہی نہیں بیقرار دکھائی دیتے ہیں

حمیت نام تھی جس کا، گئی تیمور کے گھر سے

عالم اسلام کو بہت سے بیرونی خطرات کا سامنا ہے، لیکن اس کے اندرونی خطرات کچھ اور زیادہ گھمبیر ہیں۔ تاریخ کے میدانوں میں ہمیشہ وہی قوم شکست وریخت سے دوچار ہوتی ہے جس کا "اندر" انتشار کا شکار ہوتا ہے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ عالم

اسلام کو جس قدر نقصان اپنے ''جعفروں اور صادقوں'' کی وجہ سے پہنچا ہے بیگانے ''بشوں اور ٹو نیوں'' کے ذریعے نہیں پہنچا، ہمارے خیال میں اس وقت سب سے بڑا المیہ بھی یہی ہے کہ اس سب سے عظیم قوم کو اندرونی طور پر بوسیدہ کرنے کیلئے رسول عظیم ﷺ کی بارگاہ عظمت سے دور لے جایا جارہا ہے تا کہ نانِ شعیر سے زور حیدری حاصل کرنے والے لوگ ہر عقیدے اور ہر عمل کے بارے میں شبہات کا نشانہ بن جائیں اور محبت مصطفٰے کے ولولوں سے تہی دامن ہو کر ہمیشہ کیلئے پاتال میں اتر جائیں، اس سلسلے میں ''ہمارے جعفر اور ہمارے صادق'' کس طرح مصروف پیکار ہیں، کسی مسلمان کو بھی مکمل اندازہ نہیں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ جب بھی کوئی پروانہ شمع رسالت اپنی وارفتگی کا اظہار کرتا ہے، وہ خواہ مخواہ پھڑک اٹھتے ہیں، اجی کبھی نماز روزے کی بات بھی کرلیا کرو، یہ کیا ہر وقت فضائل کی باتیں کرتے رہتے ہو، کبھی اعمال کا بھی ذکر کیا کرو ،اب ذکر مصطفٰے کے مقابلے میں نماز روزے کو کھڑا کرنا کتنی بڑی سازش ہے، اور دین کے ساتھ کتنا بڑا ظلم ہے، شاید اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، بلکہ آجکل تو جہاد کے نام پر چندہ جمع کر کے انبیائے کرام اور اولیاء کرام کی مسلمہ عظمتوں کے خلاف نہایت بھیانک قسم کا لٹریچر عام کیا جارہا ہے۔ ادھر مسلمان ہیں کہ ہر شعبہ حیات میں پسپا ہوتے جارہے ہیں، مشائخ کی اکثریت دولت کو اکھٹا کرنے کے چکر میں مشغول ہے۔ پہلے روحانی لوگ مراقبوں میں خدا اور مصطفٰے کے جلوے تلاش کرتے تھے، آج لوٹنے کے حربے تلاش کرتے ہیں۔ اسی طرح علماء اور خطباء کی اکثریت نعروں اور نوٹوں کی ویلوں کیلئے تماشا بنی ہوئی ہے، واعظ قوم کی پختہ خیالی اور شعلہ مقالی کو نجانے کس کا فرادا کی نظر لگ چکی ہے، ہمارے نعت خوانوں کا تو کوئی قبلہ آرزو ہی نہیں، دن کو آرام فرماتے ہیں، رات کو

کلف لگے کپڑے پہن کر، تازہ کلین شیو کر کے مسند نعت پر براجمان ہوتے ہیں۔ ہزاروں روپے اپنے حسن صوت کے جادو سے رومال میں باندھتے ہیں اور آہستہ آہستہ کھسکنا شروع ہو جاتے ہیں، سارا مہینہ نماز پڑھانے والا امام مسجد صرف پندرہ سو روپے پر گزارا کرے، اور یہ سدا کے بے نماز (الا ماشاءاللہ) پندرہ منٹ میں دس دس، بیس بیس ہزار روپے ہتھیا کر یہ گئے وہ گئے۔ نعت پڑھنا تو حضرت حسان علیہ الرضوان کی سنت ہے، نعت پڑھ کر دوڑ جانا نجانے کس کا طریقہ ہے۔ آہ ہمارا کیا معیار ہے، ہماری کیا سوچ ہے۔ ہم ختمات طیبات کی محفلوں میں ساٹھ ساٹھ دیگیں پکا کر برادری کو کھلاتے ہیں، جبکہ مدارس کے بچوں کو تھالیاں دے کر مانگنے کے لیے اغیار کے گھروں میں بھیجتے ہیں، پھر شکوہ کرتے ہیں کہ یہ ذہنی طور پر معذور کیوں ہیں۔ ادھر پڑھانے والوں کا یہ حال ہے کہ اکتائے ہوئے، زندگی کی ہر حرارت سے ناامید، مایوسیوں کے جال میں پھنسے ہوئے، خودی کی لذتوں سے نا آشنا، کیا بیان کیا جائے۔ ادھر دشمنوں کے پاس ایک بچہ دو دن پڑھ لے تو نور و بشر کی ''باریکیاں'' جان لیتا ہے، ادھر دو سال میں نہ قرآن پاک آتا ہے اور نہ عقیدے کی کوئی خبر ہوتی ہے

روئیے کس کس کو اور کس کس کا ماتم کیجیے

کتاب ھذا ''شان حبیب المنعم'' سے بہت عرصہ پہلے احقر نے ''شان حبیب الباری'' پر قلم اٹھایا تھا، جس میں صحیح بخاری شریف کی روایات کی روشنی میں مقام مصطفٰے کے جلوے دل و نگاہ کو تابانیاں عطا کرتے ہیں، جب اس کتاب کو تحریر کرنے کا حکم حضور قبلہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب ادام اللہ تعالٰی ظلہٗ نے عطا فرمایا تو احقر کی عمر مستعار بیس سال کے لگ بھگ تھی۔ قلت مطالعہ اور ناتجربہ کاری اور تحقیق کے اصولوں

سے نا آشنائی نے ہر قدم پر راستہ روکا لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم سے، محبوب اکرم ﷺ کی مہربانی، شیخ کامل کی توجہ خاص اور حضور قبلہ آسی صاحب کی راہنمائی نے مضبوط سہارے فراہم کیے۔

مانا کہ محبت کی رہ میں ہر گام پہ سو سو خطرے ہیں
یہ راہ سفر آسان بھی ہے گر ساتھ تمہارا ہو جائے

کتاب بہت تھوڑے عرصے میں لکھی گئی تو اس کی اشاعت کے لیے حضرت مناظر اسلام مولانا محمد ضیاء اللہ قادری علیہ الرحمہ میدان میں آ گئے۔ مہربان اور ذوق تحقیق کے قدر دان علماء کرام نے اپنی نوازشات سے دل کھول کر نوازا، حضرت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی، حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری، حضرت علامہ اقبال احمد فاروقی، حضرت علامہ محمد رضاء الدین صدیقی جیسے محققین اسلام نے اس نوآموز لکھاری کو داد تحقیق دی تو دِل حسن مقدر پر جھوم اٹھا، اللہ تعالیٰ ان سب کو کرم خاص سے سرفراز فرمائے۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست

محقق عصر حضرت علامہ محمد عبد الحکیم شرف صاحب نے اپنی تقریظ لطیف میں لکھا تھا ''عزیزم غلام مصطفٰے مجددی سلمہ ربہٗ نے بخاری شریف کا مطالعہ کر کے حاصل مطالعہ اس کتاب میں جمع کر دیا ہے، امید ہے کہ اس کتاب سے نہ صرف عام قارئین استفادہ کریں گے بلکہ محراب و منبر کو رونق بخشنے والے علماء و خطباء بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے، مجددی صاحب سے گزارش ہے کہ مطالعہ جاری رکھیں اور احادیث مبارکہ کے سمندر سے اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم ﷺ کی عظمت و شوکت کے گرانمایہ موتی چن

چمن کرامت مرحومہ کے سامنے پیش کرتے رہیں

خوشا چشم کو بنگرد مصطفیٰ را

خوشا دل کہ دارد خیال محمد

الحمد للہ رب العالمین! احقر نے اک درویش صفت عالم دین کی اس نصیحت کو دامن دل میں محفوظ کرلیا اور بخاری شریف کے بعد مسلم شریف کے خزانے سے شان مصطفیٰ کے چمکدار موتی چمن کرامت مرحومہ کے سامنے پیش کر دیئے۔

عالم اسلام کے اندرونی ''خطرات سازوں'' نے قدم قدم پر یہ عجیب منطق بکھیر رکھی ہے کہ ہر بات بخاری و مسلم سے دکھائی جائے۔ یہ مطالبہ اکثر و بیشتر شان مصطفیٰ کے حوالے سے کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی صاحب مطالعہ ان کا مطالبہ پورا کردے تو ماننے کی بجائے مزید حیلوں بہانوں سے کام لیتے ہیں کہ عقل و دانش ان کے ذہنی افلاس پر سر تھام کر رہ جاتی ہے۔ مثلاً آمد مصطفیٰ کی عظمتوں کو ظاہر کرنے والی وہ حدیث مبارک جس میں ابولہب کے کنیز آزاد کرنے کا ذکر ہے اور اس کے بدلے میں اس کے عذاب کی تخفیف کا بیان ہے، کو طرح طرح کی موشگافیوں سے ٹھکرا دیا ہے۔ حالانکہ اس کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بڑے اہتمام سے نقل فرمایا ہے۔ پھر ﴿اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ﴾ بخاری شریف کی حدیث ہے، لیکن اس کو خبر واحد کہہ کر نظر انداز کر دیا ہے، جب کسی کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہو کہ ہر حال میں عظمت حبیب اللہ ﷺ کو نہیں ماننا، تو پھر اسے کون منوا سکتا ہے۔ اسی افسوسناک پہلو نے ہمیشہ اتفاق ملت کے تمام راستے بند کر دیئے اور امت کی غالب ترین اکثریت کو شرک کے الزام سے آلودہ کر دیا۔

یاد رکھئے! جب تک دل کا آئینہ شفاف نہ کیا جائے، فکر رازی کا اثر ہو سکتا ہے نہ تلقین

غزالی کام آسکتی ہے۔گندگی کے ڈھیر پر لاکھ ابر رحمت برسے، وہاں کیا اگے گا،

کھارے کھوہ مٹھے نہیں ہوندے بھاویں سہ مناں گڑ پایئے ہو

ایک کوشش ہے جو جاری رہنی چاہیے، تا کہ اپنوں کے ایمان اور عرفان کو جلا نصیب ہوتی رہے۔ مسلم شریف کی بہت سی روایات، بخاری شریف میں بھی منقول ہیں۔اس لیے ''شان حبیب الباری'' میں ان کا فائدہ حاصل ہو چکا ہے۔کتاب ہذا میں ان روایات کو بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی جو اس کتاب میں بیان نہیں کی گئیں تا کہ قارئین کرام کی معلومات میں اضافہ ہو جائے۔اگر تفسیر و توضیح میں کوئی روایت دوبارہ بیان ہو بھی گئی ہو تو اسے محبوب کا بیان سمجھ کر سرور قلب حاصل کیا جائے،

وہ زباں جس کی ہر بات وحی خدا

چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

آج میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ زندگی کے سفر میں شان محبوب خدا ﷺ کا ایک اور نظارہ دیکھنے کو مل گیا۔کتاب کھول کر آپ بھی دیکھیں گے کہ حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے شان محبوب کے کتنے سنہری باب رقم فرمائے ہیں۔وہ عظیم لوگ حضور محبوب کل، دانائے سبل، ختم رسل ﷺ کے غلام زار تھے،ان کا اٹھنے والا ہر قدم بارگاہ محبت کی جانب گامزن ہوتا تھا، وہ تو پکار پکار کر اعلان کرتے تھے

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی

میں اسی لیے مجاہد، میں اسی لیے نمازی

یہ کتاب ایک پیغام خودی بھی ہے۔سونے والو، بیدار ہو جاؤ، اپنی خانقاہوں کو آباد کرو، اپنی درسگاہوں کو سجاؤ، اپنی کتابوں کا مطالعہ کرو، اپنے سرمائے کو خدمت دین

کے لئے وقف کرو، میناروں ،محرابوں،مزاروں پر دولت خرچنے کی بجائے لائبریریوں کو تعمیر کرو، تنظیم سازیوں پر توجہ دو، ورنہ صدیوں کی غفلت ،زمانے سے بہت پیچھے رہنے دے گی ۔

اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور
مری قلندری کچھ کم سکندری سے نہیں
سبب کچھ اور ہے جس کو تو سمجھتا ہے
زوال بندہ مومن کا بے زری سے نہیں

مولا کریم اس عبد لئیم کی جملہ کوتاہیوں پر پردہ ڈال دے اوراس کتاب عشق اور نصاب عشق کو دو جہاں کی کامرانیوں کا ذریعہ بنا دے،

تاثیر کا سائل ہوں محتاج کو داتا دے

❁......❁......❁
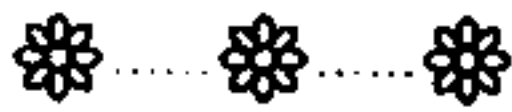
حضرت امام مسلم قدس سرہ الاعظم

جن کی بارآور کوششوں سے فروغ حدیث کے آنگن میں بہار پیدا ہوئی

☆☆☆

ہمارے اسلاف کرام میں ایک نام ایسا بھی ہے جس پر علم وفکر کے ہزاروں جہان فخر کرتے ہیں اور وہ نام ہے شیخ المحدثین حضرت امام ابوالحسین مسلم بن حجاج علیہ الرحمہ کا۔ تیسری صدی ہجری کا آغاز تھا۔ علم وعرفان کے سوتے ابل رہے تھے، عالم اسلام کی عظیم القدر شخصیات نے ذہنوں اور ضمیروں کی دنیا آباد کر رکھی تھی، سوز دماغ کے خزانے بھی عام تھے اور سوزِ جگر کے پیمانے بھی عام تھے۔ اس تابناک زمانے میں خراسان کے ایک علم پرور شہر نیشا پور کے قشیری خاندان میں ایک نونہال نے جنم لیا، جس نے جوان ہو کر فروغِ حدیث کے آنگن میں بہار پیدا کر دی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے آپ کا سال ولادت ۲۰۲ھ رقم فرمایا ہے۔ (بستان المحدثین)

جبکہ حضرت امام شمس الدین ذہبی نے ۲۰۴ھ تحریر کیا ہے (تذکرۃ الحفاظ)

علم ایک نور ہے......

حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پاک ہے ﴿العلم نور﴾ یعنی علم ایک نور ہے۔ اس نور کے حصول کیلئے امت محمدیہ نے ہمیشہ ہر قسم کی قربانی پیش کی، حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ بھی کسی سالک راہ اور طالب علم سے پیچھے نہ رہے، آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی شہر میں حاصل کی، اٹھارہ سال کی عمر مبارک میں علم حدیث اور اخذِ حدیث کا

سلسلہ شروع فرمایا۔آپ کو اس میدان میں خصوصی لگاؤ تھا جس کی برکت سے بہت جلد نیشاپور کے مایۂ ناز محدثین میں شمار ہونے لگے۔طلبِ حدیث کی پیاس بڑھتی جارہی تھی،آپ نے بلاد اسلامیہ کے بڑے بڑے محدثین اور ناقدین کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور علمی تشنگی کو کافور کیا،آپ علم حدیث کے انوار لوٹنے کے لئے حجاز مقدس،مصر، شام،عراق تشریف لے گئے۔بغداد شریف اسلامی علوم اور دینی فنون کا مرکز تھا،تمام اہل علم وفن کی نگاہیں ہمیشہ اس شہر آرزو کا طواف کرتی رہتی تھیں،حضرت امام علیہ الرحمہ نے بھی متعدد بار اس شہر کی زیارت کی اور علماءِ کرام کے فیضان کرم سے مالا مال ہوئے۔ حضرت امام ذہبی علیہ الرحمہ کے مطابق آپ نے حضرت یحییٰ بن یحییٰ،حضرت امام احمد بن حنبل،حضرت اسحاق بن راہویہ،حضرت عبداللہ بن مسلم،حضرت محمد بن یحیٰ حضرت سعید بن منصور،حضرت عون بن سلام،حضرت ہیثم بن خارجہ،حضرت احمد بن یونس، حضرت اسماعیل بن ابی اویس،حضرت داود بن عمرو،اور حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہم رضوان الباری جیسے مشائخ کرام سے دولت حدیث حاصل فرمائی۔

(تذکرۃ الحفاظ)

حضرت امام بخاری سے عقیدت

حضرت امام مسلم قدس سرہٗ کو اپنے استاد محترم حضرت امام بخاری قدس سرہٗ الباری سے از حد عقیدت ومحبت تھی۔آپ نے سب سے زیادہ انہی کی اطاعت وخدمت میں کمال علم حاصل کیا،روایت ہے کہ آپ حضرت امام بخاری کے خلاف کوئی بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے،ایک دفعہ حضرت امام بخاری اور حضرت امام محمد بن یحییٰ ذہلی کے

درمیان ایمان اور قرآن کے مسئلے میں کوئی اختلاف ہو گیا، حضرت امام مسلم نے امام بخاری کی خاطر امام محمد بن یحییٰ کی مجلس چھوڑ دی اور ان سے ضبط ہونے والی تمام روایات انہیں واپس بھیج دیں۔ حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ کا فقہی مسلک بھی امام بخاری کی طرح ''شافعی'' ہے۔

باقیات صالحات

درخت اپنے ثمرات سے پہچانا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے بے شمار تلامذہ اور عظیم کتب حدیث نے آپ کی عظمت و شہرت کو اوج تک پہنچا دیا۔ جیسے شیخ امام ابن خزیمہ، حضرت امام ابو عوانہ، حضرت امام ترمذی، حضرت امام ابو الفضل احمد بن سلمہ، حضرت امام ابو محمد بن ابی حاتم رازی، حضرت امام ابن صاعد، حضرت امام ابراہیم بن محمد جیسے لوگوں نے آپ کے دستر خوان علم سے ریزہ چینی کی سعادت حاصل کی۔ آپ فن حدیث کی نزاکتوں اور صلاحیتوں سے پوری طرح آگاہ تھے۔ صحیح اور سقیم حدیث میں ان کے عرفان کا عالم دیدنی ہے۔ آپ کو معاصر محدثین و ناقدین میں منفرد مقام حاصل ہوا، یہاں تک کہ بعض امور میں وہ اپنے استاد گرامی حضرت امام بخاری قدس سرہٗ الباری پر بھی سبقت لے گئے۔ مثلاً حضرت امام بخاری قدس سرہٗ الباری نے اہل شام کی اکثر روایات کو ان کی کتابوں سے حاصل کیا ہے۔ کتابوں کے مولفین و مرتبین سے نہیں سنا۔ اس لیے ان کے راویوں کی پہچان میں بعض دفعہ ان سے خطا سرزد ہو جاتی ہے۔ نام اور کنیت کے سبب وہ ایک ہی راوی کو دو راوی تصور کر لیتے ہیں۔ حضرت امام مسلم نے اہل شام سے براہ راست سماع کیا ہے اس لیے ان سے کوئی خطا واقع نہیں

ہوتی۔آپ کی عمر مبارک کا اکثر حصہ اخذ حدیث اور روایت حدیث کے لیے مختلف شہروں کے سفر میں بسر ہوا لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ تعلیم و تدریس میں بھی مشغول رہے،ساتھ ہی ساتھ تالیفات وتصنیفات کا یادگار سلسلہ بھی جاری رہا۔آپ کی بلند پایہ کتابوں میں الجامع الصحیح (مسلم شریف)،المسند الکبیر،کتاب الاسماء والکنی،مسند الصحابہ، کتاب الوحدان،کتاب الافراد،کتاب الجامع علی الباب،کتاب العلل،کتاب سوالات احمد بن حنبل،کتاب حدیث عمرو بن شعیب،کتاب الانتفاع باھب السباع،کتاب مشائخ مالک،کتاب مشائخ ثوری،کتاب مشائخ شعبہ،کتاب المخضرمین،کتاب اولاد الصحابہ،کتاب اوہام المحدثین،کتاب الطبقات،مسند امام مالک وغیرہ قابل ذکر سرمایہ ہیں۔حضرت امام عسقلانی فرماتے ہیں ''حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے مسند الصحابہ جیسی تصنیف شروع فرمائی،لیکن آپ وصال فرما گئے۔اگر وہ مکمل فرما جاتے تو ایک ضخیم کتاب معرض وجود میں آتی'' (تہذیب التھذیب)

......اہل نظر کی نظر میں......

حضرت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے آپ کے متعلق کچھ اہل نظر کے ارشادات بیان کئے ہیں،حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ اپنے،معاصرین اور دیگر مفکرین و محدثین کی محبوب شخصیت تھے۔

☆......حضرت امام اسحاق بن منصور علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''جب تک ہمارے درمیان امام مسلم بن حجاج قشیری موجود ہیں،ہم کبھی خیر و برکت سے محروم نہیں ہوں گے''

☆......حضرت شیخ محمد بن عبدالوہاب فراد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''امام مسلم علم کا خزانہ ہے''

☆......حضرت امام مسلم بن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"امام مسلم جلیل الشان امام تھے"

☆......حضرت امام بندار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" دنیا میں چار محدث ہوئے،

امام ابوزرعہ، امام محمد بن اسماعیل بخاری، امام عبداللہ دارمی اور امام مسلم بن حجاج۔

(تہذیب التہذیب)

......اور رخت سفر باندھ لیا......

علم وآگہی کے حصول اور فروغ کیلئے بلاد اسلامیہ کا یہ ان تھک مسافر بالآخر سفر آخرت پہ روانہ ہوگیا، آپ کے سفر آخرت کا واقعہ بھی بہت عجیب ہے۔ایک دِن مجلس مذاکرہ میں آپ سے ایک حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ اس وقت کچھ نہ بتا سکے۔گھر آکر اپنے ذخیرہ کتب کو دیکھنا شروع کردیا، قریب ہی کھجوروں کا ایک ٹوکرا رکھا ہوا تھا۔آپ نہایت انہماک کے ساتھ حدیث تلاش کرتے رہے اور ساتھ کھجوریں بھی تناول فرماتے رہے۔اس انہماک میں کھجوروں کی مقدار کا حساب نہ رہا، حدیث ملنے تک کھجوروں کا ٹوکرا خالی ہو چکا تھا، اور ادھر زندگی کے لحات بھی پورے ہو چکے تھے، یہ کھجوروں کا زیادہ کھالینا ہی آپ کے ذائقہ موت کا سبب بن گیا، ۲۴ رجب المرجب، بروز اتوار ۲۶۱ھ کو دنیائے اسلام کا یہ رجل عظیم وصال فرما گیا۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم

تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ علم وفکر کا مینار نور تھے، نہایت سادہ زندگی کو پسند فرماتے تھے، امانت وصداقت کی خوبیوں سے متصف تھے، آپ نے جو کچھ پڑھا، اس پر

عمل کر کے دکھایا۔ حدیث مصطفیٰ سے خصوصی پیار تھا اس لئے اس کی جستجو میں ہی زندگی قربان کردی۔ آپ کو حدیث رسول کا شہید کہا جائے تو بعید نہ ہوگا۔ آپ حصول علم کیلئے جہد مسلسل کے قائل تھے، یہی وجہ ہے کہ بچپن سے لے کر عمر مستعار کے آخری حصے تک آپ کے ہاں علمی تعطل دکھائی نہیں دیتا، اللہ تعالیٰ نے ارشادات مصطفیٰ کی تحفیظ و تشہیر کا بہترین اجر عطا فرمایا۔ حضرت امام ابو حاتم رازی فرماتے ہیں، میں نے ایک دفعہ حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا، آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے اپنی خوبصورت جنت میرے کھول دی ہے اور میں جہاں چاہوں، قیام کر سکتا ہوں،(بستان المحدثین)

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی
قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

❁......❁......❁

صحیح مسلم شریف

﴾......قرآن حکیم کے بعد آثار وانوار کا تابناک خزانہ اور دلنواز مجموعہ ہے......﴿

حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے علوم وفنون پر گراں قدر تصانیف کا ایک خزانہ چھوڑا ہے جو ہمیشہ تشنگان علم کی پیاس بجھاتا رہے گا اور ان کے دامان دل کو جواہر فکر سے چمکاتا رہے گا۔ ان تصانیف مبارکہ میں صحیح مسلم شریف کا اپنا ایک الگ مقام ہے۔ اس کتاب کا نام الجامع الصحیح رکھا گیا، حضرت امام نے اس کتاب کی احادیث وروایات کو نہایت حزم واحتیاط سے ترتیب دیا اور بہترین طریقے سے تدوین فرمائی۔ یہ کتاب ابواب کی ترتیب اور کتب کی تدوین کے اعتبار سے صحیح بخاری شریف پر بھی فوقیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض محققین نے اسے بخاری شریف پر ترجیح دی ہے۔ یہ کتاب مقبول عام ہے، اکثریت کے نزدیک قرآن حکیم اور بخاری شریف کے بعد اس کا مقام ہے، آپ خود ارشاد فرماتے ہیں ''محدثین دوسو سال بھی احادیث کو جمع کرتے رہیں، پھر

بھی ان کا دارومدار اس کتاب پر ہوگا، (مقدمہ شرح مسلم،نووی)

صحیح مسلم شریف بارگاہ خدا اور دربار مصطفےٰ ﷺ میں مقبول کتاب ہے، حضرت امام ابوعلی زعفرانی علیہ الرحمہ کو کسی آدمی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا، آپ کی مغفرت کا کیا سبب ہے، آپ نے فرمایا ''صحیح مسلم شریف کے یہ چند اجزاء میری مغفرت کا سبب ہیں'' (بستان المحدثین)

آپ نے اپنی اس عظیم کتاب کا سبب تالیف یہ لکھا ہے کہ تلامذہ نے درخواست کی کہ میں صحیح احادیث کا ایک ایسا مجموعہ ترتیب دوں جس میں تکرار کے بغیر احادیث کو جمع کیا جائے'' چنانچہ آپ نے تین لاکھ احادیث سے اپنی اس کتاب کا انتخاب فرمایا۔ حافظ امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب لکھنے کے بعد حضرت امام نے امام ابوزرعہ کی خدمت میں پیش کی، وہ جرح وتعدیل کے ماہر تھے، انہوں نے جس روایت کی کسی علت کو بیان کیا، آپ نے اسے کتاب سے نکال دیا۔ اس طرح یہ مجموعہ حدیث پندرہ سال کی طویل مدت میں مکمل ہوا۔ (تذکرۃ الحفاظ)

...... خصوصیات ......

صحیح مسلم شریف بہت سی خصوصیات سے لبریز ہے۔ چند ایک ملاحظہ کیجئے۔

☆...... آپ نے حدثنا اور اخبرنا کے فرق کو ملحوظ رکھا ہے حالانکہ امام بخاری، امام مالک جیسے محدثین بھی اس فرق کو نظر انداز کردیتے ہیں۔

☆...... آپ نے راویوں کے اسماء اور انساب میں بہت احتیاط سے کام لیا ہے تاکہ روایت کی سند میں ابہام نہ پیدا ہو جائے۔ راوی کے نام، نسب اور کنیت میں کوئی

اختلاف ہوتو آپ اس کو ظاہر کر دیتے ہیں۔

☆......الفاظ حدیث کے اختلاف کو اسی مقام پر بیان کر دیتے ہیں۔

☆......کتاب کی ترتیب میں بہت اہتمام کیا گیا ہے،

☆...... آپ ایک ہی حدیث کو مختلف ابواب قائم کر کے تکرار سے بچاتے ہیں۔

☆......آپ روایت بالمعنیٰ اور اختصار سے گریز کرتے ہیں۔

☆......آپ روایت کیلئے مسلم، عادل، ثقہ، متصل، طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانیہ کے راویوں کا انتخاب کرتے ہیں، طبقہ ثالثہ سے بھی روایت لیتے ہیں لیکن پہلے دیکھتے ہیں کہ راوی اور مروی عنہ کے درمیان معاصرت قائم ہے یا نہیں۔

☆......آپ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں جس کی صحت پر اجماع ہو چکا ہو، اگرچہ بعض ناقدین نے آپ کی اس شرط پر اعتراض بھی کیا ہے۔

☆......آپ نے تعلیقات کی کثرت سے گریز کیا ہے، مسلم شریف میں محققین کے نزدیک صرف چودہ مقامات پر سند معلق کے ساتھ احادیث مروی ہیں لیکن دوسرے طریق سے یہ احادیث بھی سند موصول کے ساتھ مروی ہیں اور حکماً درجہ صحت پر فائز ہیں۔ الغرض یہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ حضرت امام حسین بن علی نیشاپوری کا فرمان ہے کہ آسمان کے نیچے امام مسلم علیہ الرحمہ کی کتاب سے زیادہ کوئی کتاب صحیح نہیں۔ (فتح المغیث جلد ا ص ۳۳)

......ایک وہم کا ازالہ......

مسلم شریف کی احادیث و روایات کی تعداد میں اہل فن کا اختلاف ہے۔حضرت احمد بن سلمہ کے نزدیک بارہ ہزار ہے اور حضرت ابوحفص کے نزدیک آٹھ ہزار ہے۔مکررات کو حذف کرنے کے بعد سب کے نزدیک چار ہزار ہے،اب جن حضرات کو یہ وہم لاحق ہے کہ کوئی مسئلہ صرف بخاری اور مسلم سے ہی ثابت کیا جائے یا بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کریں تو کہتے ہیں کہ صحاح ستہ سے ثابت کیا جائے ، خدا کا خوف کرنا چاہئے ،کیا مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات وفرمودات صرف ان کتابوں تک محدود ہیں۔مثلاً صحیح مسلم شریف کو تین لاکھ احادیث وروایات سے منتخب فرمایا گیا تو کیا کوئی صاحب عقل یہ تصور کرسکتا ہے کہ باقی دو لاکھ اٹھاسی ہزار یا دو لاکھ بانوے ہزار احادیث بالکل ہی نا قابل استدلال ہیں،کیا حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے کہیں یہ فرمایا ہے کہ میری جمع کردہ احادیث کے علاوہ کسی اور حدیث کو بیان نہ کرنا یا کیا باقی اصحاب صحاح نے کبھی یہ دعویٰ کیا کہ ان کا کام ہی حرف آخر ہے،اس وہم کو اپنے دماغ سے نکال دینا چاہیے۔ان حضرات کا اپنا یہ حال ہے کہ ایک مرتبہ یہ احقر راقم الحروف ایک گاؤں میں تقریر کررہا تھا،ایک صاحب،صحاح ستہ کا سیٹ اٹھا کر آ گئے اور فرمانے لگے صحاح ستہ سے دکھایا جائے کہ رفع یدین منسوخ ہے،میں نے مسلم شریف کی حدیث پاک بیان کردی،سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا ''میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھا رہے ہو،نماز میں سکون اختیار کرو'' اس حدیث پر بحث ہوئی تو وہ صاحب پریشان ہو گئے اور جلدی سے ''غنیۃ الطالبین'' نکال کر کہنے لگے،جس

کی تم گیارھویں کھاتے ہو، اس پیر کامل کی بات مان لو" میں نے کہا "میں اس کا جواب بھی عرض کرتا ہوں، پہلے آپ یہ تسلیم کریں کہ قرآن پاک سے لے کر صحاح ستہ تک آپ کا رفع یدین ثابت نہیں ہوا۔ اب حضور غوث اعظم علیہ الرحمہ نے آپ کی مشکل کشائی فرمائی ہے" اس جواب پر وہ سٹپٹا کر نو دو گیارہ ہو گئے۔

ایک مسلمان کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث پاک دیکھنی چاہیے، وہ کسی بھی کتاب میں پائی جاتی ہو، اس کیلئے قابل صد احترام ہے، پھر صحاح ستہ یا بخاری و مسلم کی قید لگانے والے کیا نہیں جانتے کہ ان کتابوں میں بھی کئی روایات ایسی ہیں جو درجہ صحت پر فائز نہیں۔ بخاری و مسلم کو صحیح ترین کتابیں اسلئے کہا جاتا ہے کہ ان میں احادیث کی اکثر تعداد صحیح ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان میں ضعیف احادیث یا غیر صحیح احادیث موجود ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ناقدین کی طرف سے صحیح مسلم پر بھی یہ اعتراض وارد ہوا ہے کہ اس کی بہت سی احادیث کی صحت پر سب محدثین کرام کا اتفاق نہیں، حضرت امام مسلم علیہ الرحمہ نے انفرادی طور پر چھ سو بیس راویوں سے روایت فرمائی ہے۔ ان میں ایک سو ساٹھ راویوں کو ضعیف کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت امام بخاری نے انفرادی طور پر چار سو پینتیس راویوں سے روایت فرمائی ہے۔ ان میں اسی راویوں کو ضعیف کہا گیا ہے۔ حضرت امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

"یہ دونوں کتابیں (بخاری و مسلم) صحیح ترین کتابیں ہیں۔ لیکن تمام احادیث صحیحہ کو احاطہ نہیں کرتیں، بلکہ ان کی اپنی شرائط کے مطابق (بہت سی) احادیث ایسی ہیں جو ان میں درج نہیں کی گئیں"

(فتح المغیث جلد ا ص ۳۴)

حضرت امام حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مستدرک میں بخاری و مسلم کی شرائط پر بہت سی احادیث صحیحہ کو نقل فرمایا ہے جو ان کتابوں میں موجود نہیں ہیں۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ امام بخاری اور امام مسلم نے اپنے تمام تر اہتمام کے باوجود ایسی روایات بھی نقل کردی ہیں جن کی اسناد میں خارجی، رافضی، قدری، جبری اور معتزلی راوی پائے جاتے ہیں اور اسماء الرجال کے ماہرین نے ان پر شدید تنقید کی ہے۔ ان کے علاوہ صحاح ستہ کی باقی کتابوں میں بھی ایسی روایات واحادیث کی کافی تعداد موجود ہے جن پر صحیح کا اطلاق نہیں ہوتا، مثلاً حضرت امام حافظ ابن الصلاح علیہ الرحمہ نے جامع ترمذی کے بارے میں فرمایا ہے "جامع ترمذی میں منکر احادیث کی کثیر تعداد پائی جاتی ہے"

(علوم الحدیث ص ۱۷)

حضرت امام احمد بن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے "امام ترمذی نے سند کے اتصال کو اصل اور معیار نہیں ٹھہرایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ منقطع احادیث کو بھی حسن کہہ دیتے ہیں۔ (النکت علی کتاب ابن الصلاح جلد ا جلد ۳۸۸)

سنن ابوداؤد کے بارے میں حضرت امام بن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے "امام ابوداؤد ضعیف افراد کی ایک جماعت سے استدلال کرتے ہیں اور ان پر سکوت اختیار کرتے ہیں" (ایضا جلد ا ص ۴۴۵) حضرت امام نووی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے" سنن ابوداؤد میں ایسی احادیث بھی ہیں جن کا ضعیف ہونا ظاہر ہے اور اس کو امام ابوداؤد نے بیان نہیں کیا" (ایضا) سنن نسائی کے بارے میں حضرت امام اسماعیل ابن کثیر علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے "رجال کیلئے امام نسائی نے امام مسلم سے زیادہ سخت شرائط عائد کی ہیں لیکن اس کے باوجود مجہول اور مجروح راوی موجود ہیں، اور اس کتاب میں ضعیف، منکر اور

معلل احادیث پائی جاتی ہیں۔(علوم الحدیث ص ۲۵) سنن ابن ماجہ کے بارے میں حضرت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے"یہ کتاب صحت اور ثقاہت کے اعتبار سے باقی پانچ کتابوں کے برعکس ہے۔ جو راوی کذب، سرقہ اور تفرد کی تہمت سے متہم ہیں، جیسے حبیب ابن حبیب، کاتب علاء بن زیدل۔ داود بن مجیر، عبدالوہاب بن ضحاک، اسماعیل بن زیاد اور عبدالسلام بن ابی جنوب وغیرہم، امام ابن ماجہ ان سے احادیث، روایت کرنے میں متفرد ہیں، حضرت امام ابن زرعہ نے اسکی کثیر احادیث پر باطل، ساکت یا منکر کا حکم صادر کیا ہے۔ حافظ علائی نے یہ کہا ہے کہ صحاح خمسہ کے بعد چھٹی کتاب، ابن ماجہ کی بجائے سنن دارمی کو ہونا چاہیے جس میں ضعیف راوی اور منکر و شاذ احادیث کم ہیں۔ اگرچہ اس میں بھی مرسل اور موقوف احادیث موجود ہیں لیکن پھر بھی وہ ابن ماجہ سے بہتر کتاب ہے"(النکت علی کتاب ابن الصلاح جلد ا ص ۴۸۵)

یہ تھا محققین حدیث کی نظر میں صحاح ستہ کا نہایت جامع اور مختصر بیان۔ اب اگر کوئی آدمی اس وہم کا شکار ہو جائے کہ صحاح ستہ اور بالخصوص بخاری و مسلم کے علاوہ کسی حدیث سے استدلال نہیں کرنا چاہیے تو وہ دین اسلام کے ساتھ مخلص نہیں۔ یہ درست ہے کہ صحاح ستہ میں اکثر احادیث درجہ صحت پر فائز ہیں، اسی لئے ان کو"صحاح" کہا جاتا ہے۔ لیکن ان میں ضعیف، شاذ، منکر، مرسل اور موقوف احادیث بھی پائی جاتی ہیں۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"احادیث کے مجموعے کی تعداد ساڑھے سات لاکھ تک پہنچ جائے تو بعید نہیں"(تدریب الراوی جلد ا ص ۱۰۱) مصنفین صحاح ستہ نے بھی لاکھوں احادیث سے اپنے مجموعوں کا انتخاب کیا ہے۔ تو کیا کوئی صاحب عقل انسان کہہ سکتا ہے کہ صحاح ستہ کے علاوہ تمام احادیث ساقط الاعتبار ہیں، یہ تعداد

کوئی لاکھوں پر نہ سہی ہزاروں پر مشتمل تسلیم کر لے، پھر بھی اسے ایسی جرأت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ محدثین کرام نے حدیث کے اصول مرتب کر دیئے ہیں، ہمیں ان کی روشنی میں حدیث کا جائزہ لینا چاہیے اور روایت کو پرکھنا چاہئے، صرف چھ کتابوں میں محصور ہو کر باقی ہزاروں احادیث و روایات کا انکار کر دینا اسلام کی کونسی خدمت ہے۔ پھر ان چھ کتابوں کے بارے میں قرآن و حدیث کی کوئی نص قطعی موجود نہیں، لہٰذا امت کو باقی ہزاروں احادیث نبویہ کے استفادے سے روکنا بہت بڑے ظلم کے مترادف ہے۔

اگر نگاہِ انصاف سے دیکھا جائے تو صحاح ستہ کے معرض وجود میں آنے سے پہلے جن امامان دین وملت نے حدیث کی خدمت کی ہے کیا وہ لائق تحسین نہیں، مثلاً حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے جلیل القدر صحابہ اور رفیع الشان تابعین کی زیارت فرمائی اور ان کی صحبت بابرکت سے فیضان حدیث حاصل کیا۔ کیا ان کی احادیث اور روایات قابل قبول نہیں۔ اصحاب صحاح نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ سے احادیث اخذ کی ہیں لیکن ان روایات کو نہیں لیا جن کی اسناد میں اُن کا نام آتا ہے، کیا اس ''نظر اندازی'' سے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے علم حدیث میں کوئی کمی تصور کی جائے گی۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ حدیث وفقہ کا مقام ایسا نہیں، جس کی حقانیت کیلئے اصحاب صحاح کی تصدیق درکار رہے۔ حضرت امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے کیا خوب لکھا ہے۔

''اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ تم جو یہ کہتے ہو کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب میں کوئی حدیث ضعیف نہیں، کیونکہ حضرت امام اور

حضور اقدس ﷺ کے درمیان جتنے راوی ہیں، وہ صحابہ اور تابعین ہیں، اور وہ جرح سے محفوظ ہیں۔ تو پھر کیا سبب ہے، کہ بعض حفاظ نے ان کے دلائل کو ضعیف احادیث پرمبنی قرار دیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن بعض راویوں کو ضعیف کہا جاتا ہے وہ ان کے وصال کے بعد ان کی سند کے نچلے درجے کے راوی ہیں، اور انہوں نے آپ کی سند کے علاوہ کسی اور سند سے روایت کیا ہے۔ حضرت امام کی مسانید ثلاثہ میں سب کی سب احادیث صحیح ہیں، کیونکہ اگر وہ صحیح نہ ہوتیں تو آپ ان سے کبھی استدلال نہ فرماتے۔ آپ کی سند کے نچلے راویوں میں اگر کوئی راوی جھوٹا ہو یا جھوٹ کی تہمت سے داغدار ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہمارے ہاں اس کی صحت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس سے ایک مجتہد نے استدلال فرمایا ہے۔ اس لیے ہم پر واجب ہے کہ ہم اس حدیث پر عمل کریں اگرچہ اسے کسی اور محدث نے بیان نہ کیا ہو۔ جب تک آپ کی مسانید ثلاثہ میں ان کے فقہی مذہب کی دلیل کو نہ دیکھ لیا جائے اس وقت تک ان کی کسی دلیل کو ضعیف نہ کہا جائے، یہ ہوسکتا ہے کہ بعد کے احناف کرام نے ان کے مذہب پر کسی ضعیف حدیث سے استدلال کیا ہو، لیکن حضرت امام اس سے بالکل بری الذمہ ہیں۔

(میزان الشریعہ جلد ۱، ص ۶۵)

یہ ہیں وہ حقائق جن کو آج کل جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا جاتا ہے تاکہ

کروڑوں مسلمانوں پر مبنی سواد اعظم کے جذبات و احساسات کو زخمی کر کے مسلمہ عقائد اسلام کو مشکوک کر دیا جائے۔ ہم یہی التماس کرتے ہیں کہ کسی بھی عقیدہ یا مسئلہ میں صرف حدیث نبوی کا مطالبہ کرنا چاہیے، بخاری و مسلم یا دیگر صحاح اربعہ ہی کا مطالبہ علم حدیث سے ناواقفیت کی دلیل ہوگا۔ یہ بحث و نظر تو عام اصول پر مبنی تھی، جہاں تک مقام رسالت اور شان نبوت کا تعلق ہے تو اس کو بیان کرنے کے لیے صحاح ستہ کے اصحاب نے خاص الخاص اہتمام فرمایا ہے۔ وہ عظیم لوگ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے عاشق صادق اور غلام زار تھے، ان کے ہاں عظمت سرکار کے انکار کا خفیف سا تصور بھی نہیں پایا جاتا، ۔ بلکہ عالم اسلام میں انگریزوں کی دراندازی سے پہلے مقام نبوت کو اختلافات کا نشانہ نہیں بنایا جاتا تھا۔ سب حضور سراپا نور ﷺ کی ذات گرامی صفات کو امت کے عالمگیر اتحاد کا مبارک وسیلہ سمجھتے تھے۔ بقول اقبال

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زیں سبب یک بادگر پیوستہ ایم

یہ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں، قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کے بارے میں، تقدیر کے موثر یا غیر موثر ہونے کے بارے میں بہت سے ''کلامی مباحث'' کا بازار تو گرم تھا۔ لیکن رسول اکرم ﷺ کی شان و عظمت کے متعلق کسی کی دو رائے نہیں تھیں۔ مثلاً! حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی حیات برزخی اور شان حاضر و ناظر کے بارے میں امت مسلمہ میں کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا، گویا حضرت شیخ کے زمانے تک بھی راوی چین ہی چین لکھتا ہے، پھر انگریزوں نے عالم اسلام کے متعدد ملکوں پر اپنا اثر و رسوخ قائم کیا تو

ان ظالموں نے حضور جانِ ایمان ﷺ ہی کو موضوعِ اختلاف بنالیا تا کہ فاقہ کشی کے باوجود اپنی غیرتِ ایمانی پر مرمٹنے والی قوم کے سینوں سے ''روحِ محمدی'' کو نکال دیا جائے اور یہ قوم ہر اعتبار سے مردہ ہو جائے۔ اب انگریز تو جاچکے ہیں لیکن ان کے تیار کردہ ''توحیدی'' آج بھی اس ناپاک مشن پر عمل کر رہے ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ متحرک دکھائی دیتے ہیں۔ اسی مشن کی تکمیل کے لیے جہاد ہو رہا ہے۔ چندے اکٹھے کیے جارہے ہیں، مدرسے تعمیر کیے جارہے ہیں، جس گاؤں میں ایک ''توحیدی'' ہے وہاں بھی چند دنوں میں مسجد تعمیر کر کے فتنے کی فضا گرم کی جارہی ہے۔ کتابوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ جاری کیا جارہا ہے۔ اصل ماخذ کے متن تبدیل کیے جارہے ہیں۔ ان لوگوں کی چابک دستی اور ہم لوگوں کی سستی اور کوتاہی کی وجہ سے یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ ہمارے عظیم اسلاف کی تعلیمات پر بھی ان کا قبضہ ہوتا جارہا ہے۔ آپ ''تاریخ اہلِ حدیث'' ہی کا مطالعہ کر لیں، غیر مقلدین نے تمام مقلدین بزرگوں کو اپنی صف میں شامل کر رکھا ہے، دیکھیے کتنی حیرت کی بات ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک کسی امام کی تقلید فعلِ حرام ہے، اسی طرح ان کے اس اصول کے مطابق صحاح ستہ کے مصنفین کرام فعلِ حرام کے مرتکب تھے کیونکہ وہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے مقلد تھے۔ ہمارا سوال ہے کہ کیا فعلِ حرام پر مداومت کرنے والے افراد کی کتابوں اور اصولوں کو بطورِ حجت تسلیم کرنا جائز ہے؟ اور انہیں اپنے اکابر سمجھنا درست ہے؟ اور ان کے کارہائے نمایاں پر فخر کرنا صحیح ہے؟ ہم نے تو بس یہی معلوم کیا ہے کہ یہ لوگ اسلام کے قلعے میں شگاف ڈالنا چاہتے ہیں، اس واردات کے لیے انہیں قرآن و حدیث کا نام استعمال کرنا پڑے تو بھی درست ہے، توحید اور جہاد کی آڑ لینی پڑے تو بھی درست ہے، صحاح ستہ کو ڈھال بنانا پڑے تو بھی

درست ہے۔اس کی ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ رفع یدین اور آمین بالجہر اور فاتحہ خلف الامام کے مسائل جو کہ مقلدین کے باہمی مسائل ہیں، کو اچھالنے کے لیے بخاری و مسلم کو استعمال کیا جاتا ہے۔ ہر غیر مقلد کے ہاتھ میں مقلد اماموں کی کتابوں کے سیٹ ہوتے ہیں، لیکن جب حضور پرنور ﷺ کے عطائی علم غیب، شان حاضر و ناظر، اختیارات و امتیازات کے ثبوت کے لیے بخاری و مسلم کو پیش کیا جائے تو نہایت ڈھٹائی کے ساتھ ان محبوب کتابوں کو بھی ٹھکرا دیا جاتا ہے۔اور چونکہ چنانچہ کا سہارا لیا جاتا ہے، بلکہ قرآن پاک کی آیات مبارکہ کی معنوی تحریف کا ارتکاب کیا جاتا ہے، بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ آدھی آیت مبارکہ کی تلاوت کر کے اپنا عقیدہ نافذ کیا جاتا ہے۔ میں یقین کامل کے ساتھ کہتا ہوں کہ جس دن یہ لوگ پورا قرآن پاک تلاوت کریں گے، اور ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت کی روشنی میں تلاش کریں گے، اس دن ان کے مذہب باطل کا خاتمہ ہو جائے گا اور سواد اعظم کے عقائد اعمال نکھر کر سامنے آجائیں گے۔ لیکن افسوس!

خود بدلتے نہیں، قرآن بدل دیتے ہیں

زیر نگاہ کتاب "شانُ حبیبِ المُنعِم من روایاتِ المسلم" بھی ان لوگوں کے دیرینہ مطالبے کا عملی جواب ہے۔ الحمدللہ راقم الحروف نے مسلم شریف کا نئے سرے سے تفصیلی مطالعہ کیا، پھر اس کی شروح اور حواشی کو دیکھا تو جگہ جگہ حضور احمد مختار، سید ابرار ﷺ کے کمالات کے جہان جگمگاتے نظر آئے تاکہ ؎

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنا لك ذكرك دیکھے

دراسی حصۂ اول
چشمہ علم و حکمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

❁......❁......❁

☆......اللہ اللہ! حضور، من اللہ نور ﷺ کی زبان نبوت وحی الٰہی کا چشمہ علم و حکمت ہے، جس نے پرستارانِ جہالت کو آگہی سے سیراب کیا۔ یہ زبان کن کی کنجی ہے، غیب کی ترجمان ہے۔ یہ جب بھی کلام فرماتی ہے............ معرفتِ حق کے خزانے لٹاتی ہے۔

☆......سرکار ابد قرار ﷺ کا سینہ رسالت، اسرارِ ازل کا گنجینہ ہے، استعدادِ باطنی کا یہ عالم ہے کہ لب ہائے رسالت پہ التجا جاری ہے ﴿رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ پروردگار میرے علم میں اور اضافہ فرما............ ادھر حریم قدس کی صدا سنئے "ہر گھڑی تیرے لیے گزرنے والی گھڑی سے زیادہ شان والی ہے۔" عطا کرنے والے کی عطا میں کوئی ابتلا نہیں۔ دعا کرنے والے کی دعا میں کوئی انتہا نہیں، عقل سوچے تو کیا سوچے، دینے والا کیا دے رہا ہے اور لینے والا کیا لے رہا ہے، خدا تعالیٰ کا اعلان ہے۔

﴿فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى﴾

'اس نے اپنے عبد خاص کی طرف وحی فرمائی جو فرمائی' .... کوئی کون ہوتا

ہے درمیان آنے والا .... کراماً کاتبین را ہم خبر نیست،

☆......رسول اکرم، محبوب اقدس ﷺ کی نگاہ کرم ، کیا دیکھ رہی ہے، خلیل اللہ زمین پر کھڑے ہیں تو ارضی وسماوی ملکوت کا مشاہدہ کر رہے ہیں، حبیب اللہ لامکاں کی رفعتوں پر فائز ہو گئے، ان کی وسعت نظر کا کیا عالم ہو گا، جو غیب الغیب کا مشاہدہ کرتے ہیں، انہیں غیب کا مشاہدہ کرنا کیا مشکل ہو گا، وہ غیب کی بھی خبر دیتے ہیں .... وہ شہادت کا بھی بھرم رکھتے ہیں، سبحان اللہ ۔

وہ خود جانِ خبر ہیں ہر خبر ہے اُن سے وابستہ
انہیں بھی بے خبر، او بے خبر، مانا تو کیا مانا

﴿......حرمت زبان مصطفیٰ ﷺ......﴾

☆......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے دوران فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا!

﴿لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ﴾

ترجمہ: یعنی میری طرف جھوٹ نہ منسوب کرو، جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ دوزخ میں جائے گا۔ (مسلم باب ۱)

☆......حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

"مجھے تمہارے سامنے زیادہ تعداد میں احادیث بیان کرنے کو جو چیز روکتی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ﴿مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِباً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ

النَّارِ﴾ یعنی جو آدمی جان بوجھ کر جھوٹ کو میرے ساتھ منسوب کرے، اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالینا چاہیے۔

(مسلم باب ۱)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

﴿سیکون فی اخر امتی اناس یحدثونکم بما لم تسمعوا انتم ولا اباءُ کم فایا کم وایا کم﴾ میری امت کے آخری زمانے میں لوگ ایسی احادیث بیان کریں گے جنھیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں سنا ہوگا، پس ان سے بچو، اور ان سے بچو۔ (مسلم باب ۳)

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اعظم ﷺ نے فرمایا!

﴿یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباکم فایاکم وایاکم لا یضلونکم ولا یفتنونکم﴾ آخری زمانے میں جھوٹے دجالوں کی آمد ہوگی جو تمہارے پاس ایسی احادیث لائیں گے جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں سنا ہوگا، پس ان سے بچو، اور ان سے بچو، کہیں وہ تمہیں گمراہی اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔ (مسلم باب ۳)

﴾......اشارات......﴿

☆......ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی زبان رسالت سے نکلا ہوا ہر کلمہ ایسی حرمت وحقانیت کا سرچشمہ ہے کہ کسی اور کی بات اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

☆......جب سرکار کی بات کا مقابلہ نہیں تو سرکار کی ذات کا کیا مقابلہ ہوسکتا ہے۔

☆......حضور اقدس ﷺ اصل دین ہیں، آپ کی طرف سے کوئی بات منسوب کرنا دین میں دخل اندازی کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اس فعل بد سے سارے دین و ایمان کا اعتماد مجروح ہوجاتا ہے۔

☆......کلام رسول میں ملاوٹ کرنے والا دوزخی ہے۔

☆......حضور اقدس ﷺ کی نگاہ نبوت اس امر غیب کا مشاہدہ فرمارہی تھی کہ بعض بدنصیب لوگ اس جرم کا ارتکاب ضرور کریں گے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوچکے ہیں، جنھوں نے زبان مصطفیٰ کی حرمتوں کا کبھی خیال نہیں کیا۔

☆......صحابہ کرام اپنے آقا حضور سراپا نور ﷺ کی زبان نبوت سے نکلنے والے ہر کلمہ طیبہ کی حرمت اور نزاکت کو سامنے رکھتے تھے، اس لیے انھوں نے روایت حدیث میں حد درجہ احتیاط سے کام لیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے ''ایک وقت وہ تھا کہ جب کوئی آدمی یہ کہتا کہ قال رسول اللہ، تو ہماری نظریں اس کی طرف اٹھ جاتیں، اور ہم توجہ سے اس کی حدیث سماعت کرتے، لیکن جب سے لوگوں نے ہر قسم کی روایات بیان کرنا شروع کردی ہیں تو ہم صرف انہیں روایات کو سنتے ہیں

جن کو ہم پہلے سے پہچانتے ہیں'' (مسلم باب ۴)

☆...... جب یہود و نصاریٰ کی ریشہ دوانیوں سے ایسے ایسے کذاب پیدا ہوئے جنھوں نے ہزاروں خود ساختہ روایات کو رسول اللہ ﷺ کی زبان نبوت سے منسوب کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے محدثین اسلام کی جماعت کو پیدا کر دیا۔ان عظیم افراد نے حدیث کی ایسی عظیم خدمت کی کہ مسلمان اس پر ہمیشہ فخر کرتے رہیں گے۔ایک واقعہ کا مطالعہ کیجئے اور فیصلہ کیجئے کہ علم حدیث کے غداروں اور خدمت گاروں میں کیا فرق ہے۔امام ابن عساکر علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں

''ہارون الرشید کے پاس ایک زندیق کو لایا گیا،خلیفہ نے اس کے قتل کا حکم صادر کیا تو اس نے کہا 'تم مجھے قتل کر دو گے لیکن ان چار ہزار احادیث کا کیا کرو گے جن کو میں نے وضع کر کے لوگوں میں عام کر دیا ہے۔میں نے ان احادیث میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے۔ان میں ایک حرف بھی رسول اللہ ﷺ سے منقول نہیں'۔خلیفہ نے کہا ''اے زندیق! تو عبداللہ بن مبارک اور ابن اسحاق غواری کو نہیں جانتا ان کی تنقید کی چھلنی سے تیری تمام حدیثوں کا ایک ایک حرف نکل جائیگا''۔ (تاریخ دمشق جلد ۴ ص ۱۱۵)

☆...... حضور پرنور ﷺ کے فرمان عالی شان کے ساتھ ہی ہدایت وابستہ ہے۔کسی اور کی گھڑی ہوئی بات میں گمراہی اور فتنہ پردازی تو ہو سکتی ہے،ہدایت کی جلوہ طرازی نہیں۔مثلاً اہل رفض نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اور اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے فضائل میں تین لاکھ سے زیادہ احادیث وضع کی ہیں۔

(موضوعات کبیر للقاری ص ۱۲۲)

☆......ایسے کذب فروشوں سے اپنا ایمان بچانا چاہیے

سونا جنگل، رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو، چوروں کی رکھوالی ہے

......جبریل امین کے سوالات......

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

''ایک دن ہم بارگاہ رسالت میں بیٹھے ہوئے تھے۔﴿اذ طلع علینا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سوادالشعر ﴾اچانک ایک آدمی آیا جس کا لباس انتہائی سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے، اس پر سفر کا کوئی اثر دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ہم میں سے کوئی بھی اسے نہیں پہچانتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے حضور دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں کے ساتھ ملائے اور اپنی ہتھیلیاں اپنی رانوں پر رکھ دیں، اور کہا ''یا محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، اور بیت اللہ کا حج کرو اگر طاقت ہو تو۔'' اس نے کہا ''آپ نے سچ فرمایا'' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''ہم حیران ہو گئے، کہ وہ سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے''۔ پھر اس نے

پوچھا ''مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے''۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ ،اس کے فرشتوں،اس کی کتابوں،اس کے رسولوں اور یوم آخر پر ایمان لائے ،اور تقدیر کو مانے کہ ہر خیر وشر اس کے ساتھ وابستہ ہے''اس نے کہا'' آپ نے سچ فرمایا'' پھر اس نے کہا'' مجھے احسان کے بارے میں بتائیے'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے،اور اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو تو یہ یقین کر لے کہ وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے''اس نے کہا ''مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ما المسئول عنها باعلم من السائل﴾ یعنی جواب دینے والا سوال کرنے والے سے اس کا زیادہ جاننے والا نہیں۔پھر اس نے کہا'' مجھے اس کی نشانیاں ہی بتا دیجئے''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''(قیامت اس وقت آئیگی)جب باندیوں سے ان کے آقا پیدا ہوں گے ،جب ننگے بدن ،ننگے پاؤں والے تنگ دست چرواہے بڑی بڑی عمارات تعمیر کریں گے''وہ چلا گیا تو میں آپ کے حضور بیٹھا رہا۔آپ نے فرمایا ''اے عمر! کیا تو سائل کے بارے میں جانتا ہے''۔میں نے کہا ﴿الله و رسوله اعلم﴾ یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا ﴿فانه جبريل اتاكم يعلمكم دينكم﴾ وہ حضرت جبریل امین تھے،جو تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔(مسلم کتاب الایمان)

﴿......اشارات......﴾

☆......یہ عظیم القدر حدیث، امت کے بڑے بڑے محدثین ومفسرین نے اپنی کتابوں میں بیان فرمائی ہے۔

☆......حضرت جبریل علیہ السلام رجل کامل کی صورت میں حاضر ہوئے، حالانکہ ان کی حقیقت "نور" تھی، معلوم ہوا کہ نورانیت اور رجولیت وبشریت متضاد صفتیں نہیں، ان دونوں صفتوں کا ایک ہی وجود میں جمع ہونا محال نہیں، واقع ہے۔

☆......حضرت جبریل علیہ السلام نور ہو کر رجل کی صورت میں جلوہ گر ہو جائیں تو ان کے نور میں کوئی فرق والتباس نظر نہیں آتا۔ اگر حضور من اللہ نور ﷺ "نور" ہو کر رجل کامل اور بشر بے مثل کی صورت میں جلوہ گر ہو جائیں تو کیوں فرق والتباس نظر آنے لگتا ہے؟

☆......حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت میں دوزانو ہو کر بیٹھے، جس طرح باادب شاگرد اپنے کامل استاد کے سامنے زانو طے کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نوریوں کا سردار بھی حضور سراپا نور ﷺ کا سوالی ہے ۔

بے لقائے یاران کو چین آجاتا اگر
بار بار آتے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

☆......حضرت جبریل امین علیہ السلام کا سوال پوچھ کر اس کی تصدیق کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سوال کے جواب سے آشنا تھے۔ یہاں معلوم ہوا کہ کسی چیز کے متعلق سوال کرنا عدم علم کی دلیل نہیں، وہ اسلام، ایمان، احسان اور قیامت کے بارے میں سوال کریں تو ان کے علم کا انکار نہیں کیا جاتا، اگر حضور اقدس ﷺ نے دوزخ کے

مناظر کے بارے میں سوال کر لئے تو ان کے علم کا انکار کیوں کیا جاتا ہے؟

☆......حضور پرنور ﷺ کا سینہ علوم و معارف کا بے پایاں سمندر ہے۔

☆...... ﴿ما المسئول عنها با علم من السا ئل﴾ یعنی جواب دینے والا، سوال کرنے والے سے اس کا زیادہ جاننے والا نہیں، اس جملے سے ''عقل عیار'' نے انکارِ علم مصطفٰے کا بہانہ تراش لیا ہے، وہ بیچاری سر پیٹ رہی ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو قیامت کا علم ہوتا تو بتا کیوں نہ دیتے، یہاں حضور اقدس ﷺ نے اپنے علم کی نفی کر دی ہے۔ جیسا کہ اس سے اگلی روایت میں مزید وضاحت پائی جاتی ہے فرمایا'' اور یہ علم (قیامت) ان پانچ علوم میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ پاک کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا'' بے شک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہی بارش برساتا ہے۔ اور وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے، اور کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کرے گی، اور کس جگہ مرے گی، بے شک اللہ ہی جاننے والا خبر دینے والا ہے۔''

☆......قرآن وحدیث کا تفصیلی مطالعہ کیا جائے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان علوم خمسہ کو ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے برگزیدہ رسولوں کو ان کے بارے میں کچھ بتایا ہے یا نہیں، تو قرآن وحدیث کی بے شمار تصریحات اور امت محمدیہ کی کثیر شخصیات سے یہ عقیدہ حاصل ہوتا ہے کہ اس نے ضرور بتایا ہے۔ بالخصوص حضور سرور انبیاء ﷺ کو ان علوم کی تفصیلات سے پوری طرح آگاہ فرمایا، حضرت امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے ان پانچ چیزوں کا علم حضور ﷺ کو عطا فرمایا اور ان کو مخفی رکھنے کا حکم دیا''

(شرح مواہب لدنیہ جلد ا ص ۲۶۵)

☆......اسی طرح حضرت امام بدرالدین عینی، حضرت امام ابن حجر عسقلانی، حضرت امام علی قاری، حضرت امام جلال الدین سیوطی، حضرت امام صاوی مالکی، حضرت امام محمود آلوسی، حضرت امام فخر الدین رازی، حضرت امام خازن، اور حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہم الرحمہ جیسی جلیل القدر شخصیات نے یہی عقیدہ بیان کیا ہے۔

☆......حدیث مذکورہ میں عدم علم کا ذکر نہیں، زیادتی علم کا ذکر ہے، وقت قیامت کا علم حضور سرورانبیاء ﷺ اور حضرت جبریل امین علیہ السلام کو نصیب ہو جائے تو کوئی مستعبد نہیں، حضرت امام تفتازانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ﴿ولا یبعد ان یطلع علیہ بعض الرسول من الملائکۃ والبشر﴾ یہ کوئی بعید نہیں کہ وقوع قیامت کے علم پر بعض رسل ملائکہ یا رسل بشر کو مطلع کر دیا جائے۔ (شرح المقاصد جلد۲ ص۲۰۵)

☆......قرآن پاک میں ہے ﴿ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء﴾ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں وہ تمھیں غیب پر مطلع کرے، لیکن اللہ اپنے برگزیدہ رسولوں کو مطلع فرماتا ہے، یہ آیت کریمہ بھی ہمارے موقف پر بہترین دلیل ہے۔

☆......حضور نبی غیب آشنا ﷺ نے کتنے صحابہ کرام کے وصال کی خبر دی، امت مرحومہ کے عروج وزوال، کی خبر دی، بارش کے نزول کی خبر دی، قیامت کی نشانیوں کی خبر دی، یہاں تک بتا دیا کہ قیامت جمعۃ المبارک کے دن آئے گی، محرم الحرام کے مہینے میں آئے گی اور دس تاریخ کو آئے گی، صرف یہ نہیں بتایا کہ سال کونسا ہوگا۔ اگر یہ بھی بتا دیتے تو قیامت اچانک آنے کا فرمان درست نہ رہتا، آپ وقوع قیامت کی تمام نشانیاں کھل کر بیان فرما گئے جبکہ اس کا ''وقت معین'' یہ فرما کر چھپا گئے کہ'' جواب دینے

والا سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا'' اب اس جملے کا یہ معنیٰ مراد لینا کہ'' میں بالکل ہی نہیں جانتا'' شدید جہالت پر مبنی ہے، اور فرمان مصطفےٰ کی معنوی تحریف ہے۔

☆......حضور پر نور ﷺ نے فرمایا ہے کہ'' میں نے اولین و آخرین کے علم حاصل فرمالئے'' اس علم بے پایاں سے علوم خمسہ کو کونسی نص باہر نکال رہی ہے۔

اللہ کی عطا کا تو انکار مت کرو

سرکار کی جو شان ہے بے شک عطائی ہے

☆......صحابہ کرام، اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ شہِ والا ﷺ کے علم کا بھی اعتراف کیا کرتے تھے، اللہ ورسولہٗ اعلم کا مبارک جملہ گویا ان کا تکیہ کلام تھا۔

☆......اسلام، ایمان، احسان کی تعریفات واضح ہیں، حقیقت کیا ہے، حضور کی محبت کا نام ایمان ہے، حضور کی اطاعت کا نام اسلام ہے اور حضور کی طریقت کا نام احسان ہے۔

اگر بہ اونرسیدی تمام بولہبی است

☆......حضور ﷺ علم والے بھی ہیں اور حکمت والے بھی ہیں، یہی وجہ ہے کہ جو اُمور امت کے حق میں بہتر ہیں، انہیں بیان فرمادیتے ہیں اور جن امور کا ظاہر کرنا بہتر نہیں، انہیں چھپا لیتے ہیں۔ کسی اَمر کا ظاہر نہ کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ کو اس کا علم حاصل نہیں۔ قرآن پاک تو اعلان فرمارہا ہے۔ ﴿وعلمك ما لم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيماً﴾ محبوب! ہم نے آپ کو وہ کچھ سکھادیا جس کا آپ کو علم نہیں تھا اور آپ پر اللہ کا بہت ہی بڑا فضل ہے۔ علوم خمسہ کے متعلق اور بھی بہت سی احادیث نبویہ رقم کی جائیں گی۔ وما توفیقی الا باللہ

اعرابی کا حسن انجام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول کریم ﷺ کی بارگاہ رسالت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور کہنے لگا، یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے جس کو اختیار کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، نماز فرض ادا کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو، اعرابی نے عرض کی، اللہ تعالیٰ کی قسم، میں ان احکام میں زیادتی کروں گا اور نہ کم کروں گا، آپ نے ارشاد فرمایا ﴿من سره ان ينظر الى رجل من اهل الجنة فلينظر الى هذا﴾ جو آدمی کسی جنتی کو دیکھنے سے خوش ہوتا ہے، وہ اس اعرابی کی زیارت کر لے۔ (مسلم، کتاب الایمان)

اشارات

☆...... مستقبل کا علم، علوم خمسہ کا حصہ ہے، جو ﴿وما تدری نفس ما ذا تکسب غدا﴾ کے جملہ قرآنی سے ثابت ہے، اس علم کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ لیکن وہ کریم اگر اپنے محبوب پاک ﷺ کو اور آپ کی متابعت کاملہ کی برکت سے کسی بزرگ دین کو سکھا دے تو اس کی رحمت سے کوئی بعید نہیں۔ قرآن پاک نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام قدم قدم پر مستقبل کے اسرار فاش کرتے دکھائی دیتے ہیں اور قرآن پاک اس

کی تصدیق کرتا نظر آتا ہے۔

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء

☆......مذکورہ حدیث مبارک میں سرکار مدینہ ﷺ ایک اعرابی کے حسن انجام کی خبر دے رہے ہیں کہ اگر کوئی جنتی دیکھنا چاہتا ہے تو اس اعرابی کو دیکھ لے۔

☆......حضرت امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "حضور نبی اکرم ﷺ کو علم حاصل تھا کہ یہ اعرابی ان احکام پر ہمیشہ عمل کرے گا اور جنت میں داخل ہوگا۔ (شرح مسلم جلد ا ص ۳۱)

☆......معلوم ہوا کہ حضور پُر نور ﷺ کو اپنی امت کے احوال اور درجات اعمال کی خبر ہے۔ حضرت امام محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اس وقت وصال نہیں فرمایا جب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر چیز کا علم عطا نہیں فرما دیا، جس کا علم عطا کرنا ممکن تھا، (روح المعانی ص ۱۵/۱۵۴)

☆......حضرت سید عبد العزیز دباغ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "حضور سراپا نور ﷺ کے سامنے علوم خمسہ کس طرح پوشیدہ رہ سکتے ہیں، جبکہ آپ کی امت شریفہ میں کوئی شخص اس وقت تک صاحب تصرف نہیں ہو سکتا جب تک اسے علوم خمسہ کی معرفت حاصل نہ ہو جائے، (الابریز من کلام عبد العزیز ص ۴۸۳)

☆......مفسرین کرام نے حضور سراپا نور ﷺ کی قوت مشاہدہ کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ ہر مومن کے ایمان، ہر کافر اور ہر منافق کے نفاق کو مشاہدہ فرمانے والے ہیں، جو کچھ عدم سے وجود میں آچکا ہے، اس کو دیکھنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات کو جاننے والے ہیں، مسلم شریف کی یہ حدیث مبارک بھی آپ کی اس قوت مشاہدہ کی دلیل ہے۔

عالمے کاموزگارش حق بود

علم او بس کامل مطلق بود

☆......اسی طرح کتاب الایمان میں حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ اہل نجد سے ایک شخص نے حاضر خدمت ہوکر سرکار رسالت ﷺ سے احکام شریعت کا علم حاصل کیا، جب وہ چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ افلح ان صدق ﴾ اگر یہ سچا ہے تو کامیاب ہوگیا، ایک اور سند کے ساتھ روایت ہے ﴿افلح وابیہ ان صدق او دخل الجنة﴾ اس کے باپ کی قسم! اگر یہ سچا ہے تو کامیاب ہوگیا یا جنت میں داخل ہوگیا۔

﴿......لوگوں کے عمل پر نگاہ......﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

''عبدالقیس کے کچھ لوگ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے، آپ ہم کو کوئی ایسا حکم دیں جسے ہم اپنے قبیلے تک پہنچائیں اور اس پر خود عمل کر کے جنت حاصل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں، اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو، اور غنیمت کا پانچواں حصہ ادا کرو، چار چیزوں، خشک کدوں کے برتنوں، سبز گھڑوں، لکڑی کے برتنوں اور روغن قار ملے ہوئے

برتنوں سے روکتا ہوں، ان لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ! کیا آپ جانتے ہیں کہ لکڑی کا برتن کیسا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا'' کیوں نہیں، تم لکڑی کو کھوکھلا کر کے اس میں کھجوریں بھگو دیتے ہو، جب اس کا پانی جوش مارتا ہے اور جب وہ ٹھہر جاتا ہے تو تم اس کو پی لیتے ہو، (اس کے نشے سے) یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص اپنے چچازاد بھائی کو تلوار سے مار ڈالتا ہے، وفد میں ایک شخص ایسا تھا جس کو اسی طرح سے زخم لگا تھا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے حیا کرتے ہوئے اس کو چھپا رکھا تھا۔ اس نے کہا، یا رسول اللہ! پھر ہم کس طرح کے برتنوں میں پیا کریں۔ آپ نے فرمایا چمڑے کی ان مشکوں میں جن کے منہ بندھے ہوئے ہوتے ہیں، وفد نے عرض کی، حضور! ہمارے علاقے میں بہت زیادہ چوہے پائے جاتے ہیں۔ وہاں چمڑے کی مشکیں نہیں رہ سکتیں، آپ نے فرمایا'' (انہیں برتنوں میں پیا کریں) اگرچہ ان کو چوہے کاٹ ڈالیں، اگرچہ ان کو چوہے کاٹ ڈالیں، اگرچہ ان کو چوہے کاٹ ڈالیں پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے ''الحلم والا ناۃ'' یعنی حلم اور بردباری۔ (مسلم کتاب الایمان)

......اشارات......

☆......حدیث مبارک میں بہت سے علمی نکات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً حدیث کو یاد کرنا

اوردوسروں تک پہنچانا، حضور پرنور ﷺ کے زمانہ ظاہری میں بھی پایا جاتا تھا۔اس سے حدیث کی حجیت واہمیت کا ثبوت ملتا ہے۔

☆......ارکان اسلام کی فرضیت واہمیت ثابت ہوتی ہے۔

☆......حدیث پاک میں مذکور برتنوں کی ممانعت اور چمڑے کی مشکوں کی مشروعیت قرآن پاک سے ثابت نہیں ۔فرمان صاحب لولاک سے ثابت ہے۔ جواس امر کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صاحب لولاک ﷺ کوتشریعی اختیارات سے سرفرازفرمایا۔

☆......نشہ آور چیزیں حرام ہوتی ہیں۔

☆......حضور پرنور ﷺ کا ارشاد''ایک شخص اپنے چچازاد بھائی کوتلوار سے مارڈالتا ہے'' میں نشے کے برے نتائج کا ذکر بھی ہے اوروفد میں موجود ایک شخص کی طرف اشارہ بھی ہے جواسی طرح کے عمل کی وجہ سے زخمی ہو چکا تھااوراپنے زخم کو چھپائے ہوئے تھا،حضور پرنور ﷺ نے گویااس کی صورت حال آشکار فرمادی۔معلوم ہوا کہ آپ کی نگاہ نبوت آنے والے افراد کے ماضی کودیکھ رہی تھی ۔حضرت شیخ بہاءالدین نقشبند بخاری قدس سرہ' فرماتے ہیں''شیخ کامل وہ ہے جومرید کے ماضی، حال اوراستقبال کو جانتا ہو''اگرشیخ کامل کی یہ شان علم وحکمت ہےتو حضور نبی الانبیاء ﷺ کی شان علم وحکمت کا کیاعالم ہوگا۔

نگارے من کہ بمکتب نرفت ودرس نخواند
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

﴿......شیطان کے دو سینگ......﴾

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

☆......رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف اشارہ فرما کر ارشاد فرمایا "خبردار ایمان اس طرف ہے ۔اور شقاوت اور سخت دلی (مدینہ شریف کی مشرقی جانب) ربیعہ اور مضر میں ہے۔جو کثرت کے ساتھ اونٹ پالتے ہیں اور ان کی دموں کے پیچھے ہانکتے ہوئے چلتے ہیں، اس جگہ سے شیطان کے دو سینگ نکلیں گے۔

(مسلم،کتاب الایمان)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اہل یمن آئے ہیں، ان کے دل سب سے زیادہ نرم ہیں، ایمان بھی یمنی ہے، فقہ بھی یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے"۔(مسلم کتاب الایمان)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کفر کا مرکز (مدینہ شریف کے) مشرق میں ہے۔غرور و تکبر گھوڑے اور اونٹ پالنے والوں میں ہے اور انکسار بکریاں چرانے والوں میں ہے"۔(ایضاً)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿الایمان یمان والکفر قبل المشرق﴾ ایمان یمنی ہے، کفر مشرق کی جانب ہے۔(ایضاً)

﴿......اشارات......﴾

☆......حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد اسناد کے ساتھ مذکورہ مضمون کی احادیث مبارکہ بیان فرمائی ہیں۔ایک روایت میں ہے،﴿الایمان فی اھل الحجاز﴾ ایمان حجاز والوں میں ہے۔

☆......حضور پرنور ﷺ کو اپنی امت کے افراد کی قلبی کیفیات سے مکمل آگاہی ہے۔ آپ نے یمن وحجاز کے خوش نصیب باشندوں کے ایمان اور سکینت کا ذکر فرمایا اور اہل مشرق کی قسوت اور شقاوت کو بیان فرمایا۔

☆......ایک روایت میں ''شیطان کے دو سینگوں'' کا ذکر ہے، جن کی خبر آپ ﷺ نے اپنی امت کو عطا فرمائی۔حضرت امام ابو عبداللہ بن ابی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''مشرق سے مراد مدینہ شریف کا مشرق ہے، مشرق میں علاقہ نجد پایا جاتا ہے، اسی طرح تبوک کے مشرق میں بھی علاقہ نجد ہے۔اس کی تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے جسمیں آپ نے تین مرتبہ یمن وشام کے بارے میں دعا فرمائی۔اور نجد کے بارے میں فرمایا ''وہاں زلزلے اور طاعون ہوگا اور وہیں سے شیطان کا سینگ نکلے گا'' ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ ''اے اللہ تعالیٰ! مضر کو شدت سے کچل دے'' مضر بھی نجد میں رہتے ہیں۔(اکمال المعلم جلد ۱ص ۱۵۹)

☆......ان کے علاوہ اور محدثین ومورخین نے بھی اہل مشرق سے مراد اہل نجد کو لیا ہے۔ تاریخ عرب شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان حرف بحرف پورا ہوا۔یمن میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے شہسوار معرفت پیدا ہوئے اور نجد میں مسیلمہ

کذاب اور ابن عبدالوہاب جیسے فتنہ گر ملت نے جنم لیا۔حدیث پاک میں انھیں "دوسینگوں" کی طرف اشارہ ہے۔

☆......ایک "سینگ" نے حضور پرنور ﷺ کی ختم نبوت پر شبخون مارے اور دوسرے "سینگ" نے آپ کی امت کو کفر وشرک کے زہریلے فتووں سے زخمی کیا۔ نیز خارجیت کے مردہ جسم میں روح پھونک کرامت میں ایک نہ ختم ہونے والے انتشار کا دروازہ کھول دیا۔

......وہ دوزخ میں جائے گا......

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ حنین میں تھے۔وہاں ایک شخص تھا، جس کا شمار مسلمانوں میں ہوتا تھا۔آپ نے اس کے بارے میں فرمایا "ھذا من اھل النار" یہ دوزخی ہے۔جب لڑائی شروع ہوئی تو وہ شخص بہت بہادری سے لڑا، اور زخمی ہوگیا۔آپ کی خدمت میں اس کے بارے میں عرض کیا گیا، یارسول اللہ ﷺ جس کو آپ نے دوزخی کہا تھا، وہ بہت بہادری سے لڑا اور اب مر چکا ہے۔آپ نے فرمایا "وہ دوزخی ہے۔" بعض صحابہ کرام آپ کا فرمان کما حقہ نہ سمجھ سکے، یہاں تک کہ کسی شخص نے اطلاع دی کہ "وہ شخص ابھی مرا نہیں تھا زخمی تھا، رات کے آخری حصے میں وہ زخم کی تکلیف کو برداشت نہ کرسکا تو اس نے خودکشی کرلی۔آپ نے فرمایا "اللہ اکبر، میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور رسول ہوں ۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کردو۔

﴿انہ لا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ﴾

بے شک جنت میں مسلمان ہی داخل ہوں گے، اور بے شک اللہ اس دین کو فاسقوں کے ذریعے بھی تقویت عطا کر دیتا ہے۔ (مسلم کتاب الایمان)

☆......اس طرح کا واقعہ حضرت سہیل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ، سے بھی مروی ہے، جس کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے "کوئی آدمی لوگوں کے ہاں اہل جنت جیسے عمل کرتا ہے، لیکن وہ دوزخی ہوتا ہے، اور کوئی آدمی اہل دوزخ جیسے کام کرتا ہے لیکن وہ جنتی ہوتا ہے۔

(مسلم کتاب الایمان)

﴿......اشارات......﴾

☆......اس حدیث پاک میں خودکشی کی مذمت ہے۔ جو آدمی علم ہونے کے باوجود فعل حلال سمجھ کر خودکشی کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے، اور کافر کیلئے ہمیشہ ہمیشہ کا عذاب ہے۔

☆......حضور پُر نور ﷺ کو یہ علم عطا کیا گیا ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں جائے گا۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت منقول ہے کہ غزوہ خیبر کے بعد ایک غلام رفاعہ بن زید نے آپ کا سامان کھولنا شروع کر دیا تو اچانک کہیں سے ایک تیر آ کر اسے لگا، جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی، ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! اسے شہادت مبارک ہو، آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کی قسم، ہرگز نہیں، جو چادر اس نے مال غنیمت سے حاصل کی تھی وہ اس کا حصہ نہیں تھی، وہی چادر اس کے اوپر آگ کی طرح

جل رہی ہے“(مسلم، کتاب الایمان)

☆......اس روایت میں بھی ایک شخص کے بُرے انجام کی خبر موجود ہے۔کسی شخص کا انجام کیسا ہوگا، یہ علوم خمسہ میں سے ایک علم ہے۔اور حضور پر نور ﷺ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اسکو جانتے ہیں۔

ملکوت و ملک میں کوئی شے وہ نہیں جو تجھ پہ عیاں نہیں

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما سے روایت ہے

ایک دن سرکار مدینہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔پھر آپ نے فرمایا”دائیں ہاتھ والی کتاب اللہ رب العالمین کی طرف سے ہے،

﴿فیه اسماءُ اهل الجنة واسما اباءِهم وقبا لهم﴾

اس میں تمام اہل جنت کے نام، ان کے آباواجداد کے نام اوران کے قبائل کے نام ہیں، آخر میں جو میزان لگائی گئی ہے اس میں نہ اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی، بائیں ہاتھ والی کتاب بھی اللہ رب العالمین کی طرف ہے، اس میں تمام اہل جہنم کے نام، ان کے آباواجداد کے نام اوران کے قبائل کے نام ہیں، آخر میں جو میزان لگائی گئی ہے اس میں نہ اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی، (جامع ترمذی جلد۲ص ۳۶)

☆......ترمذی شریف کی اس حدیث مبارک نے تو بات ہی واضح کر دی، حضور پر نور ﷺ کو فرد خاص کے انجام کی ہی خبر نہیں، تمام اہل جنت اور تمام اہل دوزخ کے انجام کی اوران کے کوائف کی خبر ہے، دنیا کا کوئی انسان اور اس کا عمل آپ سے پوشیدہ نہیں، قرآن پاک نے بھی فرمایا، ﴿و سیری اللہ عملکم و رسولهٗ﴾ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تمھارے عمل کو دیکھتے ہیں۔

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

﴿......ایک ہوا چلے گی......﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

☆......اللہ تعالیٰ یمن کی طرف سے ایک ہوا پیدا کرے گا، جو ریشم سے نرم ہوگی، جس آدمی کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا، اس کی جان قبض کرلے گی۔ (مسلم، کتاب الایمان)

☆......اندھیری رات کی طرح چھا جانے والے فتنوں سے پہلے نیک اعمال اپنالو، ایک آدمی صبح کو مومن ہوگا، رات کو کافر، یا رات کو کافر ہوگا اور صبح کو مومن، اور تھوڑا سا دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کیلئے اپنا دین فروخت کردے گا، (ایضاً)

☆...... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیت کریمہ ﴿یاایھاالذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم﴾ نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر بیٹھ گئے۔ اور کہنے لگے، میں دوزخی ہوں۔ حضور پرنور ﷺ نے ان کے متعلق حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، ثابت کا کیا حال ہے، کیا وہ بیمار ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا' وہ میرے ہمسائے ہیں بیمار ہوتے تو مجھے بھی علم ہوتا۔ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اور انھیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تمھارے بارے میں پوچھا ہے۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ''یہ آیت نازل ہوئی ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میری آواز تم سب سے زیادہ بلند ہے۔ لہٰذا میں دوزخی ہوں'' حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خدشے کا ذکر کیا تو حضور رسالت مآب ﷺ نے فرمایا ''بل ھو من اھل الجنتہ'' وہ تو جنتی انسان ہے۔

(مسلم کتاب الایمان)

...... اشارات ......

☆...... مذکورہ احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کو حال و استقبال کا بے شمار علم عطا فرمایا ہے۔ اسی لیے تو قرب قیامت کے مخصوص حالات کو صدیوں پہلے بیان فرما رہے ہیں۔

☆...... حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنتی ہونے کی کتنی واضح اور یقینی خبر عطا فرمادی، صحابہ کرام کو اس خبر پر پورا ایمان اور ایقان حاصل تھا۔ کسی صحابی نے یہ اعتراض نہ کیا کہ حضور! آپ کو کیسے علم ہے کہ حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں۔ اسی طرح عشرہ مبشرہ جنتی ہیں، اصحاب بدر جنتی ہیں۔ یہ کل کا علم تو علوم خمسہ کا حصہ ہے۔ ہاں! وہ اعتراض کیوں کرتے؟ وہ ایمان کے خمیر سے تیار ہونے والے انسان جانتے تھے کہ جو محبوب لوح و قلم، جنت و دوزخ، عرش و کرسی کی حقیقتوں اور کیفیتوں کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے بلکہ ان موجودات کے خالق و مالک کے جلووں کا نظارہ کرتا ہے، اس کی نظر رحمت اور علم حکمت کے سامنے اور کونسی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اس حدیث پاک میں صحابہ کرام کے حسن ادب کا بھی ذکر ہے۔

......ہولناک فتنوں کی خبر......

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے پوچھا کہ "کیا تم میں سے کسی آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے فتنوں کا ذکر سنا ہے" بعض لوگوں نے کہا "ہم نے سنا ہے" آپ نے فرمایا "تم نے شاید ان فتنوں سے اہل وعیال اور ہمسائے کے فتنے مراد لیے ہیں" انھوں نے اثبات میں جواب دیا، آپ نے فرمایا "ان فتنوں کا کفارہ تو نماز، روزے اور زکوٰۃ سے ادا ہو جاتا ہے، کیا تم نے ان فتنوں کے بارے میں سنا ہے جو دریا کی طرح امڈ رہے ہوں گے۔ اب سارے لوگ خاموش ہو گئے۔ میں نے عرض کیا، میں نے ان فتنوں کا ذکر سنا ہے۔ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تمھارے باپ پر رحم فرمائے تم نے ضرور سنا ہوگا" پھر حضرت حذیفہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "لوگوں کے دلوں پر اس طرح مسلسل فتنے نازل ہوں گے، جس طرح چٹائی کے تنکے باہم پیوست ہوتے ہیں۔ جو دل کسی ایک فتنے کو بھی قبول کرلے گا، اس میں ایک سیاہ دھبہ پڑ جائے گا، اور جو دل قبول نہ کرے گا اسمیں سفید نشان پڑ جائے گا۔ اس دور میں دو طرح کے دل ہوں گے، ایک سفید دل، جس کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی،۔ جب تک زمین و آسمان موجود رہیں گے۔ اور ایک سیاہ دل، جو اندھے لوٹے کی طرح ہوگا، وہ نہ نیکی پر عمل کرے گا اور نہ برائی کا انکار کرے گا۔ صرف اپنی خواہشات کا

غلام ہوگا'' پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا'' آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان ایک بند دروازہ ہے، جس کو عنقریب توڑ دیا جائے گا، اگر اسے کھول دیا جاتا تو پھر بند ہو سکتا تھا'' حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس دروازے سے مراد ایک آدمی ہے جسے قتل کر دیا جائے گا، یا وہ وصال کر جائے گا، یہ صاف سی بات ہے''

(مسلم، کتاب الایمان)

☆......حضور مخبر صادق ﷺ نے اپنے غلامان در کو دریا کی سرکش لہروں کی طرح آنے والے فتنوں کی خبر عطا فرمائی، جو دور مستقبل سے تعلق رکھتی ہے۔

☆......حضرت امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔

''حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ دروازے سے مراد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی ہے، یہاں یہ بھی احتمال پایا جاتا ہے کہ ان کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا علم تھا۔ لیکن انھوں نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ آپ کے سامنے ہی آپ کی شہادت کی بات کر دی جائے۔ کیونکہ آپ کو بھی علم تھا کہ وہ دروازہ آپ کی ذات گرامی ہے۔ اس لیے انھوں نے وہ طریقہ استعمال کیا جس سے مقصد بھی بیان ہو گیا اور کھل کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا ذکر بھی نہ ہوا۔

(عمدۃ القاری جلد ۵ ص ۱۰)

☆......اس روایت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر ہے۔ جس کا تعلق دور مستقبل کے ساتھ ہے۔ صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر عطا فرمائی تھی، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ

علم پاک، حضور صاحب لولاک ﷺ کے علم پاک سے ہی ماخوذ تھا۔

......اسلام کی صورت حال کیا ہوگی......

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

☆......اسلام ابتدا میں اجنبی تھا، آخر میں بھی اجنبی ہو جائے گا، پس غریبوں (اجنبیوں) کو مبارک ہو۔ (مسلم، کتاب الایمان)

☆......اسلام آخر میں مسجد نبوی اور مسجد حرام میں چلا جائے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ میں چلا جاتا ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان)

☆......﴿لا تقوم الساعة حتىٰ لا يقال فى الارض الله الله﴾ قیامت نہیں آئیگی، جب تک زمین پر اللہ اللہ کی صدا گونجتی رہے گی۔

(مسلم، کتاب الایمان)

☆......کسی ایسے آدمی پر قیامت نہیں آئیگی جو اللہ اللہ کرنے والا ہوگا

......اشارات......

☆......ان احادیث نبویہ میں قرب قیامت کے واقعات ونشانات کو بیان کر دیا گیا ہے

☆......حضور پرنور ﷺ کی وسعت نگاہ میں صدیوں پر محیط زمانے بھی سمٹ کر رہ چکے ہیں، حضور پرنور ﷺ ہر زمانے کے نبی ہیں، لہذا ہر زمانے کے حالات وواقعات کو بخوبی جانتے ہیں، نبی کا اپنی امت سے ناواقف ہونا اسکے کمال علم کے منافی ہے۔ اور کمال علم کا انکار کرنا منافقین کی علامت ہے، حضرت امام خازن رحمہ اللہ نے ایک واقعہ رقم فرمایا ہے۔

"حضور ﷺ نے فرمایا مجھ پر میری امت اپنی خاکی صورتوں کے ساتھ پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی، اور میں نے جان لیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون میرا انکار کرے گا، جب یہ بات منافقین مدینہ تک پہنچی تو انہوں نے مذاق اڑایا۔ ﴿زعم محمد انهٗ يعلم من يو من به و من يكفر ممن يخلق بعد و نحن معهٗ و ما يعرفنا﴾ یعنی محمد مصطفےٰ ﷺ کا خیال ہی ہے کہ وہ ہر ایمان والے اور ہر کفر والے کو جانتے ہیں اور جو ابھی پیدا نہیں ہوا، اس کو جانتے ہیں، ہم تو ان کے ساتھ رہتے ہیں مگر ہمیں پہچانتے تک نہیں، آپ تک یہ بات پہنچی تو آپ منبر شریف پر کھڑے ہوئے اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا ﴿مابال اقوام طعنوا فی علمی﴾ ان قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتی ہیں۔ ﴿لا تسئلونی عن شیء فیما بینکم و بین الساعة الا نبا تکم به﴾ تم کسی بھی چیز کے بارے میں مجھ سے سوال کرلو، جو تمھارے اور قیامت کے درمیان موجود ہے، میں اسکی تمھیں خبر عطا کردوں، (تفسیر خازن جلد اص ۳۲۸)

☆......خدا را غور کیجئے، حضور پر نور ﷺ کے کمال علم ہر کن لوگوں نے اعتراض کیا، صحابہ کرام تو ہمیشہ آپ کی ہر عظمت و رفعت کو تسلیم کرتے تھے۔

☆......"اسلام اجنبی ہو جائے گا"، اس جملے میں ہمارے زمانے کی دردناک تاریخ بیان کردی گئی ہے، آج پوری دنیا میں بیسوں اسلامی ممالک موجود ہیں، لیکن کہیں بھی

مکمل اسلامی نظام نافذ نہیں حکمران "ترقی پسند اسلام" کا نعرہ لگا کر مسلمانوں کو اُس اسلام کی دولت سے ناآشنا کر رہے ہیں جس کیلئے پیغمبر اسلام نے ہر قربانی ادا کی تھی۔

☆......قرب قیامت کی نشانیاں بیان کرنا" حضور پرنور ﷺ کے علم وسیع کی دلیل ہے اور وقوع قیامت کا سال نہ بتانا حکمت بلیغ کی دلیل ہے۔

......حضرت عیسیٰ کے نزول کا علم......

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا!

☆......عنقریب تم میں حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام تشریف لائیں گے، عدل وانصاف کا حکم جاری فرمائیں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کریں گے، اور اس قدر مال ودولت کو عام کریں گے کہ کوئی لینے والا نظر نہیں آئے گا،

(مسلم، کتاب الایمان)

☆......اس وقت سجدہ کرنا دنیا ومافیھا سے بہتر ہوگا، پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نزول عیسیٰ کی تائید میں یہ آیت تلاوت فرمائی، "اہل کتاب کا ہر فرد ان کی وفات سے پہلے ایمان لائے گا،

(مسلم، کتاب الایمان)

☆......اس وقت تمھارا کیا مقام ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور تم میں سے کوئی شخص امام ہوگا، (مسلم، کتاب الایمان)

☆......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"میری امت کا ایک فریق ہمیشہ حق کیلئے جنگ کرتا رہے گا، اور قیامت تک حق پر ثابت قدم رہے گا، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے، مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا، آیئے نماز کی امامت کیجئے، وہ فرمائیں گے، نہیں تمھیں میں سے بعض، بعض کی امامت کرائیں گے، ان کا یہ فرمان اس امت کی عزت افزائی کیلئے ہوگا، (مسلم، کتاب الایمان)

﴿......اشارات......﴾

☆......ان احادیث مبارکہ میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر ہے۔ جو اس عقیدے کی دلیل ہے کہ آپ ابھی تک زندہ ہیں، اور قیامت کے قریب جلوہ فرما ہوکر اسلامی احکام نافذ فرمائیں گے۔

☆......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا، حضور پرنور ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف نہیں، اور ایک نئے نبی کی حیثیت سے نہیں، ان کی بعثت، نبی آخرالزماں ﷺ کی بعثت سے صدیوں پہلے ہوچکی تھی، اب وہ نبی آخرالزماں ﷺ کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے، یہی تمام امت محمدیہ کا عقیدہ ہے۔

☆......حدیث پاک میں مسلمانوں کے امیر سے مراد حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔

☆......ایک منکر صحابہ راقم الحروف سے کہنے لگا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام ہوں گے، اصول یہ ہے کہ امام مقتدی سے افضل ہوتا ہے، لہٰذا ثابت ہوا کہ امامت نبوت سے افضل ہے، راقم الحروف نے جواب دیا "تمھارے اس اصول نے تو بڑا پرانا مسئلہ حل کر دیا، اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امام حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ان سے افضل ہیں تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے والے امام حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم ان سے افضل نہیں۔ تم بھی عجیب لوگ ہو، جو امامت واقع ہو چکی ہے، اس کی افضلیت کو مانتے نہیں اور جو ابھی واقع ہو گی اس کی فکر کر رہے ہو، اس گرفت سے منکر صحابہ کے ہوش اڑ گئے۔

☆......امام کا مقتدا سے افضل ہونا ضروری نہیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ کیا یہ صحابہ حضور ﷺ سے افضل ہوں گے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نماز پڑھنا ان کے مفضول ہونے اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے افضل کی دلیل نہیں۔

☆......ان احادیث نبویہ میں مستقبل کا علم بیان ہوا جو علوم خمسہ کا ایک حصہ ہے۔

☆......ایک گروہ حق پر ثابت قدم رہے گا، اس سے مراد امت محمدیہ کا سوادِ اعظم ہے، جو اہل سنت و جماعت پر مشتمل ہے، اسی گروہ میں تمام اولیاء کرام تشریف لائے، اسی کے عقائد و اعمال کتاب و سنت اور صحابہ و تابعین کی طریقت کے مطابق ہیں، اسی گروہ کا نام صحابہ کرام نے تشکیل دیا، جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے خارجیوں اور رافضیوں کے شورش برپا کرنے پر اہل حق و صداقت کا نام "اہل سنت و جماعت" رکھ دیا۔ باقی تمام فرقوں کے نام ہی بدعت ہیں، کاموں کا کیا حال ہو گا،

☆...... ہمارا سوال ہے کہ "اثری، سلفی، اہل حدیث، دیوبندی، جیسے نام اپنا کر خود کو کتاب وسنت کا داعی سمجھنا کہاں تک درست ہے، کیا یہ نام کتاب وسنت یا آثار صحابہ سے ثابت کیے جاسکتے ہیں، دوسروں کو بدعتی کہنے والے ذرا اپنے "حال زار" بھی نظر ڈال کر دیکھ لیں۔

یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

......اللہ ورسولہٗ اعلم......

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

☆...... وہ ایک دن مسجد میں داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ بھی مسجد میں جلوہ گر تھے، جب سورج غروب ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اے ابوذر! کیا تم جانتے ہو کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے، میں نے عرض کیا "اللہ ورسولہٗ اعلم" اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا سورج جا کر سجدہ کی اجازت طلب کرتا ہے، اس کو سجدہ کی اجازت ملتی ہے۔ ایک دفعہ اسے کہا جائے گا، جہاں سے آئے ہو، وہاں لوٹ جاؤ، تو سورج مغرب سے طلوع ہوگا، (مسلم، کتاب الایمان)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تین نشانیوں کا ظہور ہو جائے گا تو کسی آدمی کیلئے بھی ایمان لانا سودمند نہ ہوگا، سورج کا مغرب سے طلوع، دجا

ل کا خروج اور دابۃ الارض کا ظہور۔ (مسلم، کتاب الایمان)

☆...... جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا، قیامت برپا نہ ہوگی، جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا تو سب لوگ ایمان لے آئیں گے، لیکن اس دن کسی کا ایمان لانا سود مند ثابت نہ ہوگا، جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا، یا جس نے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی نہیں کی تھی۔ (مسلم، کتاب الایمان)

...... اشارات ......

☆...... طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کی اصل حقیقتوں کو اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، صحابہ کرام کا طریقہ مبارکہ تھا کہ وہ اللہ کے علم ذاتی کے ساتھ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے علم عطائی کا اعتراف بھی کیا کرتے تھے، اللہ ورسولہٗ اعلم کے کلمات حدیث کی تقریباً ہر کتاب میں مل جاتے ہیں، ''تقویۃ الایمانی'' توحید کا تقاضا ہے کہ اللہ کے ساتھ رسول کا ذکر نہ کیا جائے جبکہ صحابہ کرام کی سنت حقانی کا تقاضا ہے ضرور کیا جائے۔

خدا کا ذکر کرے، ذکر مصطفیٰ نہ کرے

ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے

☆...... علم مصطفیٰ کو تسلیم کرنا اور حضور ﷺ کو ''اعلم'' بہتر جاننے والا کہنا شرک ہوتا تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ کرام کو اس سے روک دیا جاتا۔

☆...... ہر چیز اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہے، سورج بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔ اس میں ''آفتاب پرستوں'' کا بطلان ہے۔ نیز جو بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ رحمت کا محتاج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی رضا کی خاطر ڈوبے

سورج کو مقام عصر پر لا دیا گیا، حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کیا خوب لکھتے ہیں ۔

اشارے سے چاند کو چیر دیا، چھپے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا، یہ تاب وتواں تمھارے لئے

☆......قیامت کے قریب دین خدا کے ایک بہت بڑے دشمن دجال کا خروج ہوگا، اس کی پیشانی پر "ک، ف، ر" یعنی کفر لکھا ہوا ہوگا، وہ ساری زمین میں گردش کر کے مخلوق خدا کو گمراہ کرے گا، بالآخر اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فنافی النار کر دیں گے،

☆...... ﴿دا بۃ الارض﴾ ایک مختلف النوع جانور ہوگا، اس کے ایک ہاتھ میں عصائے موسوی ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی، وہ ساری زمین کا چکر لگائے گا، کوئی انسان بھی اس کے تصرف سے باہر نہیں ہوگا، وہ کافروں کے ماتھے پر انگوٹھی سے مہر لگائے گا جس سے انکا چہرہ تاریک ہو جائے گا۔اور مسلمانوں کے ماتھے پر عصا کے ساتھ نورانی خط کھینچے گا، جس سے ان کا چہرہ نورانی ہو جائے گا۔کاش کوئی صاحب دانش اندازہ کرے کہ اگر دابۃ الارض کے تصرف کا یہ عالم ہے تو محبوبان خدا کے تصرف کا کیا عالم ہوگا۔نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ دابۃ الارض ہر ایمان والے کے ایمان اور ہر کفر والے کے کفر سے آگاہ ہوگا۔

☆......بعض حضرات کو دابۃ الارض کے تصرف عالمگیر پر کوئی اعتراض نہیں، نکیرین اور ملک الموت کے اختیار پر کوئی پریشانی نہیں، مدبرات امر کے تکوینی امور پر کوئی خطرہ نہیں، حتیٰ کہ دجال اور ابلیس کی شیطانی طاقتوں پر کوئی انکار نہیں، انہیں صرف انبیاء کرام اور اولیا عظام کی طاقتوں اور عظمتوں سے انحراف ہے۔گویا ان کا اسی بات پر اصرار ہے کہ باقی سب کو خدا تعالیٰ نے کچھ دیا ہے، انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو کچھ نہیں دیا، اگر وہ

ان کو کچھ بتا دیتا تو اس کی توحید سلامت نہ رہتی، ان حضرات نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کیلئے تو نص قطعی ہے، فخر عالم ﷺ کے علم کیلئے کونسی نص قطعی ہے، افسوس۔

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر، کرے فیض و جُود ہی سر بسر
تجھے کھائے منکرِ تپ سقر، ترے دل میں کس سے بخار ہے

☆......قرب قیامت سے متعلقہ یقینی خبریں مستقبل کے غیوب و رموز سے تعلق رکھتی ہیں، جو اس عقیدے کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حال و استقبال کے تمام پردے چاک کر کے اپنے محبوب، طالب و مطلوب ﷺ کو تمام مخلوقات کا علم عطا فرما دیا ہے۔ جن حضرات کا خیال ہے کہ اتنا علم دیا ہے، اتنا نہیں دیا ہے، ان کے اس پیمانے کی کیا حجت شرعی ہے، حضور پر نور ﷺ مانگ رہے ہیں "رب زدنی علما" مولا میرے علم میں اضافہ فرما، اور مولا کریم فرما رہا ہے و علمك ما لم تكن تعلم اس نے تمھیں وہ سب کچھ سکھا دیا جس کا پہلے علم نہیں تھا، ان قرآنی حقائق کے ہوتے ہوئے کسی نافرمان کے "اِتنا اور اُتنا" کی کیا اوقات ہے۔

☆......فرمایا "کسی انسان کا ایمان لا نا سود مند ثابت نہ ہوگا" جب ایمان کا تعلق تصدیق قلبی کے ساتھ ہے تو ماننا ہوگا کہ حضور پر نور ﷺ صدیوں بعد آنے والے انسانوں کی قلبی کیفیت کو بھی جانتے ہیں۔ یہ ہے

﴿وكان فضل الله عليك عظيماً﴾
اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے

کا عملی ظہور، جسے خدا والے تو مان گئے لیکن جفا والے انکار کرتے رہے

☆......اللہ تعالیٰ کے "فضل عظیم" کو کوئی ناقص العقل انسان اپنے پیمانے میں محصور کرنا چاہئے تو بد نصیبی ہے، اسی فضل عظیم کا تقاضا ہے کہ آپ کو "علم کلی" حاصل ہو، نہ کہ علم بعض

......آخرت کے حالات وواقعات......

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

☆......میری امت سے ستر ہزار افراد کا ایک گروہ جنت میں داخل ہوگا، جن کے چہرے چاند کی طرح چمکدار ہوں گے،

(مسلم، کتاب الایمان)

☆......یہ فرمان سن کر حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہٗ نے عرض کی یارسول اللہ! دعا کیجئے، اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل کردے، آپ نے دعا فرمادی، اے اللہ! اس کو بھی ان لوگوں میں شامل کردے، پھر انصار میں سے ایک آدمی اٹھا اور دعا کی استدعا کی، آپ نے فرمایا، تم پر عکاشہ بازی لے گیا ہے، (مسلم، کتاب الایمان)

☆......میں یقینی طور پر جانتا ہوں، سب کے بعد کونسا آدمی جنت میں داخل ہوگا اور سب سے آخر میں کونسا آدمی دوزخ سے آزاد ہوگا، ایک آدمی ہوگا جس کو قیامت کے روز بارگاہ خدا میں حاضر کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اس آدمی کے چھوٹے گناہ اس پر پیش کرو اور بڑے گناہ اٹھا رکھو، چنانچہ اس پر چھوٹے گناہ پیش کرکے پوچھا جائے گا، تو نے فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا، وہ شخص اقرار

کرلے گا، اور عرض کرے گا، میں اپنے اندر ان کاموں کے انکار کی طاقت نہیں رکھتا، اور ابھی اپنے بڑے گناہوں سے خوفزدہ ہو گا کہ کہیں ان کا محاسبہ شروع نہ ہو جائے، اس سے کہا جائے گا، جاؤ، تجھے ہر گناہ کے عوض ایک نیکی عطا کی جاتی ہے، وہ آدمی عرض کرے گا، ''میں نے تو اور بھی بہت سے گناہ کئے تھے، جن کو اس وقت مجھ پر پیش نہیں کیا گیا، یہ فرما کر حضور ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہو گئیں، (مسلم: کتاب الایمان)

☆......اہل جنت میں سب سے کم درجہ شخص وہ ہو گا جس کا چہرہ اللہ تعالیٰ دوزخ سے جنت کی طرف پھیر دے گا اور اس کیلئے ایک سایہ دار درخت بنا دیگا، وہ شخص کہے گا، اے اللہ! مجھے اس درخت کے قریب کر دے، تاکہ میں اس کے سایہ میں رہوں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، فلاں فلاں چیز کی تمنا کر، اور جب اس کی تمام تمنائیں پوری ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ آرزوئیں بھی حاصل کر لو۔ اور اس کی مثال دس گناہ اور حاصل کر لو، پھر اللہ تعالیٰ اس کو اس کے گھر میں داخل فرمائے گا، خوبصورت آنکھوں والی دو حوریں اس کے پاس آئیں گی اور کہیں گی، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے تجھے ہمارے لیے اور ہمیں تیرے لیے زندہ رکھا، وہ بندہ عرض کریگا، مولا تو نے جتنی بھی نعمتیں عطا فرمائی ہیں، کسی اور کو نہ دی ہوں گی۔ (ایضاً)

☆...... اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا، اپنی رحمت سے جنت میں داخل

فرمادے گا اور جسے چاہے گا دوزخ میں ڈال دے گا، پھر فرمائے گا، دیکھو، جس کے دل میں رائی کے ایک دانہ کے برابر بھی ایمان ہے، اس کو دوزخ سے نکال لو۔ پس وہ لوگ دوزخ سے اس حال میں نکالے جائیں گے کہ ان کا بدن جل کر کوئلہ ہو چکا ہوگا، پھر ان کو نہر حیات میں ڈال دیا جائے گا۔ وہ اس نہر سے اس طرح نکلیں گے جس طرح پانی کے بہاؤ والی مٹی سے دانہ زرد ہو کر نکلتا ہے۔

(مسلم، کتاب الایمان)

☆...... دو جنتیں ایسی ہیں کہ جن کے تمام برتن اور ساز و سامان چاندی کے ہوں گے، اور دو جنتیں ایسی ہیں جن کے تمام برتن اور ساز و سامان سونے کے ہوں گے۔ اہل جنت اور ان کے رب تعالیٰ کے درمیان جنت عدن میں کبریائی کی چادر حائل ہوگی۔ (ایضا)

☆...... تم اپنے رب تعالیٰ کو مہر تاباں اور ماہ درخشاں کی طرح دیکھو گے۔ (ایضا)

☆...... قیامت کے قریب دس گھڑ سوار نکلیں گے، میں ان اُن گھڑ سواروں کے نام، ان کے آباء کرام کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگوں کو جانتا ہوں، اس دن زمین کی پشت پر وہ بہترین گھڑ سوار ہوں گے، (مسلم شریف)

﴿......اشارات......﴾

☆......مندرجہ بالا تمام احادیث مبارکہ آخرت کے حالات و واقعات پر مبنی ہیں، جن کو حضور پر نور ﷺ نے نگاہ نبوت سے دیکھ کر بیان کیا ہے، کیا قیامت کی علامات اور آخرت کے حالات کا علم، عالم غیب سے تعلق نہیں رکھتا؟ نجانے لوگ کیوں نہیں مانتے

☆......حضرت امام سلیمان جمل علیہ الرحمہ کا فرمان ہے "اگر تم کہو کہ حضور ﷺ نے بکثرت مغیبات کی خبر دی ہے، اس میں اور بہت سی صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں، یہ غیب کی خبر دینا آپ کے عظیم معجزات میں سے ایک معجزہ ہے، تو آیت ﴿ولو کنت اعلم الغیب﴾ اور اگر میں غیب کو جان لیتا، میں کس طرح سے مطابقت ہوگی، میں کہتا ہوں ﴿یحتمل ان یکون قالہٗ علیٰ سبیل التواضع و الادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ و یقدرہٗ لی﴾ یہاں یہ احتمال ہے کہ یہ کلام عاجزی اور ادب کے طور پر ارشاد فرمایا ہے، اور اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میں غیب کو ذاتی طور پر نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ مجھے اس کی اطلاع فرماتا ہے اور اسے میرے لئے مقدر کر دیتا ہے"

(فتوحات الٰہیہ حاشیہ جلالین)

☆......ان احادیث مبارکہ میں آخرت کی کس قدر تفصیل پائی جاتی ہے، باقی بے شمار احادیث مبارکہ ان احوال پر شاہد ہیں، اب کون اندازہ لگا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اطلاع دینے اور مقدر کرنے کی انتہا کیا ہے،

﴿......علم ما کان وما یکون......﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

☆...... مجھ پر میری امت کے تمام اعمال پیش کیے گئے۔ اچھے اعمال بھی اور برے اعمال بھی، میں نے اس کے اچھے اعمال میں یہ عمل دیکھا کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا جائے، اور برے اعمال میں یہ عمل دیکھا کہ مسجد میں تھوکا جائے اور اسے دفن نہ کیا جائے۔(مسلم شریف)

☆......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿قام فینا رسول اللہ ﷺ مقاماً ما ترك شیاً یکون فی مقامہ ذالك الی قیام الساعة الا حدث بہ﴾ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور قیام قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا، سب کچھ بیان فرما دیا، آپ نے کسی بھی چیز کو نہ چھوڑا۔

(مسلم شریف جلد۲ص ۳۹۰)

☆......حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور ہم سے خطاب فرمایا، یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا، آپ منبر شریف سے اترے اور عصر کی نماز پڑھائی۔ اس کے بعد پھر منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر خطاب فرمایا، یہاں تک عصر کا وقت ہو گیا،

آپ منبر شریف سے اترے اور نماز عصر پڑھائی۔ اس کے بعد پھر منبر شریف پر جلوہ افروز ہو کر خطاب فرمایا، یہاں تک کہ مغرب کا وقت ہو گیا، آپ نے (اس طویل خطبہ میں) ﴿فاخبرنا بما کان و بما هو کائن فا علمنا احفظنا﴾ ہمیں جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا، سب کی خبر عطا فرمائی۔ پس ہم میں زیادہ عالم وہی ہے جس کو وہ خطبہ زیادہ یاد ہے۔ (مسلم شریف کتاب الفتن)

﴿......اشارات......﴾

☆......ان احادیث مبارکہ میں حضور پرنور ﷺ کے علم ﴿ما کان وما یکون﴾ کا ذکر ہے۔

☆......﴿ما کان وما یکون﴾ کا معنیٰ ہے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا، اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور پرنور ﷺ سب کی خبر رکھتے ہیں۔ مسلم شریف کے الفاظ، ﴿بما کان وبما هو کائن﴾ کا یہی معنیٰ ہے۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے ﴿فاخبرنا عن بداء الخلق حتیٰ دخل اهل الجنة منازلهم و اہل النار منازلهم﴾ یعنی حضور پرنور ﷺ نے ابتدائے خلق سے لیکر اہل جنت کے اپنی منزلوں پر جانے اور اہل نار کے اپنی منزلوں پر جانے تک کے تمام احوال کی ہمیں خبر عطا فرمائی۔ معلوم ہوا حضور پرنور ﷺ کو جمیع ممکنات کا علم عطا کیا گیا ہے۔

☆...... صحیح بخاری شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے حضور پرنور

ﷺ نے ہر چیز کا ذکر فرمایا۔ مسلم شریف میں بھی اسی طرح کے الفاظ ہیں ﴿ما ترک شیأ یکون فی مقامه ذالك الیٰ قیام الساعة﴾

☆......قرآن کریم میں ہر چیز کا بیان ہے۔ارشاد خداوندی ہے ﴿و نزلنا علیك الکتاب تبیاناً لکل شیء﴾ ہم نے تم پر وہ کتاب نازل فرمائی جس میں ہر چیز کا ذکر ہے۔ پھر فرمایا تفصیلاً لکل شیء جس میں ہر چیز کی تفصیل ہے، پھر فرمایا اس روشن کتاب میں ہر خشک و تر کا بیان ہے۔ معلوم ہوا، قرآن کریم کا علم، علم مفصل ہے، علم کل ہے۔ علم مجمل نہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ﴿فان فیه علم الاولین و الاخرین﴾ بے شک اس میں اولین و آخرین کا علم موجود ہے۔
(در منثور جلد ۱۲۷)

اسی پر امت کے جلیل القدر مفسرین کا اتفاق ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا حضور پرنور ﷺ قرآن کریم کے علم کل کو بھی نہیں جانتے؟ اگر نہیں جانتے تو ﴿یعلمهم الکتٰب و الحکمة﴾ کا کیا مطلب ہوگا، یعنی وہ محبوب اقدس ﷺ ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے، جو خود نہ جانتا ہو وہ دوسروں کو کیا تعلیم دے گا، اس نظریے سے معاذ اللہ سارا منصب نبوت ہی کچھ کا کچھ ہو جائے گا۔اور اگر جانتے ہیں تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ قرآن کریم کے علم کل کو جانتے ہیں، اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔

کہاں لوح و قلم، کیا عرش و کرسی
حریم قدس بھی زیر نگیں ہے
کوئی بھی غیب ہو کیا غیب ان سے
جو غیب الغیب پوشیدہ نہیں ہے

☆......علمہ البیان کی تفسیر میں مفسرین کرام علم ما کان وما یکون ہی مراد لیتے ہیں۔معالم التنزیل میں ہے۔﴿ قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمد ﷺ علمه البیان یعنی بیان ما کان وما یکون لانه ﷺ ینبی عن خبر الاولین والاخرین و عن یوم الدین ﴾ تفسیر خازن میں ہے﴿ قیل اراد با لانسان محمد ﷺ علمه البیان ﴾ یعنی ﴿بیان ما کان وما یکون لا نه (ﷺ) نبی عن خبر الاولین والاخرین عن یوم الدین ﴾ یعنی الانسان سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات گرامی ہے اور البیان سے مراد ما کان وما یکون کا علم ہے، کیونکہ آپ ﷺ اولین اور آخرین اور یوم دین کی خبر عطا فرماتے ہیں۔

☆...... حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بھیڑیے نے ایک چرواہے کی بکری اٹھالی، چرواہے نے اس سے بکری چھڑائی تو اس نے ٹیلے پر چڑھ کر کہا، اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق دیا تھا لیکن تو نے چھڑالیا، وہ چرواہا حیران ہوگیا کہ خدا کی قسم میں نے کبھی بھیڑیے کو بولتے نہیں دیکھا، بھیڑیے نے کہا، اس سے بھی عجیب بات اس عظیم انسان کی ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان کھجوروں کے باغات میں جلوہ گر ہے، ﴿یخبر کم بما مضیٰ وما هو کا ئن بعد کم ﴾ اور تمھیں جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا سب کی خبریں عطا کررہا ہے۔پھر وہ چرواہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا، (مشکوۃ، باب المعجزات)

☆......اس حدیث پاک کے الفاظ ﴿بما مضیٰ وما هو کا ئن بعد کم ﴾ کا کیا مطلب ہے، یہی کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا، ان تمام امور کا علم جلیل حضور پُر نور ﷺ کو حاصل ہے۔اس حقیقت کا اعتراف جانوروں نے کرلیا اور چرواہوں نے کرلیا، لیکن

علم ودانش کے مدعی ابھی تک حیرت زدہ ہیں۔

عقل والوں کے مقدر میں کہاں جوشِ جنوں

عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں

☆...... آیت کریمہ ﴿ وعلمك ما لم تكن تعلم ﴾ کی شرح میں حضرت امام ابن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ﴿ من خبر الاولین والاخرین وما كان وما هو كائن ﴾ یعنی اولین وآخرین کی خبریں اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا، وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھا دیا۔ تفسیر عرائس البیان میں ہے ﴿ اى علوم عواقب الخلق علم ما كان وما سيكون ﴾ یعنی تمام مخلوق کے انجام کے علوم اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا، اس کا علم آپ کو بتا دیا، امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، ﴿من الحكام و الغيب ﴾ یعنی احکام اور غیب کا علم سکھا دیا، (جلالین) امام خازن رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

﴿ و علمك ما تعلم تكن يعنى من احكام الشر ع و امور الدين و قيل علمك من علم الغيب ما لم تكن و قيل معنا ه وعلمك من خفيا ت الامور و اطلعك على ضما ئر القلوب من احوال المنا فقين و كيد هم ما لم تكن تعلم و كان فـضـل الـلـه عـلـيك عـظـيـمـا يـعنى ولم يزل فضل الله عليك يا محمد ﷺ عظيما ﴾ (تفسیر خازن)

اور اللہ تعالیٰ نے تمھیں وہ کچھ سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے، یعنی شریعت کے احکام اور دین کے امور سکھا دیئے، اور کہا گیا ہے کہ تمھیں علم غیب سکھا دیا گیا جسے تم پہلے نہیں جانتے تھے، اور کہا گیا ہے، اس کا معنیٰ یہ ہے کہ تمھیں خفیہ امور سکھائے گئے اور دلوں کے رازوں پر مطلع کیا گیا، منافقین کے حالات اور مکر وفریب کی اطلاع دی گئی، جو

تم پہلے نہیں جانتے تھے، تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے یعنی تم سے اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم فضل زائل نہیں ہوگا۔

وہ دانائے ما کان وما یکون ہے

مگر بے خبر، بے خبر جانتے ہیں

☆...... حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں ﴿فضل و من ذالك ما اطلع علیه من الغیوب و ما یکون﴾ یہ بھی حضور پرنور ﷺ کی فضیلت ہے کہ آپ غیوب اور مستقبل کے حالات پر مطلع کئے گئے۔ (کتاب الشفاء جلد ۱ ص ۲۸۲)

☆...... حضرت امام علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ﴿لا یحاط غایته و لا تفمیٰ نهایتهٗ﴾ یعنی حضور پرنور ﷺ کے علوم غیب کی غایت کا احاطہ ممکن نہیں اور اس کی نہایت کی فنا متصور نہیں، (شرح الشفا جلد ۳ ص ۱۵۰)

☆...... حضرت امام صاوی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے ﴿فعلم ادم لم یعجز الا الملا ئکة و علمه ﷺ اعجز الاولین والاخرین﴾ پس حضرت آدم علیہ السلام کے علم نے تو ملائکہ کو عاجز کیا مگر حضور پرنور ﷺ کے علم نے اولین و آخرین کو عاجز کر دیا،

(جواہر البحار جلد ۳ ص ۳۳)

او فصیح عالم و من لال او

کے توانم داد شرح حال او

☆...... صحیح بخاری شریف کی حدیث مبارک ﴿فا خبر نا عن بدالخلق﴾ کی شرح میں حضرت امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں ﴿فیه دلالة علیٰ انهٗ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائها الیٰ

انتھــائھــا﴾ یعنی اس بات کی دلیل ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوقات کی ابتدا سے لے کر انتہا تک کی خبر عطا فرمائی۔ (عمدۃ القاری جلد ۱۵ ص ۱۱۰) یہی عقیدہ حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری جلد ۶ ص ۲۲۳ پر، حضرت امام کرمانی رحمہ اللہ نے الکوکب الداری شرح بخاری اور حضرت امام علی قاری رحمہ اللہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ ص ۳۲۷ نقل فرمایا ہے۔

☆...... رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث پاک ہے ﴿ لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃً علمت ما کان وما سیکون ﴾ یعنی معراج کی رات میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکایا گیا تو میں نے ما کان وما یکون کا علم حاصل کرلیا، (روح البیان جلد ۵ ص ۲۲۵)

☆...... صحابی رسول حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کے کلام سے اس بحث کو مضبوط کرتے ہیں۔

فاشھد ان اللہ لا رب غیرہٗ

و انک مامون علی کل غائب

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں اور آپ ہر غیب پر امین، سرکار نے فرمایا ﴿ افلحت یا سواد ﴾ اے سواد تم کامیاب ہو، (دلائل النبوۃ جلد ۱ ص ۱۱۴، مختصر سیرت الرسول از ابن نجدی ص ۴۹، السیرۃ النبوۃ ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۴۶)

☆...... حضرت الحاج امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیا کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے۔ اصل میں یہ علم حق ہے، آنحضرت ﷺ کو حدیبیہ وحضرت عائشہ سے خبر نہ تھی، اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی

سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے، کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے، (شمائم امدایہ ص ۱۱۵)

﴿......دقیقہ دان عالم......﴾

☆......حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ سے ایسی اشیاء کے بارے میں سوال کیا گیا جن کو ظاہر کرنا آپ اچھا نہ جانتے تھے، جب سوالات کی کثرت کی گئی تو آپ جلال میں آ گئے، پھر لوگوں سے فرمایا" سلونی عما شئتم " جو تم چاہتے ہو مجھ سے پوچھ لو، ایک آدمی نے عرض کیا، میرا باپ کون ہے، آپ نے فرمایا﴿ابوك حذافة﴾ تیرا باپ حذافہ ہے، پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی، میرا باپ کون ہے، آپ نے فرمایا﴿ابوك سالم مولیٰ شیبة﴾ تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی شان جلالت دیکھی اور عرض کیا ﴿یا رسول اللہ انا نتوب الیٰ اللہ عزوجل﴾ یا رسول اللہ، ہم اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرتے ہیں، (مسلم شریف)

﴿......اشارات......﴾

☆......یہ حدیث پاک صحیح بخاری شریف میں بھی موجود ہے۔ (بخاری جلد اص ۱۹)

☆......حضرت انس ابنِ مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا﴿من احب ان یسال عن شی فلیسال فلا تسئلونی عن شیئٍ الا اخبرتکم﴾ یعنی جو آدمی جس شے کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتا ہے، پوچھ لے، میں

تمھیں ہر شے کی خبر عطا کروں گا۔ (صحیح بخاری شریف جلد ۱ ص ۷۷)

☆...... ایک روایت مرفوعہ کے الفاظ ہیں ﴿ لا تسلو نی الیوم عن شیی ء الا بینة لکم ﴾ یعنی آج کے دن جو چاہتے ہو، مجھ سے پوچھ لو، میں تمھیں ہر چیز واضح کر دوں گا، (بخاری جلد ۲ ص ۹۴۱) ایک روایت میں ﴿ فواللہ ﴾ یعنی اللہ کی قسم، میں تمھیں ہر چیز کی خبر دوں گا، (بخاری ۲ ص ۱۰۸۳)

☆...... بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس خاص وقت کے لئے حضور ﷺ کو علم کلی سے نوازدیا گیا تھا۔ بعد میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بہت بڑی گستاخی ہے۔ کیا کوئی نص قطعی موجود ہے جس سے ثابت ہو کہ آپ کا وہ علم کل زائل ہو گیا تھا۔ پھر دعا ﴿ رب زِدنی علماً ﴾ سے کیا علم کا زائل ہونا ثابت ہوتا ہے یا اور زیادہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

☆...... جامع ترمذی شریف کی مشہور حدیث پاک حضرت عبدالرحمٰن بن عاش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ''میں نے زمین وآسمان کی ہر چیز کو جان لیا، (ترمذی جلد ۲ ص ۱۵۵، مشکوٰۃ)

☆...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ﴿ فتجلی لی کل شیی ء ﴾ میرے لئے ہر چیز روشن ہوگئی، اور میں نے پہچان لیا۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۷۲)

☆...... حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ﴿ فعلمنی کل شیی ء ﴾ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز کا علم عطا فرمادیا۔ (طبرانی، درمنثور جلد ۵ ص ۳۲۰)

☆...... حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ﴿ فتجلی لی بین السماء والارض ﴾ زمین وآسمان کے درمیان ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی (طبرانی، درمنثور جلد ۵ ص ۳۲۱)

☆...... اتنی واضح نصوص کے ہوتے ہوئے بھی حضور پرنور ﷺ کے علم کلی کو تسلیم نہ کرنا کتنی بڑی ہٹ دھرمی ہے۔ قرآن پاک حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمارہا

ہے، ﴿وعلم ادم الاسماء کلھا﴾ اور اس نے آدم کو تمام کے تمام اسما سکھا دیئے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ جمع پر الف لام کا داخل ہونا استغراق کا فائدہ دیتا ہے، پھر کلھا کا لفظ مزید استغراق پیدا کر رہا ہے، افسوس حضرت آدم علیہ السلام کے علم کلی کا اعتراف کرنے والے حضرت خاتم علیہ السلام کیلئے کیوں پریشان ہو جاتے ہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

﴿......جہان غیب کا مشاہدہ......﴾

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

☆...... جب تک کوئی شخص جائے نماز پر بیٹھا رہے اور وضو نہ توڑے، اس کا نماز میں شمار ہوتا ہے اور فرشتے اس کیلئے دعا کرتے ہیں۔ ﴿اللھم اغفر لہٗ اللھم ارحمہٗ﴾ اے اللہ اس کو بخش دے، اے اللہ اس پر رحم فرما دے۔ (مسلم، کتاب المساجد)

☆...... مسجد کے ہر دروازہ پر ایک فرشتہ جو ہر آنے والے کو ترتیب کے ساتھ لکھتا رہتا ہے، پہلے آنے والا جیسے اونٹ کا صدقہ کرنے والا ہے، پھر بعد میں آنے والا جیسے گائے کا صدقہ کرتا ہے، اس کے بعد والا جیسے مینڈھے کا صدقہ کرتا ہے، اس کے بعد والا جیسے مرغی کا صدقہ کرتا ہے اور اس کے بعد والا اس کی طرح ہے جو انڈے کا صدقہ کرتا ہے۔ (مسلم، کتاب الجمعہ)

☆...... ﴿انہٗ عرض علی کل شیء تولجو نہٗ فعرضت

علی الجنة حتیٰ لو تناولت منها قطفاً اخذتهٗ﴾ مجھ پر تمام چیزیں پیش کی گئیں جن میں تم داخل ہو گے، مجھ پر جنت پیش کی گئی، اگر میں اس میں سے کوئی خوشہ حاصل کرنا چاہتا تو کر لیتا، لیکن میں نے اپنا ہاتھ روک لیا، پھر مجھ پر دوزخ پیش کی گئی، میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جس کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہو رہا تھا۔ اس عورت نے بلی کو باندھ کر رکھا تھا، نہ خود اسے کھانے کیلئے کچھ دیا اور نہ اسے کھلا چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی، میں نے ابوثمامہ عمرو بن مالک کو دیکھا، وہ دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ کسی بڑے آدمی کی موت کی وجہ سے سورج اور چاند کو گرہن لگ جاتا ہے، حالانکہ سورج اور چاند کا گرہن اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔ جو تمھیں دکھاتا ہے۔ جب سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے تو نماز پڑھا کرو، یہاں تک کہ وہ روشن ہو جائیں (مسلم، کتاب الکسوف)

☆...... حضرت اسمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک خطبہ دیا، جس میں حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا۔

﴿ما من شیء لم اکن رایتهٗ الا قد رایته فی مقامی هذا حتیٰ الجنة والنار﴾ ہر اس چیز کو جسے میں نے پہلے نہیں دیکھا تھا، اس جگہ پہ دیکھ لیا ہے۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا ہے۔ اور مجھ پر وحی کی گئی ہے کہ عنقریب تمھاری قبروں میں آزمائش

ہوگی، جس طرح دجال کے وقت آزمائش ہوگی۔ تم میں سے ہر شخص کو لایا جائیگا اور اس سے سوال کیا جائیگا ﴿ما علمك بهذا الرجل﴾ اس شخص کے متعلق تمھارا کیا علم ہے، مومن ہوگا تو کہے گا ﴿هو محمد رسول الله ﷺ جاء نا بالبينت والهدیٰ﴾ وہ محمد اللہ کے رسول ہیں، ہمارے پاس نشانیاں اور ہدایت لے کر تشریف لائے۔ ہم نے ان کا پیغام مانا اور ان کی اطاعت کی۔ تین بار سوال کیا جائے گا۔ اس کے بعد کہا جائے گا، جاؤ ہمیں معلوم تھا کہ تم ایمان والے ہو، اگر منافق ہوگا تو کہے گا، میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں کو جو کہتے سنا، وہی کہہ دیا۔ (مسلم، کتاب الکسوف)

☆......صحابہ کرام نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ سے کوئی چیز لے رہے تھے، پھر ہم نے دیکھا کہ آپ رک گئے۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا!

''میں نے جنت کو دیکھا، میں اس سے ایک خوشہ توڑنے لگا، اگر میں خوشے کو توڑ لیتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے، اور میں نے دوزخ کو دیکھا، میں نے آج تک ایسا (خوفناک) منظر نہیں دیکھا، میں نے دوزخ میں اکثر عورتوں کو دیکھا، اس لئے کہ وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور نیکی کا انکار کرتی ہیں، اگر تم ساری عمر بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے رہو، ذرا سی ناگوار چیز کو دیکھ کر کہہ دیں گی، میں نے تمہارے پاس کبھی اچھی چیز نہیں دیکھی،

(مسلم، کتاب الکسوف)

☆......﴿فوالله ان الا راكم من بعدى﴾ اللہ کی قسم میں تمھیں اپنے بعد، دیکھتا ہوں اور دیکھوں گا، (بخاری و مسلم)

☆......تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور بے شک میں اس کو اسی جگہ سے مشاہدہ کر رہا ہوں، (بخاری و مسلم)

☆......جو میں دیکھتا ہوں، کیا تم دیکھتے ہو، لوگوں نے عرض کیا نہیں، فرمایا میں گھروں پر فتنوں کی بارش دیکھ رہا ہوں (بخاری و مسلم)

﴿......اشارات......﴾

☆......ان احادیث مبارکہ میں بھی حضور پرنور ﷺ کے علوم کلیہ اور مشاہدات غیبیہ کا بیان پایا جاتا ہے، گویا اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے آپ عالم کل اور ناظر کل بن کر آئے۔

☆......حضور پرنور ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر جنت اور دوزخ کو مشاہدہ کر سکتے ہیں تو اپنے غلاموں کے حالات و واقعات کو مشاہدہ کیوں نہیں کر سکتے۔ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ اور جنت و دوزخ کے درمیان جتنے حجابات تھے ان کو اٹھا لیا اور آپ نے اپنی آنکھوں سے ان کے تمام احوال اور کیفیات کو مشاہدہ کر لیا۔ (شرح مسلم جلد ۱ ص ۲۹۷)

☆......حضور ﷺ جنت کے مالک و مختار ہیں، زمین پر کھڑے ہو کر سینکڑوں میل دور جنت کے جہانِ غیب میں تصرف فرما سکتے ہیں، فرمایا اگر میں چاہتا تو خوشہ توڑ کر لے آتا جسے تم قیامت تک کھاتے رہتے۔ معلوم ہوا کہ جنت مصطفیٰ ﷺ کی وراثت ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنادیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ اختیار میں

☆...... جہاں تک کسی کا تصرف ہے، وہاں تک وہ حاضر ہے اور جہاں تک کسی کی نظر کام کرتی ہے وہاں تک وہ ناظر ہے۔ یہ احادیث مبارکہ بتا رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتِ علم ونظر اور طاقت تصرف سے ساری کائنات ارضی وسماوی کیلئے حاضر و ناظر ہیں، جس ناظر کل کی نظر ساتوں آسمان عبور کر کے جنت کے لامتناہی فاصلوں کو دیکھ سکتی ہے، زمین کے محدود مرحلوں کو نہیں دیکھ سکتی؟

☆...... حضور پرنور ﷺ کی قبر مبارک اعلیٰ ترین جنت ہے، آپ زمین پر رہ کر جنت میں تصرف کر سکتے ہیں تو جنت میں رہ کر زمین پر تصرف نہیں کر سکتے؟

☆...... بعض حضرات کے نزدیک حضور ﷺ کیلئے ''عطائی علم غیب'' کا اطلاق بھی درست نہیں، کیا جنت، دوزخ، فرشتے، حوض کوثر اور ''کل شئی'' جہانِ غیب سے تعلق نہیں رکھتی، اسی جہانِ غیب کا آپ کو علم کامل عطا فرمایا گیا ہے۔ خود قرآن پاک نے ''علم غیب'' کی اصطلاح برگزیدہ رسول کیلئے استعمال فرمائی ہے۔ فرمایا ﴿عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہٖ احداً الامن ارتضیٰ من رسولٍ﴾ یعنی وہ غیب کو جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا لیکن برگزیدہ رسولوں کو، (سورۃ الجن) ''عالم الغیب'' مرکب ہے۔ جس کی طرف غیبہٖ کی ضمیر راجع ہے، یعنی وہ عالم الغیب اپنے علم غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، کیا اس ضمیر سے ''عالم الغیب'' کا صرف غیب مراد ہے، علم مراد نہیں؟ اگر غیب اور علم دونوں مراد ہیں اور یقیناً دونوں مراد ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ اسی ''علم غیب'' پر وہ اپنے برگزیدہ رسولوں کو مسلط فرماتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ برگزیدہ رسولوں کیلئے

''عطائی علم غیب'' کی اصطلاح درست ہے۔

☆......امت مرحومہ کے جلیل القدر مفسرین نے محبوبان خدا کیلئے اس اصطلاح کو استعمال فرمایا ہے۔مثلاً حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں ﴿کان رجلا یعلم علم الغیب﴾ وہ ایسے مرد کامل تھے جو ''علم غیب'' جانتے تھے۔(تفسیر در منثور جلد۴ ص۲۳۱)

اسی طرح امام علی قاری رحمہ اللہ نے حضرت شیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا ہے، جب بندۂ مومن مقامات روحانی پر فائز ہو جاتا ہے ﴿فیعلم الغیب﴾ پس وہ غیب کو جانتا ہے۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد۱ ص۵۴)

☆......حضرت امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ﴿لا یمتنع ان نقول نعلم الغیب ما لنا علیه الدلیل﴾ یہ منع نہیں کہ ہم کہیں کہ ہمیں اس غیب کا علم ہے جس پر ہمارے لئے دلیل ہے،(تفسیر کبیر جلد۱ ص۲۵۱)

☆......حضرت امام بیضاوی رحمہ اللہ ﴿علم لدنی﴾ کی شان بیان کرتے ہیں ﴿ولا یعلم الا بتو فیقنا وهو علم الغیوب﴾ وہ علم جو بغیر توفیق خداوندی کے حاصل نہیں ہوتا اور وہ علم غیوب ہے ہم نے حضرت خضر علیہ السلام کو عطا فرمادیا۔حضرت امام خازن رحمہ اللہ ﴿وما هو علی الغیب بضنین﴾ کی شرح میں لکھتے ہیں ﴿یقول انهٗ ﷺ یاتیه علم الغیب فلا یبخل به علیکم بل یعلمکم﴾ یعنی محبوب اقدس ﷺ کے پاس علم غیب آتا ہے اور وہ تمھیں بتانے میں کنجوسی کا مظاہرہ نہیں کرتے، بلکہ تمھیں اس کا علم عطا فرمادیتے ہیں۔امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ﴿علمناه من لدن علماً ای علم الغیب﴾ (احکام القرآن ص۱۶)

☆...... بعض حضرات نے بطور استدلال یہ آیت پیش کی ہے۔ ﴿قل لا اقول لکم عندی خزائن الله و لا اعلم الغیب﴾ اے محبوب فرمادے، میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں، (سورۃ الانعام)

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے اپنے لئے "علم غیب" کی کی نفی فرمادی ہے، ہم کہتے ہیں کہ اس آیت میں "لکم کا خطاب مشرکین مکہ کو ہے، تفسیر خازن میں ہے ﴿قل یامحمد لھوالا المشر کین لا اقول لکم﴾ کسی بھی مستند مفسر نے اس "لکم" سے ساری امت مرحومہ کو مراد نہیں لیا۔ نجانے یہ لوگ اپنے آپ کو ان مشرکین کی صف میں کیوں شامل کرنا چاہتے ہیں۔

☆...... حضور پرنور ﷺ نے اپنی ذات مبارکہ سے ان اشیاء کی نفی تواضع کے طور پر فرمائی، یعنی میں ایسی کسی چیز کا دعویٰ نہیں کرتا، (تفسیر خازن)

☆......اس دعویٰ کی نفی سے علم کی نفی کیسے لازم آسکتی ہے، امام نیشاپوری نے کیا خوب فرمایا ہے "یہاں ﴿لا اقول لکم عندی خزائن الله﴾ فرمایا ہے، ﴿لیس عندی خزائن الله﴾ نہیں فرمایا، گویا کسی چیز کے ہونے کا انکار اور بات ہے اور اس کا دعویٰ نہ کرنا اور بات ہے۔ خزائن اللہ سے مراد اشیاء کی حقیقتوں کا علم ہے، اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ ہم عنقریب انہیں اپنی تمام آیات قدرت کا مشاہدہ کروادیں گے وہ انفسی ہوں یا آفاقی، آپ ﷺ نے بھی دعا کی تھی، مولا مجھے تمام اشیاء کے حقائق دکھادے، یہ دعا قبول ہوئی تھی۔ لیکن آپ لوگوں کے ساتھ ان کی عقلوں کے مطابق گفتگو فرماتے تھے۔ اس لئے فرمایا کہ میں نے دعویٰ نہیں کیا کہ میں غیب جانتا ہوں حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ماضی و مستقبل کے احوال کی خبر دیا کرتے تھے۔ (تفسیر نیشاپوری)

☆......اس آیت میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے، عطائی کی نہیں، یعنی میں خود بخود غیب نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے عطا فرما دیتا ہے تو جانتا ہوں، جیسا کہ اسی آیت مبارکہ کے اگلے جملے سے ثابت ہے۔﴿ ان اتبع الا یوحیٰ الی ﴾ میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے، اب کون سا انسان حضور پرنور ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کے غیبی اسرار کا اندازہ لگا سکتا ہے، ایک وحی متلو، جسے قرآن پاک کہا جاتا ہے، اور ایک وحی غیر متلو ہے جو احادیث مبارکہ پر مبنی ہے۔ وحی متلو یعنی قرآن پاک کی یہ شان ہے کہ اس میں ازل و ابد کے تمام علوم و معارف کو سمو دیا گیا ہے، احادیث مبارکہ کے علوم و معارف بھی کتنے ہوں گے، کون جان سکتا ہے۔

☆......اہل سنت کے نزدیک حضور پرنور ﷺ کا ''علم کلی'' نزول قرآن کے ساتھ تدریجاً مکمل ہوا، نزول قرآن کے بعد کوئی نص قطعی نہیں پیش کی جا سکتی، جس سے ثابت ہو سکے کہ آپ کو علم ما کان وما یکون نہیں دیا گیا، یا علم زمین و آسمان نہیں بخشا گیا یا جہانِ غیب کے مشاہدات نہیں کروائے گئے،

☆......اہل سنت و جماعت کے نزدیک آپ ﷺ کا علم مبارک، خالق کی بنسبت جزئی ہے اور مخلوق کی بنسبت کلی ہے، کیونکہ کسی اعلیٰ سے اعلیٰ مخلوق کیلئے بھی جمیع معلومات الٰہیہ کا احاطہ ممکن نہیں ہو سکتا۔ ہاں جمیع مخلوقات کا احاطہ ممکن ہے۔ اور بلاشبہ حضور پرنور ﷺ جمیع مخلوقات کو جانتے ہیں، اور جمیع ممکنات کا علم رکھتے ہیں۔ آپ کے علم بے پایاں کے سامنے تمام انبیاء مرسلین اور ملائکہ مقربین کا علم ایسے ہے جیسے سمندروں کے مقابلے میں ایک قطرہ، جبکہ آپ کے اس علم بے پایاں کو علوم الٰہیہ سے کوئی نسبت نہیں، کیونکہ علم الٰہی ذاتی ہے، علم مصطفےٰ عطائی ہے، وہ واجب ہے، یہ ممکن ہے، وہ قدیم ہے یہ

حادث ہے، وہ نامخلوق ہے یہ مخلوق ہے، وہ نامقدور ہے یہ مقدور ہے، وہ ضروری البقا ہے، یہ جائز الفناء ہے، وہ ممتنع التغیر ہے، یہ ممکن التبدل ہے، ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمال شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون بے عقل کو، (خالص الاعتقاد، ازمولانا احمد رضا خاں بریلوی)

☆......اتنے واضح عقیدے کو بھی کفر وشرک کہنا امت مرحومہ کی خیر خواہی نہیں ہوسکتی۔ یہی عقیدہ قرآن کی آیات سے ثابت اور نبی کی احادیث سے روشن ہے، اسی پر صحابہ کرام سے لے کر آج تک تمام امت مرحومہ کا اجماع ہے۔ ہم جب قرآن وحدیث کی روشنی میں حضور پرنور ﷺ کا ''علم کلی'' ثابت کرتے ہیں تو من جہۃ الخلوق ثابت کرتے ہیں اور اس پر بے شمار دلائل قطعیہ موجود ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین!

☆......﴿فوالله انی لی راکم من بعدی﴾ کی شرح میں حضرت امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے حضرت امام داودی رحمہ اللہ کا قول نقل فرمایا ہے، ﴿یعنی من بعد وفاتی﴾ یعنی وصال فرمانے کے بعد بھی میں دیکھتا رہوں گا، (عمدۃ القاری جلد ۵ ص ۲۸۱)

☆......حضور پرنور ﷺ کی قبروں میں جلوہ نمائی ہوگی اور آپ کے بارے میں سوال پوچھا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ آدمی کی نجات کا دارومدار آپ کی عظمتوں کو تسلیم کرنے پر موقوف ہے۔ ہذا اشارہ قریب کیلئے ہے، جو ثابت کرتا ہے کہ حضور ہر قبر میں اپنی شان کے لائق جلوہ گر ہوتے ہیں۔

روح نہ کیوں ہو مضطرب شوق سے انتظار میں
سنتا ہوں مجھ کو دیکھنے آئیں گے وہ مزار میں

﴾......تیرا وجود الکتاب......﴿

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا

﴿انبئنی عن خلق رسول اللہ قالت الست تقرا القرآن قلت بلیٰ قالت فان خلق نبی اللہ ﷺ کا ن القرآن﴾ اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتائیے، آپ نے فرمایا، کیا تم قرآن نہیں پڑھتے، میں نے عرض کی، کیوں نہیں، آپ نے فرمایا نبی اللہ ﷺ کا اخلاق، قرآن ہی تو ہے، (مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین)

﴾......اشارات......﴿

☆......اس حدیث پاک میں حضور پرنور ﷺ کے اخلاق کا ذکر جمیل ہے جو کہ سراسر قرآن ہیں، اب قرآن پاک کی وسعتوں کا عالم دیکھئے، خود قرآن پاک کا اعلان ہے ﴿و کل شیء احصینه فی امام مبین﴾ یعنی اس روشن کتاب میں ہر چیز کا احصا ہے، کل کی اضافت شی کی جانب ہے، جو نکرہ ہے۔ پس لفظ ''کل شی'' سے ہر چیز مراد لی جائیگی، معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں ہر چیز کا علم موجود ہے۔ وہ غیب سے متعلق ہو یا شہادت سے متعلق ہو، امام مبین سے مراد لوح محفوظ بھی لی گئی ہے۔

☆......حضرت امام محمود آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میرے نزدیک یہی تحقیق درست ہے کہ حضور ﷺ نے اسرار الہیہ اور احکام شریعہ وغیرھا سے جو کچھ بیان کیا ہے، ان تمام علوم پر قرآن مشتمل ہے، (روح المعانی پ ٦)

☆......امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میں تمھیں ہر چیز قرآن پاک میں دکھادوں گا، اور حضرت ابن ابی فضل مرسی علیہ الرحمہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ ﴿ جمع القرآن علوم الاولین والاخرین ﴾ یعنی قرآن تمام اولین وآخرین کے علوم کا جامع ہے۔ (الاتقان جلد۲ص ۱۲۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تو یہاں تک فرما گئے، اگر میرے اونٹ کی رسی بھی گم ہوجائے، میں اسے بھی قرآن سے ڈھونڈ لوں گا۔ (ایضا)

☆......اس بات پر تمام امت کا اجماع ہے کہ قرآن پاک میں کل موجودات کا علم موجزن ہے، اور یہ وسعتوں والا قرآن، محبوب اقدس ﷺ کا خلق مبارک ہے۔ اگر کوئی قرآن کو مجسم دیکھنا چاہے تو محمد مصطفٰے ﷺ کی صورت وسیرت کو دیکھ لے، یہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے، گویا

لوح بھی تو، قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
نگاہ عشق ومستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

☆......ثابت ہوا کہ تمام موجودات اور جمیع ممکنات کا علم حضور ﷺ کے خلق مبارک میں جلوہ گر ہے، آپ خدا کو بھی دیکھتے ہیں، خدائی کو بھی دیکھتے ہیں، حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ﴿ من عرف اللہ عرف کل شیء ﴾ جس نے اللہ کو پہچان لیا، اس نے ہر چیز کو پہچان لیا، یہ تو عارفین کاملین کی شان ہے، ان کے امام، حضور امام العارفین، امام المرسلین ﷺ کی کیا شان ہوگی؟

☆......چونکہ، حضور پر نور ﷺ کا خلق مبارک قرآن ہے۔ اسی لئے اسکو ''خلق عظیم''

کہا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے دنیا کو "متاعِ قلیل" کہا ہے تو کوئی بڑے سے بڑا دانشور دنیا کی وسعتوں کا احاطہ نہیں کرسکتا، جس کو وہ "عظیم" کہدے اس کی وسعتوں کا کون احاطہ کرسکتا ہے؟

☆......حضرت امام رغب اصفہانی علیہ الرحمہ نے لفظ خلق کا معنی بیان کیا ہے "خلق ان باطنی قوتوں اور صفتوں کو کہا جاتا ہے جس کو بصیرت سے جانا جاسکے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿ وانك لعلى خلقٍ عظيم﴾، اور تم خلق عظیم کے مالک ہو" (المفردات ص ۱۵۸)

گویا خُلق ان اوصاف و کمالات کو کہتے ہیں جو فطرتاً انسان کے اندر موجود ہوتے ہیں، جیسے شرم وحیا، جود وسخا، فہم وذکا، حلم ووفا وغیرہ، جن تمام اوصاف وکمالات کو قرآن پاک میں نازل کیا گیا، وہ اعلان نبوت سے پہلے بھی آپ کی ذات والا صفات میں موجود تھے۔

☆......حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ نے کمال کردیا، فرماتے ہیں، انسان کا کمال، علم اور عمل سے ظاہر ہوتا ہے، رسول اللہ ﷺ کا علمی کمال ﴿علمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيماً﴾ سے ظاہر ہوا اور عملی کمال ﴿ وانك لعلى خلق عظيم﴾ سے ظاہر ہوا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کے علم اور عمل دونوں کو عظیم قرار دیا، اور جس کو اللہ تعالیٰ عظیم کہے، اس کی عظمت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۱۸۶)

☆......مزید رقمطراز ہیں "تمام انبیاء کرام میں مجموعی طور پر جتنے اوصاف واخلاق موجود تھے، حضور پرنور ﷺ اکیلئے ان اوصاف واخلاق کے مالک تھے، عربی میں لفظ علیٰ بلندی کیلئے آتا ہے، یعنی حضور ﷺ خلق عظیم پر فائز تھے، آپ کے ساتھ خلق عظیم کی

نسبت ایسے تھی جیسے آقا کے ساتھ غلام کی یا امیر کے ساتھ مامور کی نسبت ہوتی ہے۔

☆...... ہر موصوف اپنی صفت کا محتاج ہے، عابد اپنی عبادت کا محتاج ہے، عالم اپنے علم کا محتاج ہے۔ لیکن حضور ﷺ کے ساتھ یہ معاملہ نہیں، عبادت آپ کی محتاج ہے، اگر آپ کے مطابق نہ کی جائے گی تو عبادت نہ رہے گی، ضلالت بن جائے گی، علم آپ کا محتاج ہے، کہ حضور ﷺ اسے قبول کر کے زمانے میں مقبول بنا دیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اقدس ﷺ کو ہر شے پر مکمل غلبہ اور بھرپور تسلط عطا فرمایا ہے۔

اصالتِ کل، امامتِ کل، سیادتِ کل، امارتِ کل
حکومتِ کل، ولایتِ کل خدا کے یہاں تمہا رے لئے
نہ روح امیں، نہ عرش بریں، نہ لوح مبیں، کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں، جو رمزیں کھلیں، ازل کی نہاں تمھا رے لئے

☆......خلق عظیم میں ہر وصف عظیم ہے، علم بھی عظیم ہے، عطا بھی عظیم ہے، وفا بھی عظیم ہے، رحمت بھی عظیم ہے، رافت بھی عظیم ہے، رسالت بھی عظیم ہے، نبوت بھی عظیم ہے، اسی لئے فرمایا گیا ﴿انا اعطینك الكوثر﴾ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی آپ کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق حسنہ اور کمالات رفیعہ اور فیوضیات علیہ کو نہیں جانتا۔ چند علماء کرام کے کلمات طیبہ سے اپنا ایمان تازہ کریں۔

☆......حضرت امام عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے حضرت امام سہل بن عبداللہ تستری قدس سرہٗ کا قول نقل فرمایا، "اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ان تعدوا نعمة الله لا تحصوها﴾ یعنی تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے، میں ان نعمتوں کا ذکر ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر فرمائی گئیں" (کتاب الشفاء جلد ا ص ۱۸) اس سے معلوم ہوا حضور اقدس ﷺ کے فضائل و

کمالات، شمار وحساب سے باہر ہیں۔

☆......حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کا قول ہے۔ "مجھے تین چیزوں کی انتہا معلوم نہ ہوسکی، درجات مصطفےٰ کی انتہا، نفس کے مکہ کی انتہا، معرفت خدا کی انتہا"

(تذکرۃ الاولیاص ۳۴۶)

ہم حسن و جمال بے نہایت داری
ہم جود و کرم بحد غایت داری
ہم حسن ترا مسلم وہم احسان
محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری

☆......حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کا فرمان ہے، "حضور سید المرسلین کے فضائل حد وشمار اور حصر سے خارج ہیں، اولین و آخرین کے علوم ان کا احاطہ نہیں کر سکتے، آپ کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا" (اشعۃ اللمعات جلد۴ص ۴۶۵)

☆...... جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے خلق کو عظیم فرمایا اور آپ کی فضیلت کو عظیم قرار دیا تو عقل کا احاطہ اس کے راز کا ادراک کرنے سے قاصر نظر آتا ہے"۔

(مدارج النبوۃ جلد ۱ص ۳۳)

او برتر ازاں است کہ آید بخیال

☆......حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کا فرمان ہے، ﴿کان خلقہ القرآن﴾ میں ایک راز ہے، اور اخلاق الٰہی کی طرف پوشیدہ اشارہ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہنا چاہا کہ اخلاق مصطفوی دراصل اخلاق الٰہی تھے۔ لیکن آپ نے ازراہ ادب وحیاء ﴿کان خلقہ القرآن﴾ فرما کر حال کو لطف مقال میں چھپایا، یہ

آپ کے وفور عقل اور کمال ادب کی دلیل ہے، اس معنیٰ کو عظمت اخلاق اور ان کے عدم تناہی میں بہت دخل حاصل ہے" (مدراج النبوۃ جلد ۱ ص ۳۲)

☆......حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا" جیسے قرآن کے معانی غیر متناہی ہیں، اس طرح حضور ﷺ کے آثار وانوار اور اوصاف جمیلہ اور اخلاق غیر متناہی ہیں، اور آپ کے مکارم اخلاق اور محاسن شیم مزید بڑھ رہے ہیں، خدا تعالیٰ جو ان پر معارف وعلوم نازل فرماتا ہے، اس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لہذا آپ کے اوصاف حمیدہ کی جزئیات کا شمار مقدور انسان اور ممکنات عادیہ سے نہیں، (زرقانی جلد ۴ ص ۲۴۷)

☆......حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، حضور پرنور ﷺ پر ایمان لانے کی تکمیل اسی عقیدے پر منحصر ہے کہ کسی آدمی کے بدن میں اتنے محاسن ظاہری اور محاسن باطنی جمع نہیں ہو سکتے، جتنے آپ کے بدن مبارک میں جمع ہوئے ہیں، (جمع الوسائل جلد ۱ ص ۹)

☆......حضرت امام خفاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" حضور پرنور ﷺ کی قدر ومنزلت عقلوں کی وسعت میں نہیں سما سکتی اور نطاق بیان اسکا احاطہ نہیں کر سکتا،

(نسیم الریاض جلد ۱ ص ۵۹)

☆......حضرت امام عبد الروف مناوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" جب حضور کے خصال کمال اور صفات جلال و جمال اس قدر وسیع ہیں کہ ان کی حد نہیں اور ان کا احاطہ نہیں ہو سکتا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿ وانك لعلىٰ خلق عظيم ﴾ (فیض القدیر جلد ۵ ص ۱۷۰)

☆......حضور اقدس ﷺ صفات خدا تعالیٰ سے متصف ہیں، (ایضاً)

☆......حضرت امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہٗ کا فرمان ہے ﴿ فاوصافہ ﷺ الحسنة التحصىٰ ولا تحصر ﴾ یعنی آپ کے اوصاف حسنہ حصر وشمار سے

باہر ہیں" (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۵۱)

☆......حضرت امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، "قرآن پاک کے علاوہ بھی آپ کے معجزات و کمالات کا کبھی احاطہ نہیں ہوسکتا"۔ (جواہر البحار جلد ا ص ۱۹۸)

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

......امت میں چار چیزیں......

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

☆......"امت میں جاہلی زمانے کی چار چیزیں ایسی ہیں، جن کو لوگ نہیں چھوڑیں گے، حسب ونسب پر فخر کرنا، نسب پر طعنہ دینا، ستاروں کو بارش کا سبب جاننا، اور نوحہ کرنا، اور فرمایا اگر نوحہ کرنے والے مرنے سے پہلے توبہ نہ کریں تو انہیں قیامت کے دن گندھک اور خارش کا لباس پہنایا جائے گا، (مسلم کتاب الجنائز)

......واجب ہوگئی، واجب ہوگئی......

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے

"ایک جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی تعریف کی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے مذمت کی تو آپ نے فرمایا واجب ہوگئی،

واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ایک جنازہ گزرا تو اس کی اچھائی بیان کی گئی۔ آپ نے فرمایا واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، پھر ایک اور جنازہ گزرا، اس کی برائی بیان کی گئی، آپ نے فرمایا واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، واجب ہوگئی، آپ ﷺ نے فرمایا "جس جنازے کی تم لوگوں نے تعریف کی اس پر جنت واجب ہوگئی اور جس جنازے کی تم لوگوں نے مذمت کی اس پر جہنم واجب ہوگئی"۔ ﴿انتم شهداءُ الله فی الارض انتم شهداءُ الله فی الارض﴾ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو، تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو، (مسلم، کتاب الجنائز)

﴿......حضرت عائشہ کا عقیدہ......﴾

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، یہ اس رات کا واقعہ ہے، جب حضور اقدس ﷺ میرے کاشانہ اقدس میں جلوہ گر تھے، آپ لیٹ گئے اور تھوڑی دیر میری نیند کے خیال سے ٹھہرے رہے۔ پھر آہستہ سے چادر اوڑھی، جوتا پہنا اور چپکے سے دروازہ کھول کر باہر نکلے اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے بھی ایک چادر اوڑھی، ایک چادر اپنے گرد لپیٹی اور آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑی، آپ بقیع پہنچے اور دیر تک وہاں کھڑے رہے۔ پھر

آپ نے تین مرتبہ اپنے ہاتھ اٹھائے اور واپس لوٹنے لگے، میں بھی واپس چل پڑی، آپ تیز تیز چلے تو میں بھی تیز تیز چلنے لگی۔ جب آپ گھر پہنچے تو میں پہلے ہی گھر پہنچ چکی تھی، آپ نے گھر آ کر پوچھا، عائشہ، تمہارا سانس کیوں پھولا ہوا ہے۔ میں نے کہا، کوئی بات نہیں، آپ نے فرمایا تم بتا دو، ورنہ لطیف وخبیر مجھے بتا دے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، پھر میں نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق مار رہے ہیں، میں نے سوچا ﴿ یکتم الناس یعلمه الله ﴾ لوگ کوئی بات چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو بتا دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، حضرت جبریل امین میرے پاس آئے تھے، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تم اہل بقیع کیلئے جا کر دعا کرو، میں نے کہا کیسے دعا کروں، آپ نے فرمایا کہو، ﴿ السلام علی اھل الدیار المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاءَ الله بکم للاحقون ﴾ سب دیار والوں پر اللہ کی سلامتی ہو جو تم سے پہلے جا چکے ہیں اور جو بعد میں جانے والے ہیں، اور ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ مل جائیں گے۔ (مسلم، کتاب الجنائز)

اشارات

☆......حضور مخبر صادق ﷺ نے مستقبل کی یقینی خبر عطا فرمائی کہ میری امت میں یہ چار چیزیں ضرور قائم رہیں گی۔ مولا کریم محفوظ فرمائے، ہمارے معاشرے میں اب ان چار چیزوں کے مکمل اثرات نظر آتے ہیں۔

☆......صحابہ کرام زمین پر گواہی دے رہے تھے اور حضور پرنور ﷺ ان جنازوں کے ساتھ ہونے والے ثواب و عذاب کا مشاہدہ کرر ہے تھے، نیز اس سے امت مرحومہ کیلئے علم شہادت ثابت ہورہا ہے۔ تو کیا یہ شرک نہیں، منکرین علم مصطفیٰ جو جواب علم شہادت کے بارے میں دیں گے وہی جواب ہم علم غیب کے بارے میں دیں گے۔

☆......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں جانا اور جا کر دعا کرنا، ان کی مغفرت طلب کرنا، حضور سرور عالم ﷺ کی سنت ہے، بلکہ ایک حدیث میں یہ بھی فرمایا ہے'' قبروں کی زیارت کیا کرو، یہ موت کو یاد دلاتی ہیں، (مسلم، کتاب الجنائز)

☆......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ ہے کہ'' لوگ چھپاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو بتا دیتا ہے'' یہی ساری امت مرحومہ کا عقیدہ ہے کہ حضور پرنور ﷺ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ہر چیز کا علم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کتنا بتایا، سرکارِ والا نے کتنا جانا، اس بتانے اور اس جاننے کا کون احاطہ کرسکتا ہے۔ لہذا عافیت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور آپ ﷺ کی وفا کو تسلیم کر کے غلامی کا حق ادا کیا جائے۔ انکار کرنے سے دو جہاں کی رسوائی مقدر بن جائے گی۔

☆......کیا اللہ اور اسکا رسول تیرا حق مار رہے ہیں، کے جملے سے معلوم ہوا کہ اگر چہ یہ آپ کا ذاتی معاملہ تھا، لیکن اس میں بھی اللہ کا ذکر فرمایا۔ گویا آپ کا ہر فعل اس حکیم مطلق کے ارادے سے پیدا ہوتا، اسی لئے ہم کہتے ہیں، حضور ﷺ کا قبول کرنا، اللہ کا قبول کرنا ہے۔ اور حضور ﷺ کا چھوڑنا، اللہ کا چھوڑنا ہے۔

☆......اہل قبور کو صیغۂ خطاب کے ساتھ سلام کرنا سماع موتی کی کتنی روشن دلیل ہے۔ بھلا جو سن ہی نہیں سکتے، ان کو سلام کرنے کا کیا فائدہ ہوگا، حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ دیکھئے ﴿السلام علیکم اهل الدیار من المومنین والمسلمین وان انشاء الله بکم للاحقون نسال الله لنا ولکم العافیة﴾ اے مومنوں اور مسلمانوں کے گھر والو، تم پر سلامتی ہو، ہم بھی انشاء اللہ تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کے طلب گار ہیں۔ (مسلم، کتاب الجنائز)

☆......حضور پرنور ﷺ اپنے ارادے اور نیت کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے، بلکہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ثابت ہے کہ ہر سال میدان احد کے شہیدوں کی قبروں پر جایا کرتے تھے، کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اگر قبروں کی طرف ارادے اور نیت کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے تو حضور پرنور ﷺ کے مزار اقدس کی طرف ہزاروں درجے زیادہ جائز ہے، بلکہ حسن مقدر کی علامت ہے۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے
معراج کا سماں ہے، کہاں پہنچے زائرو
کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک در کی ہے

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے، غافل ذرا تو جاگ
او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سر کی ہے

﴾......مستقبل کے مشاہدات......﴿

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

☆......لوگوں پر ایسا زمانہ آئیگا کہ انسان صدقہ کرنے کیلئے سونا لیکر گھومتا ہوگا لیکن کوئی لینے والا نہ ملے گا، اور مردوں کی قلت اور عورتوں کی کثرت کا یہ حال ہوگا کہ ایک مرد کی پناہ میں چالیس عورتیں دکھائی جائیں گی، (مسلم کتاب الزکاہ)

☆......قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی، جب تک مال کثرت کی وجہ سے بہہ نہ جائے اور کسی آدمی کو صدقہ قبول رنے کیلئے بلایا جائے گا اور وہ کہے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ)

☆......سونے اور چاندی کے ستونوں کی مثل زمین اپنے جگر گوشے اگل دے گی، قاتل دیکھ کر کہے گا کہ اسی کی وجہ سے تو میں نے قتل کیا تھا، رحم کو قطع کرنے والا کہے گا کہ اس کی وجہ سے تو میں نے رشتہ توڑا تھا، چور کہے گا، اسی کی وجہ سے تو میں نے چوری کی تھی، اور میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا، پھر سب اس مال و دولت کو چھوڑ دیں گے اور کوئی بھی اس میں سے کچھ نہ لے گا، (مسلم کتاب الزکاۃ)

☆......عنقریب، آدمی اللہ تعالیٰ سے اسطرح کلام کرے گا کہ اس

کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا، انسان دائیں بائیں دیکھے گا تو اسے اپنے اعمال نظر آئیں گے، سامنے دیکھے گا تو دوزخ نظر آئے گی، لہذا تم آگ سے بچ جاؤ اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر بچ جاؤ، ایک رویت ہے کہ کھجور کا ٹکڑا نہ ملے تو اچھی بات کر کے بچ جاؤ، (مسلم، کتاب الزکاۃ)

☆...... جس آدمی نے اپنے مال میں سے ایک جوڑا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا تو جنت میں اس کیلئے آواز دی جائے گی، اے اللہ کے بندے، یہ نیکی ہے، پس پھر نمازیوں کو باب صلوٰۃ سے، مجاہدوں کو باب جہاد سے، صدقہ دینے والوں کو باب صدقہ سے اور روزہ داروں کو باب ریان سے پکارا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ، کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا، آپ ﷺ نے فرمایا ﴿نعم وارجوا ان تکون منھم﴾ ہاں، مجھے امید ہے تم ان لوگوں میں سے ہو گے، (مسلم، کتاب الزکاۃ)

☆...... (انصار سے فرمایا) کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ لوگ مال لے کر گھر جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر گھر جاؤ، اللہ کی قسم تمہاری چیز ان کی چیز سے بہتر ہے۔ انصار نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں، آپ نے فرمایا، عنقریب تم دیکھو گے کہ بہت سے معاملات میں لوگوں کو تم پر ترجیح دی جائے گی۔ تم اس پر صبر کرنا،

جہاں تک کہ تم اللہ اور اس کے رسول سے جاملو، کیونکہ میں حوض کوثر پر ہوں گا، انصار نے کہا ہم عنقریب صبر کریں گے۔

(مسلم، کتاب الزکاۃ)

☆......حضور پرنور ﷺ مال تقسیم فرمارہے تھے، ایک شخص نے کہا، ہم اس مال کے زیادہ مستحق ہیں، یہ بات حضور ﷺ تک پہنچ گئی، آپ نے فرمایا تم مجھے امین نہیں سمجھتے، حالانکہ میں اس کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے اور صبح و شام مجھ پر آسمانی خبر آتی ہے، پھر ایک آدمی کھڑا ہوا، جس کی دونوں آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں، دونوں گال پھولے ہوئے تھے، پیشانی ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی تھی، سر منڈا ہوا تھا، اور تہبند پنڈلیوں سے اونچا تھا، اس نے کہا، اے اللہ کے رسول، اللہ سے ڈرو، آپ نے فرمایا تجھے عذاب ہو، کیا میں سب اہل زمین سے زیادہ خوف خدا کا حقدار نہیں، پھر وہ شخص چلا گیا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں اسے قتل نہ کروں، آپ نے فرمایا، شاید وہ نمازی ہو، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی، کتنے ہی نمازی ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتیں، آپ نے فرمایا مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا کہ میں ان کے دل چیر کر دیکھوں اور پیٹ پھاڑ کر دیکھوں، پھر آپ نے اس آدمی کی طرف دیکھا، حالانکہ وہ پیٹھ پھیرے جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ کی کتاب کو

خوب پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گی، اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانہ سے نکل جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے، آپ نے یہ بھی فرمایا، اگر میں ان لوگوں کو پالیتا تو قوم ثمود کی طرح قتل کر دیتا۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ)

☆......ایک روایت میں ہے، رسول اللہ ﷺ سے ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا کہ آپ عدل کریں، آپ نے فرمایا اگر میں عدل نہ کروں تو تم نامراد ہو جاؤ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا، رہنے دو، اس کے ساتھی ایسے ہیں جن کی نمازوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے، روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے، یہ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترے گا، اور یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا، جس کا ایک شانہ عورت کے پستان کی طرح ہوگا۔ یہ گروہ اس وقت ظاہر ہوگا، جب لوگوں میں تفرقہ ہوگا، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے قتال فرمایا، میں اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ہم نے تلاش کیا تو ہمیں انہی صفات کا حامل

ایک شخص مل گیا، جو آپ نے بیان کی تھیں، (مسلم، کتاب الزکاۃ)

☆......﴿ان النبی ﷺ ذکر قوما یکونون فی امتہ یخرجون فی فرقۃ من الناس سیما ھم التحالق قال ھم شر الخلق﴾ بے شک نبی اکرم ﷺ نے ایک ایسی قوم کا ذکر فرمایا جو آپ کی امت میں پیدا ہو گی اور اس وقت پیدا ہو گی، جب لوگوں میں تفرقہ ہو گا، ان کی علامت سر منڈانا ہو گی، اور وہ مخلوق میں سب سے شرارتی لوگ ہوں گے، ان کو مسلمانوں کی وہ جماعت قتل کرے گی جو حق کے زیادہ قریب ہو گی، (مسلم، کتاب الزکاۃ)

☆......آخری زمانہ میں ایک قوم ایسی ہو گی جو کم عمر اور کم عقل ہو گی، ﴿یقولون من قول خیر البریۃ، یقرء ون القرآن لا یجاوز حناجرھم﴾ جو خیر البریہ حضور ﷺ کی احادیث پڑھیں گے اور قرآن کی تلاوت کریں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، جب تم ان سے ملنا تو ان کو قتل کر دینا، کیونکہ جو ان سے جنگ کرے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ثواب پائے گا۔

(مسلم، کتاب الزکاۃ)

☆...... وہ یہ سمجھ کر قرآن کی تلاوت کریں گے کہ وہ ان کیلئے مفید ہو گا، لیکن وہ ان کیلئے مضر ہو گا، نماز اُن کے حلق سے نہیں اتر سکے گی۔ (مسلم، کتاب الزکاۃ)

☆......حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے خوارج کا ذکر سنا ہے، اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا وہ اپنی زبانوں سے قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ (ایضاً)

......اشارات......

☆......ان احادیث مبارکہ میں بھی کتنی صراحت کے ساتھ امور غیب کا ذکر کیا گیا ہے حضرت شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

"ارواح میں سب سے طاقتور روح حضور پرنور ﷺ کی ہے، جس سے عالم کی کوئی شے پوشیدہ نہیں، یہ روح پاک عرش اور اس کی رفعت و پستی، دنیا و آخرت، جنت و دوزخ سب پر مطلع ہے۔ کیونکہ یہ سب عالم اس مجمع کمالات کیلئے تخلیق کیا گیا ہے۔ آپ کا یہ علم تمیز جملہ عالمین کی خارق ہے۔ آپ کے علم میں اجرام سموات کی تمیز ہے کہ وہ کہاں سے اور کیوں پیدا کئے گئے، اور ان کا انجام کیا ہے؟ آپ کے علم میں ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے، کہ وہ کیوں پیدا کئے گئے اور وہ کہاں جائیں گے، نیز ان کے درجات کے اختلاف اور منتہا کی بھی تمیز ہے، ستر پردوں اور ہر پردے کے جملہ فرشتوں کے حالات کی بھی تمیز ہے۔ اجرام علویہ، ستاروں، سورج، چاند، لوح و قلم، برزخ اور اسکی ارواح کی بھی تمیز ہے۔ ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات، خشکی و تری کے جملہ موجودات کے ہر حال کا علم بھی معلوم ہے۔ تمام جنتوں کے درجات، اور ان کے باشندوں کی تعداد

اور مقامات کا بھی علم ہے۔ اسی طرح آپ کو سب جہانوں کا علم ہے۔ اس علم میں ذات خدا کے علم قدیم وازلی کہ جس کی معلومات بے انتہا ہیں، کیلئے کوئی مزاحمت نہیں، کیونکہ علم قدیم کی معلومات اس عالم میں محصور نہیں ہوسکتیں، ظاہر ہے کہ اسرار الوہیت جو غیر متنا ہی ہیں، اس عالم سے نہیں،(الابریز ص ۴۳)

☆......مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں "انبیاء علیہم السلام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ حضور حق تعالیٰ کا رہتا ہے، ﴿کمال قال النبی ﷺ لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلاً و لبکیتم کثیراً﴾ (یعنی سرکار ﷺ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم جان لو تو بہت تھوڑا ہنسا کرو اور بہت زیادہ رویا کرو)، (لطائف رشیدیہ ص ۲۷)

☆......مولانا مرتضٰی حسن چاندپوری لکھتے ہیں "حاصل یہ کہ سرور عالم کو علم مغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے ایک علم کے برابر نہ ہوں، (توضیح البیان ص ۱۲)

☆......مولانا حکیم صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں "ہاں اللہ جتنا چاہے علم غیب اپنے پیغمبر کو بتا دیتا ہے" (شان رب العالمین ص ۵۷)

☆...... اہل سنت و جماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے بتانے سے علم غیب جانتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مانعین کے ان تین راہنماؤں نے علم غیب اور امر غیب کی اصطلاح کو انبیاء کرام کیلئے تسلیم تو کیا۔ باقی رہ گیا "جتنا چاہے" کی تفصیل، تو ہمارے خیال میں ابھی تک کوئی پیمانہ ایسا نہیں بنا جو اللہ تعالیٰ کے "جتنا چاہے" کا احاطہ کر سکے۔

☆......ان احادیث مبارکہ میں آنے والے زمانوں کی تفصیلی خبریں موجود ہیں جو جہان

غیب سے تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً حضور پرنور ﷺ نے ایک گستاخ بارگاہ رسالت کی پشت کو دیکھ کر بتا دیا کہ اس کی پشت سے ایک دشمن دین گروہ پیدا ہوگا، آج ہم اپنی آنکھوں سے اس گروہ کی نشانیوں، حرکتوں اور عقیدوں کو مشاہدہ کرر ہے ہیں۔ اس گروہ کی نمازیں بھی لاجواب ہیں، قرآن کی تلاوتیں بھی لاجواب ہیں، روزوں کے مجاہدے، شب بیداریاں بھی لاجواب ہیں۔ لیکن سب کچھ ہونے کے باوجود ایمان کی حلاوت سے تہی دست ہے۔ کیونکہ خارجیوں کی معنوی ذریت ہونے کی وجہ سے ''کم عقل'' ہے اور غبی دماغ ہے،

☆...... جس طرح خارجیوں نے ساری امت مرحومہ کو کافر و مشرک قرار دیا تھا بلکہ حضرت علی المرتضٰی، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم جیسے اکابر پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ اسی طرح یہ گروہ بھی ساری امت مرحومہ کو کافر و مشرک اور بدعتی کے ناموں سے یاد کرتا ہے۔ خارجیوں کی طرح ان کے تہبند بھی اونچے ہیں، داڑھیاں گھنی اور لمبی ہیں، سروں کو منڈایا ہوا ہے۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہیں۔ گال پھولے ہوئے ہیں، بات بات پر قرآن و حدیث کے حوالے بھی دیتے ہیں۔ لیکن اپنی بے ادب فطرت اور گستاخ جبلت کی وجہ سے دین اسلام سے اس طرح نکلے ہوئے ہیں جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ جس طرح خارجیوں کی کم عقلی کی وجہ سے ساری امت میں ایک فتنہ و فساد پیدا ہوا تھا۔ آج اس گروہ نے بھی اپنی کم عقلی کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا کرر کھا ہے۔ بلکہ محققین کو خارجیت کا تسلسل ہی قرار دیا ہے۔

☆...... یہ گروہ مدینہ طیبہ کے مشرق سے نکلا، اور سب جانتے ہیں کہ مدینہ طیبہ کے مشرق میں علاقہ نجد واقع ہے۔ جس کے ایک ''شیخ الدعوۃ'' نے بتوں اور خدا کے دشمنوں کے رد

میں نازل ہونے والی آیتوں کو بنیاد بنا کر خدا کے نبیوں اور ولیوں کے کمالات وفیوضات کا انکار کیا اور مخلوق خدا کو بہت بڑی شرارت میں مبتلا کرنے کی کوشش کی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خارجیوں کو شریر ترین قوم سمجھا کرتے تھے، کیونکہ وہ بتوں کے رد میں اترنے والی آیتوں کو اہل اللہ پر چسپاں کرتے ہیں، (صحیح بخاری شریف)

ساری زمین سمٹ گئی

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب دانائے غیوب ﷺ نے ارشاد فرمایا!

﴿ ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشا رقھا مغا ربھا ﴾

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ساری زمین سمیٹ دی تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ (مسلم شریف)

اشارات

☆...... یہ حدیث مقدس علم مصطفیٰ کی جولانیوں اور نگاہ مجتبیٰ کی وسعتوں کو کس طرح آشکار کر رہی ہے۔

☆...... ایک اور حدیث مبارک حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور سراپا نور ﷺ نے فرمایا۔ ﴿ ان اللہ تعالیٰ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کا ئن فیھا الی یو م القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذا ﴾ یعنی بے شک اللہ نے ساری دنیا کو میرے سامنے کر دیا، پس میں اسکی ہر چیز کو اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔ جس طرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ

رہا ہوں، (مواہب لدنیہ جلد۲ص۱۹۲، کنزل العمال جلد۱۲ ص۱۴، جواہر البحار جلد۳ص۳۰۶، فتح الکبیر از نبہانی جلد۱ص۳۴۰)

☆......حضرت امام مناوی علیہ الرحمہ اس کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں ﴿و قد تجلیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام الکون کلہ و زویت لہٗ الارض با سرھا فا رئ مشا رقھا و مغا ربھا﴾ یعنی تمام عالم کون ومکاں آپ ﷺ کیلئے ظاہر ہو گیا اور ساری زمین رازوں سمیت آپ کیلئے سمیٹ دی گئی، لہٰذا آپ نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو مشاہدہ فرما لیا، (فیض القدیر جلد۳ص۵۲۱)

☆......اگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ارضی وسماوی ملکوت کا مشاہدہ کرایا گیا تو سیدنا حبیب اللہ ﷺ کے مشاہدے کا کیا عالم ہو گا۔

☆......حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، جو میں دیکھ رہا ہوں، کیا تم دیکھ رہے ہو، عرض کیا گیا نہیں، فرمایا، میں تمہارے گھروں پر فتنوں کی بارش دیکھ رہا ہوں۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ کتاب الفتن)

☆......حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور پرُ نور ﷺ نے اپنی نگاہِ رحمت آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا، یہی وقت ہے جب لوگوں سے علم چھین لیا جائے گا، حتیٰ کہ اس پر بالکل قابو نہ پاسکیں گے۔ (رواہ الترمذی، مشکوٰہ باب العلم)

☆......حضور ﷺ کے تمام مشاہدات ثابت کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم کے ساتھ ساری کائنات کو دیکھ رہے ہیں۔ یہ سائنس کا زمانہ ہے، اب تو ایسے ایسے ریڈار سسٹم بن چکے ہیں جن سے امریکہ اور ترقی یافتہ ممالک دوسروں ملکوں کے خفیہ رازوں کو جان رہے ہیں، مشینوں کے ذریعے زمین اور خلائی اسرار کا علم حاصل کیا جارہا ہے،

سکرینوں پر مافی الارحام کے علم ظاہر ہورہے ہیں۔ آلات کی وجہ سے موسموں کے تغیر و تبدل اور چاند سورج کے گرہن کی پیش گوئیاں کی جارہی ہیں، موبائل فون، فیکس، انٹر نیٹ اور خلائی اسٹیشن کی ایجادات نے ہزاروں میل پر پھیلی ہوئی زمین کو ''گلوبل ولیج'' بنا کر رکھ دیا ہے، منکرین شان مصطفٰے اور مانعین مقام اولیا کی فکر نارسا پر حیرت ہوتی ہے کہ تم لوگ موبائل کے ذریعے امریکہ جیسے دور دراز ملک کے باشندے کی ادنیٰ سے سرگوشی سن سکتے ہو، تو جس محبوب اقدس ﷺ کے گوش مبارک میں نبوت ورسالت کا نور ہے، کیا وہ تمہارا درود وسلام نہیں سن سکتا، تم دوربینوں اور خوردبینوں سے ہزاروں لاکھوں میل دور سیاروں کا مطالعہ کر سکتے ہو تو جس کی نظر کرم میں الوہیت کے جلوے بسے ہوئے ہیں، کیا وہ گنبد خضری سے تمھیں نہیں دیکھ سکتا۔ کلمہ پڑھ کر رسول مکرم ﷺ کی اس قدر دشمنی، تمہارے دعویٰ ایمانی کے تقاضوں کے سراسر خلاف ہے۔

☆...... ملک الموت ساری کائنات کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح سامنے پڑی پلیٹ کو دیکھا جاتا ہے، بلکہ قرآن پاک نے تو کہا ہے کہ شیطان اور اس کا قبیلہ تمھیں دیکھ رہے ہیں، ان سب کے مشاہدات پر کوئی تعجب بھی نہیں ہوتا، لیکن حضور اقدس ﷺ کے مشاہدات پر انکار ہوتا ہے۔

☆...... سرکار مدینہ ﷺ کی تو کوئی مثال نہیں، آپ کا کلمہ پڑھ کر وفا کا حق ادا کرنے والے اولیاء کرام فرماتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے سارے شہروں کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح ہاتھ پر رائی کے دانے کو دیکھتے ہیں، (قصیدہ غوثیہ) حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ فرماتے ہیں، حضرت عزیزاں علیہ الرحمہ نے فرمایا اس گروہ اولیاء کے سامنے ساری زمین دسترخوان کی طرح ہے، وما میگویم چوں روئے ناخن است، ہیچ

چیز از نظر ایشاں غائب نیست، مگر ہم کہتے ہیں ناخن کی طرح ہوتی ہے، کوئی چیز ان سے غائب نہیں ہوتی۔ (نفحات الانس، فارسی ص ۳۴۸)

☆...... حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ نے اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمہ کا فرمان لکھا ہے۔

"ایک دن عصر کے وقت میں مراقبہ میں تھا، غیب کی کیفیت طاری ہوگئی، میرے لئے اس وقت کو چالیس ہزار سال کے برابر وسیع کر دیا گیا، اور اس مدت میں آغاز آفرینش سے روز قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار کو مجھ پر ظاہر کر دیا گیا" (انفاس العارفین ص ۶۷)

☆...... حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، "اطلاع بر لوح محفوظ و دیدن نقوش نیز از بعضے اولیاء بتواتر منقول است، یعنی لوح محفوظ پر مطلع ہونا اور اس کے نقوش کو دیکھنا بھی بعض اولیاء سے بتواتر منقول ہے" (تفسیر فتح العزیز سورۃ الجن)

لوح محفوظ است پیش اولیاء

...... عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں ......

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

☆...... "ایک شخص میدان عرفات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا، اچانک وہ اپنی اونٹنی سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، دو کپڑوں میں کفن دو، خوشبو لگاؤ نہ سر ڈھکو، کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

اس کو اس حالت میں اٹھائے گا کہ یہ لبیک پکار رہا ہوگا،

(مسلم کتاب الحج)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن بھی بندوں کو دوزخ سے آزاد نہیں فرماتا، اللہ تعالیٰ (اپنے بندوں سے) قریب ہوتا ہے۔ اور فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتا ہے، اور فرماتا ہے، ﴿ماارادھو لاء﴾ ان لوگوں کا کیا ارادہ ہے، (مسلم کتاب الحج)

☆......حضرت سفیان بن زہیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب ملک شام فتح ہوگا، ایک قوم اپنے اہل و عیال کو لے کر اونٹ ہنکاتے ہوئے مدینہ طیبہ سے چلی جائے گی، حالانکہ مدینہ طیبہ ہی ان کیلئے بہتر ہے، کاش وہ جانتے، پھر جب ملک یمن فتح ہوگا، ایک قوم اپنے اہل و عیال کو لے کر اونٹ ہنکاتے ہوئے مدینہ طیبہ سے چلی جائے گی، حالانکہ مدینہ طیبہ ہی ان کیلئے بہتر ہے، کاش وہ جانتے، پھر ملک عراق فتح ہوگا تو ایک قوم اپنے اہل و عیال کو لے کر اونٹ ہنکاتے ہوئے مدینہ طیبہ سے چلی جائے گی، حالانکہ مدینہ طیبہ ہی ان کیلئے بہتر ہے، کاش وہ جانتے،

(مسلم، کتاب الحج)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

مدینہ کے خیر و بہتر ہونے کے باوجود لوگ اسے، درندوں اور پرندوں کے لئے چھوڑ دیں گے، کچھ عرصے کے بعد قبیلہ مزنیہ کے دو چرواہے مدین پہنچنے کے ارادے سے اپنی بکریوں کو ہانکتے ہوئے آئیں گے اور مدینہ میں وحشی جانور دیکھیں گے، جب ثنیۃ الوداع کے پاس پہنچیں گے تو منہ کے بل گر پڑیں گے، (مسلم، کتاب الحج)

☆......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

میں ایک جمعہ کی رات مسجد میں تھا، ایک انصاری نے آکر کہا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ اجنبی مرد کو دیکھے تو کیا کرے۔ اگر وہ یہ بات کہے تو اسے (قذف کے) کوڑے لگاؤ گے، اور اگر وہ اسے قتل کر دے تو تم اسے (قصاص میں) قتل کر دو گے، اگر وہ خاموش رہے تو شدید غصے میں خاموش رہے، اللہ کی قسم میں اس سوال کا جواب ضرور رسول اللہ ﷺ سے دریافت کروں گا، دوسرے دن وہ شخص حضور پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے سوال کیا، آپ ﷺ نے دعا کی۔ اے اللہ اس مسئلہ کو کھول دے، پس لعان کی آیت نازل ہوئی۔ ''جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس اس کے سوا کوئی گواہ نہیں ہے'' پھر وہ شخص خود اس مسئلہ سے دو چار ہو گیا، اور رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی بیوی کو لے کر آیا۔ اور دونوں نے لعان کیا۔ مرد نے چار مرتبہ گواہی دی کہ اللہ کی قسم وہ سچوں میں سے ہے

اور پانچویں مرتبہ کہا کہ اگر وہ جھوٹ ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو، پھر عورت نے لعان کیا اگر وہ جھوٹی ہے تو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ٹھہر جا، وہ عورت نہ مانی، اور اس نے لعان کیا، جب وہ دونوں چلے گئے تو آپ نے فرمایا ﴿لعلها ان تجیء به اسود جعدا، فجاءت به اسود جعدا﴾ اس کے ہاں ضرور سیاہ رنگ، گھنگر یالے بالوں والا بچہ پیدا ہوگا، تو اس کے ہاں واقعی سیاہ رنگ، گھنگریالے بالوں والا بچہ پیدا ہوا۔ (مسلم، کتاب اللعان)

﴿......اشارات......﴾

☆......ان احادیث مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم مطلوب اعظم ﷺ کو ایسا وصف عظیم عطا فرمایا، جس کی وجہ سے آپ پر اسرار غیب اور علوم لاریب منکشف ہو جاتے، اگر طبیب حاذِق نبض دیکھ کر مریض کے تمام اندرونی امراض کو معلوم کر لیتا ہے اور سب اس کے اندازے کو درست سمجھ کر علاج کرواتے ہیں، تو نبی تو وہ ہستی ہے جس کی ہر بات یقین کامل سے لبریز ہوتی ہے، کیا وہ آنے والے کی پیشانی دیکھ کر اس کے ماضی، حال اور استقبال کی خبر نہیں دے سکتا۔

☆......حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے، میں تمھیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں بچاتے ہو۔ (القرآن)

☆......حضرت امام عبدالرزاق بن ہمام جو حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ گرامی تھے، نے ایک حدیث بیان کی ہے، ایک انصاری اور ایک ثقفی حضور ﷺ کی بارگاہ

میں آئے۔ آپ نے فرمایا اے ثقفی اپنی حاجت بیان کرو، اور اگر تم چاہو تو میں بیان کردوں کہ تمہارا کیا سوال ہے، آپ نے فرمایا تم، نماز، رکوع، سجود اور روزوں کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو، اور ان چیزوں کا ثواب جاننا چاہتے ہو، اس نے کہا ہاں، اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، آپ نے سوال کا تفصیلی جواب دیا، پھر انصاری سے پوچھا، اے انصاری تم اپنی حاجت بیان کرو، اگر تم چاہو تو میں خود بیان کردوں، اس نے کہا، آپ خود بیان کردیں تو بہتر ہے، آپ نے فرمایا، تم وقوف عرفہ کا طریقہ اور اس کا ثواب پوچھنا چاہتے ہو، اس نے کہا ہاں، خدا تعالیٰ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، آپ نے اسے بھی تفصیلی جواب دیا، (المصنف جلد ۵ ص ۱۲)

☆...... حضور پر نور ﷺ اپنی بے پناہ خداداد قوتوں سے غلاموں کے خشوع و خضوع، دلوں کے اسرار اور ضمیروں میں جنم لینے والے خیالات کو جانتے ہیں۔ مسلم شریف میں حدیث ہے کہ، ﴿فواللہ انی لا راکم من ورا ظھری﴾ اللہ تعالیٰ کی قسم میں تمھیں اپنی بشت مبارک کی طرف سے بھی دیکھتا ہوں، (جلد ا ص ۱۸۰)۔

روئے آئینۂ علم پشت حضور
پشتی قصر ملت پہ لاکھوں سلام

☆...... فتجلیٰ لی کل شیي کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں پس ظاہر شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را، (اشعۃ اللمعات)

☆...... حضرت علی قاری قدس سرہٗ نے فرمایا، حضرت امام ابن حجر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کیلئے ساتوں آسمانوں اور ان کے اوپر کے جہان، ساتوں زمینوں اور ان کے نیچے کے جہان کا علم عطا فرمایا، جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو زمینوں

اورآسمانوں کے ملک دکھائے ﴿فتح علی ابواب الغیوب﴾ ، گویا حضور فرماتے ہیں مجھ پر بھی غیوب کے دروازے کھول دیئے (مرقاۃ جلد ا ص ۴۶۳)

☆......مذکورہ بالا احادیث منورہ میں مستقبل کی اطلاعات واخبار سے امت کو آگاہ فرمایا گیا ہے۔تاریخ اسلام شاہد ہے کہ حضور ﷺ کا ایک ایک فرمان سچ ثابت ہوا، جب شام ویمن،عراق وایران،مصروہند جیسے ممالک کو مسخر کیا گیا تو مسلمان مدینہ طیبہ کر چھوڑ کوان ممالک میں آباد ہو گئے۔

☆......مدینہ طیبہ میں درندے اور پرندے رہیں گے ، یا مدینہ طیبہ میں وحشی جانور دیکھیں گے،شرح مسلم شریف میں حضرت امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں،''یہ قرب قیامت کا واقعہ ہے،اس کی توضیح دومزنی چرواہوں سے ہوتی ہے جو قیامت آنے پر منہ کے بل گر پڑیں گے'' یہ فرمان بھی پورا ہورہا ہے،مدینہ طیبہ کی مقدس فضاؤں میں ایسے ایسے درندے پرورش پارہے ہیں جن کی نظر میں تعظیم مصطفےٰ ﷺ کا کوئی تصور نہیں۔ اگر کوئی مسلمان سرکار مدینہ ﷺ کے روضہ اقدس کی طرف منہ کر کے دعا مانگ لے، آپ کی بارگاہ میں فریاد کرلے تو اسے قتل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔اس سے بڑی درندگی ، وحشت اور مذہبی دہشت گردی اور کیا ہوگی کہ جس محبوب کے صدقے ہر نعمت ورافت نصیب ہوئی،اس کے ادب واحترام کو شرک وکفر سمجھا جائے،جس محبوب نے خدا تعالیٰ کی وحدنیت کا تعارف کرایا،اسی کے کمالات کے انکار کو توحید کی معراج تصور کیا جائے۔

''منکر'' مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا، پھر تجھ کو کیا

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

☆......اس کے ہاں سیاہ رنگ، گھنگریالے بالوں والا بچہ پیدا ہوگا، کیا اس جملے سے حضور اقدس ﷺ کے ﴿علم ما فی الارحام﴾ (رحموں کے علم) کا ثبوت نہیں مل رہا۔ یہ رحموں کا علم کیا لوح و قلم کے علوم سے باہر ہے، قرآن پاک میں ہے، ﴿ما بین غائبۃٍ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین﴾ آسمانوں اور زمینوں کے تمام غیب اس روشن کتاب میں ہیں، (سورۃ النمل)

حضرت امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ﴿ای جملۃ غائبۃ من مکتوم سرو خفی امرٍ و شیی غائب (فی السماءِ والارض الا فی کتاب مبین) یعنی فی اللوح المحفوظ﴾ جتنے چھپے ہوئے راز، مخفی امر اور غائب چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں، وہ روشن کتاب یعنی لوح محفوظ میں مرقوم ہیں، (تفسیر خازن جلد ۵) قرآن پاک میں ہے، ﴿کل صغیرو کبیر مستطر﴾ ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے (سورۃ القمر) مشکوٰۃ باب الایمان والقدر میں ہے ''اللہ تعالیٰ نے قلم قدرت کو پیدا فرمایا اور کہا لکھ، اس نے کہا کیا لکھوں، فرمایا تقدیر کو لکھ ﴿فکتب ما کان وما ھو کائن الی الابد﴾ اس نے جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ ہمیشہ ہونے والا ہے، سب لکھ دیا، اب قرآن وحدیث کے دلائل موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے ان غیوب واسرار پر مقرب فرشتے اور خود لوح و قلم جیسی عظیم مخلوق آگاہ ہے۔ کیا یہاں کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا، حضرت عزرائیل کو علم دیا گیا کہ کس نے کہاں اور کس حالت میں مرنا ہے، حضرت اسرافیل کو علم دیا جائے گا کہ کب قیامت کا صور پھونکنا ہے، حضرت میکائیل

کو علم دیا گیا کہ کب بارش برسانی ہے، کس کو کتنا رزق عطا کرنا ہے، کس سے کتنا رزق چھیننا ہے، قلم قدرت کو علم دیا گیا تو اس نے ایک ذرے سے لے کر عرش اعظم تک ہر چیز کی تفصیل لکھ ڈالی، فرشتوں کو علم دیا گیا کہ رحموں میں کیسی کیسی صورتیں تیار کرنی ہیں، کبھی کسی مناظر نے انگشت اعتراض نہ اٹھائی کہ مولا یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک طرف تو ارشاد فرما رہا ہے کہ ﴿ وعندہٗ مفاتیح الغیب لا یعلمها الا هو ﴾ اور اسی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں، اس کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا، اور دوسری طرف اپنے مقرب فرشتوں کو اور لوح و قلم کو حتیٰ کہ جنت کی حوروں کو بتا دیا کہ کل کیا ہوگا، صرف نبی اکرم رسول معظم ﷺ کے علوم و معارف پر انگشت اعتراض اٹھائی جاتی ہے۔ آپ کو علم ہوتا تو یہ ہو جاتا، وہ ہو جاتا، خدارا ذرا انصاف کیا جائے، یہ فرشتے، یہ حوریں، یہ لوح و قلم سب عظیم و حسین مخلوقات ہیں، لیکن کیا رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات سے زیادہ عظیم و حسین ہیں؟ کیا خدا تعالیٰ کے بعد سب سے بزرگ ترین ہستی حضور تاجدار لولاک لما ﷺ کی نہیں؟ جو جواب فرشتوں کے بارے میں ہوگا، وہی جواب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ہوگا، علم غیب ذاتی، استقلالی اور ازلی و ابدی طور پر وہی عالم الغیب جانتا ہے، اپنے فضل سے جسے چاہے اور جتنا چاہے علم غیب عطا فرما دے ﴿ ولا یحیطون بشیء من علمه الا بما شاء ﴾ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں سے کسی شے کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر اس کے چاہنے سے احاطہ کر سکتے ہیں، تفسیر عرائس البیان میں ہے۔

"امام جریدی نے فرمایا کہ غیب کی چابیوں کو کوئی نہیں جانتا، مگر اللہ تعالیٰ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ خود اطلاع فرما دے، وہ صفی اللہ ہو، خلیل اللہ ہو، حبیب اللہ ہو، اس آیت کا یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے سے پہلے کوئی نہیں جان سکتا"

یہی بات مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھی ہے۔

''غیب کے خزانے کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے، اس نے کسی کے ہاتھ میں نہیں دی، اور کوئی اس کا خزانچی نہیں، مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا چاہے جس کو بخش دے، اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا، (تقویۃ الایمان ص ۲۴)

☆......ان حقائق قرآن اور دلائل حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے محبوبان پاک کو بالخصوص محبوب اعظم ﷺ کو علم غیب اور اطلاع غیب اور خبر غیب حاصل ہے، مولوی اسماعیل دہلوی صاحب بھی اعتراف کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہئے غیب کا قفل کھول دے، تو پھر اس قسم کی آیات کو حضور ﷺ کے عطائی غیب کی تردید اور انکار پر بطور دلیل پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

☆......لوح محفوظ میں ہر چیز کا علم غیب اور علم شہادت درج ہے، اور لوح محفوظ میرے نبی اکرم ﷺ کے علوم و معارف کا ایک حصہ ہے، بقول امام بوصیری ۔

فان من جودك الدنيا و ضرتها

و من علومك علم اللوح و القلم

حضرت امام علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''علم لوح و قلم کا حضور ﷺ کے علوم کا ایک حصہ ہونے کا یہ معنیٰ ہے کہ آپ کے علوم بہت اقسام پر مبنی ہیں، علوم کلی، علوم جزوی، حقائق، معارف، جن کا تعلق ذات و صفات کے ساتھ ہے، لہٰذا لوح و قلم کے جملہ علوم، حضور ﷺ کے علوم کی سطروں میں ایک سطر ہے، اور ان کے دریاؤں کی ایک نہر ہے، کیونکہ لوح و قلم بھی تو آپ کے وجود کی برکت سے ہی معرض وجود میں آئے تھے،

(حل العقیدہ شرح القصیدہ)

معدن اسرار علام الغیوب

برزخ بحرین امکان و وجوب

ہم چناں آنراز دان جز و کل

گرد پائش، سرمہ چشم رسل

☆...... جہاں تک ﴿علم ما فی الارحام﴾ کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ علم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دے کر بھیجا اور انہوں نے حضرت سیدی مریم رضی اللہ عنہا کو حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری سنائی، ﴿لا دھب لك غلاما زکیا﴾ (سورۃ مریم)

اسی طرح چند فرشتوں کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا جنھوں نے انہیں حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت سنائی، ﴿وبشروہ بغلم علیم﴾ (سورۃ الذریات)

اس حدیث پاک کے اس جملے کہ "اس کے ہاں سیاہ رنگ، گھنگھریالے بالوں والا بچہ ہوگا" سے حضور سید المرسلین ﷺ کا عطائی علم ما فی الارحام ثابت ہوتا ہے، پھر یاد رکھیں، اللہ تعالیٰ نے جو علم و فضل بھی اپنے محبوب ترین رسول کو عطا فرمایا وہ چھین لینے کیلئے نہیں، ہمیشہ کیلئے عطا فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اور بھی متعدد مواقع پر اس علم مبارک کا اظہار فرمایا مثلاً۔

☆...... حضور پرنور ﷺ نے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بشارت سنائی، ﴿تلد فاطمة ان شاء الله غلاماً یکون فی حجرك فولدت فاطمة الحسین﴾ (مشکوٰۃ باب المناقب)

☆...... ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ایک لخت جگر فوت ہو گیا، انہوں نے کمال ضبط کا مظاہرہ کیا،

حضور ﷺ نے ان کو بشارت سنائی، اللہ تعالیٰ تمہاری گزری ہوئی رات میں برکت عطا کرے۔ پس وہ حاملہ ہو گئیں، (مسلم کتاب الفضائل)۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ کو باذن اللہ ان کی گزری ہوئی رات کا علم تھا، جبھی تو برکت کی خبر عطا فرمائی۔ چنانچہ آپ کی، اس خبر برکت سے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک بیٹا جنم دیا۔

☆...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی خبر دی کیونکہ ان کی کی بیوی بنت خارجہ رضی اللہ عنہا حاملہ تھیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۶۱)

☆...... ایک اعرابی نے حضور ﷺ سے پوچھا، میری اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے، حضرت سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایسی بات رسول اللہ سے کیوں پوچھتے ہو، میں بتاتا ہوں کہ، اس کے پیٹ میں تیری غلط حرکت کا نتیجہ ہے۔ (حیوۃ الحیوان از امام کمال الدین)

☆...... اولیاء کرام کے حوالے سے تو ایسے مستند اور متعدد واقعات منقول ہیں۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ نے گائے کو دیکھ کر بتا دیا کہ اس کے پیٹ میں کس رنگ کا بچہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی بشارت، عظیم المرتبت صوفیہ نے عطا فرمائی۔ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی بشارت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمہ نے اپنے مزار اقدس پر آنے والے حضرت شیخ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمہ کو عطا فرمائی، حضرت شیخ ابن حجر علیہ الرحمہ کی بشارت ان کے والد گرامی کو، ان کے شیخ کامل نے عطا فرمائی۔ پھر سب سے عجیب بات، جو لوگ نہیں مانتے، ان کے پیر و مرشد مولانا اشرف علی تھانوی کی خبر ایک مجذوب مرتضٰی نے عطا فرمائی۔ اور خود مولانا تھانوی صاحب اس خبر کو فخریہ بیان کیا کرتے تھے۔ (اشرف السوانح)

اللہ اللہ، اپنی ''شانِ علم'' کا یہ عالم اور جس کے صدقے کون و مکاں وجود میں آئے، اس کیلئے حدود و قیود کا اہتمام، اس موضوع پر مولانا ارشد القادری صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب ''زلزلہ'' اور ''زیروزبر'' کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

...... یہودی نے علم مصطفیٰ کا امتحان لیا ......

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

''میں رسول اللہ ﷺ کے قریب کھڑا تھا کہ ایک یہودی عالم حضور پرنور ﷺ کے پاس آیا اور کہا السلام علیک یا محمد، میں نے اسے زور سے دھکا دیا تو وہ گرتے گرتے بچا، کہنے لگا تو نے مجھے کیوں گرایا۔ میں نے کہا تو نے ''یارسول اللہ'' کیوں نہیں کہا، وہ کہنے لگا، ہم ان کو اسی نام سے بلاتے ہیں جو ان کے اہل خانہ نے رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا، میرے اہل خانہ نے میرا نام محمد ہی رکھا ہے۔

یہودی عالم نے کہا، میں آپ سے کچھ سوال پوچھنے آیا ہوں، آپ نے فرمایا اگر میں تمھیں بتادوں تو کیا تمہیں فائدہ پہنچے گا، اس نے کہا، میں غور سے آپ کی بات سنوں گا، آپ ایک تنکے سے زمین کرید رہے تھے، آپ نے فرمایا پوچھو، یہودی نے سوال کیا ''جب زمین و آسمان بدل چکے ہوں گے، تو لوگ کہاں ہوں گے، آپ نے فرمایا ''اندھیرے میں پل صراط کے قریب ہوں گے'' اس نے پوچھا پل صراط سے پہلے کون گزرے گا، آپ نے فرمایا '' فقرا

مہاجرین" اس نے پوچھا وہ جنت میں جائیں گے تو ان کو پہلے کیا کھلایا جائے گا، آپ نے فرمایا مچھلی کی کلیجی کا ٹکڑا، اس نے پوچھا، اس کے بعد انہیں کیا کھلایا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا" ان کے لیے جنت کا بیل ذبح کیا جائے گا جو جنت کے اطراف میں چرا کرتا تھا" اس نے پوچھا اس کے بعد انہیں کیا پلایا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا" چشمہ سلسبیل کا پانی" اس یہودی عالم نے کہا" آپ ﷺ نے سچ فرمایا مگر میں آپ سے وہ سوال کرنے آیا ہوں جس کو ساری زمین پر نبی کے علاوہ ایک یا دو آدمی جانتے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا" اگر میں تمہیں وہ بات بتادوں تو کیا تمہیں فائدہ پہنچے گا" اس نے کہا" میں آپ کی بات غور سے سنوں گا" پھر اس نے پوچھا" بچہ کس طرح پیدا ہوتا ہے" آپ ﷺ نے فرمایا "مرد کا پانی سفید اور عورت کا پانی زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ دونوں پانی جمع ہو جائیں تو اگر مرد کی منی عورت کی منی پر غالب آجائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بچہ پیدا ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی مرد کی منی پر غالب آجائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بچی پیدا ہوتی ہے"۔ یہودی عالم نے کہا ﴿لقد صدقت وانك لنبی﴾ (آپ نے سچ فرمایا، آپ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں) پس وہ چلا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" اس نے جن چیزوں کے بارے میں سوال کیا، مجھے ان کی جانب علم (توجہ) نہیں تھا، جہاں تک کہ

اللہ تعالیٰ نے مجھے متوجہ فرمادیا"۔(مسلم،کتاب الحیض)

﴿......اشارات......﴾

☆......اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اقدس ﷺ کو غیبی اسرار وعلوم سے آشنا کیا ہے۔

☆......حضور انور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہزاروں سال بعد ہونے والے واقعات کو بیان کر دیا اور یہودی عالم نے اس کی تصدیق کر دی، افسوس ہے ان "کلمہ پڑھنے" والوں پر جو عطائے خداوندی کو بھی دل سے تسلیم نہیں کرتے۔

☆......حضور ﷺ کا علم مبارک تدریجی ہے، آپ اول الخلق ہیں، جب آپ کو بنایا گیا تو نبوت ورسالت سے بھی مشرف فرمایا گیا، جیسا کہ حدیث ترمذی میں ہے ﴿کنت نبیاً و ادم بین الروح و الجسد﴾ ، میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ پھر ہمیشہ اللہ تعالیٰ آپ کو علم وفضل کے خزانے عطا فرماتا رہا۔ قرآن پاک بھی انہیں خزانوں کا امین بن کر نازل ہوا۔ قرآن پاک کی ہر آیت علم وفضل کا ایک خزانہ ہے۔ نزول قرآن مکمل ہوا تو تو علم مصطفےٰ بھی تدریجی منزلوں کو طے کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ گیا کہ بارہا زبان گوہر بار سے نکلا، پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو، میں تمہیں ہر چیز کا علم بتانے کے لئے تیار ہوں،

ایسا امی کس لئے منت کش استاذ ہو
کیا کفایت اس کو اقرا ربک الاکرم نہیں

غنچے ما اوحی کے جو چٹکے دنا کے باغ میں

بلبل سدرہ تک ان کی بو سے بھی محرم نہیں

☆......انسان کی پیدائش کا ابتدائی مرحلہ، جسے روئے زمین کے دانا و بینا انسان بھی نہیں جان سکے، وہ مرحلہ نبی کی نگاہ نبوت سے آشکار ہوا،، اسی لئے یہودی عالم نے کہا ﴿انک لنبی﴾ آپ واقعی نبی ہیں، کیونکہ نبی کہتے ہی اسے ہیں جو مقام رفیع پر فائز ہو کر غیب وشہود کے رازوں کو جانتا ہے ﴿النبوۃ ھی اطلاع الغیب﴾ نبوت اطلاع غیب کا ہی تو نام ہے۔ (مفردات راغب) بلکہ قرآن پاک میں ہے ﴿تلک انباء الغیب نوحی الیک﴾ یہ غیب کی باتیں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں، مختصراً کہہ لیں اللہ تعالی نے جو کچھ بھی بنایا ہے، اپنے محبوب کو دکھایا ہے، بلکہ محبوب کے لئے ہی بنایا ہے۔

ظاہر و باطن، اول و آخر، زیب فروع و زین اصول

باغ رسالت میں ہے تو ہی گل، غنچہ، جڑ، پتی، شاخ

☆......صحابہ کرام کے دل میں حضور پر نور ﷺ کا کس قدر احترام تھا۔ یہودی عالم نے اس بے باکانہ انداز سے مخاطب کیا تو صحابی کی غیرت عشق رسول نے گوارا نہ کیا۔ اس کو، اسکے علم و فضل سمیت دھکا دے کر پیچھے ہٹا دیا اور فرمایا تو نے ''یا رسول اللہ''، کیوں نہیں کہا۔ معلوم ہوا حضور ﷺ کو یا رسول اللہ کہہ کر بلانا اور پکارنا صحابہ کرام کی محبت افروز عادت تھی۔

﴿......چرواہا، جہنم سے آزاد ہو گیا......﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ

طلوع فجر کے وقت حملہ فرماتے اور کان لگا کر اذان سنتے، اگر اذان کی آواز آتی تو حملہ نہ کرتے، ورنہ حملہ کر دیتے۔ آپ نے ایک آدمی کو پکارتے سنا، ﴿اللہ اکبر، اللہ اکبر﴾ آپ نے فرمایا یہ فطرت پر ہے۔ پھر اس نے کہا ﴿اشھد ان لا الہ الااللہ، اشھد ان لا الہ الا اللہ﴾ آپ نے فرمایا ﴿خرجت من النار﴾، تو دوزخ سے آزاد ہو گیا، صحابہ کرام نے اس شخص کو دیکھا تو وہ ایک چرواہا تھا،

(مسلم، کتاب الصلوۃ)

﴿......اشارات......﴾

☆......اس حدیث مبارک میں توحید باری کو ماننے اور اس کا اعلان کرنے کا اجر و ثواب بتایا گیا ہے۔

☆......حضور سراپا نور ﷺ کو لوگوں کے انجام کی خبر ہے۔ اس لئے تو فرمایا ﴿خرجت من النار﴾ تو دوزخ سے آزاد ہو گیا۔

☆......اذان کی عظمت وجلالت بالکل روشن ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی کبریائی کو تسلیم کرنا اندان کی فطرت کا اولین تقاضا ہے، اسی لئے زبان نبوت نے ارشاد فرمایا ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے'' یہی وجہ ہے کہ انسان کو حقیقی سکون اس وقت ہی میسر آتا ہے، جب وہ اپنے فطری تقاضے یعنی ایمان باللہ سے سرشار ہوتا ہے۔ اپنے مالک ورازق سے بغاوت کر کے اسے عالی شان محلات میں بھی راحت نصیب نہیں ہو سکتی۔

☆......بخشش کا دارومدار رحمت خداوندی پر ہے۔ رحمت یہ نہیں دیکھتی کہ پکارنے والا

کون ہے، کوئی بادشاہ نہ پکارے تو برباد ہو جائے، کوئی بے نوا پکارے تو دوزخ سے آزاد ہو جائے۔

☆......صبح سویرے کسی کار خیر کا آغاز کرنا باعث برکت اور موجب رحمت ہے۔ افسوس، ہماری قوم نے رسول اللہ ﷺ کی اس سنت مبارکہ کو بھی فراموش کر دیا۔ شہروں میں لوگ راتوں کو جاگتے ہیں، ٹی وی کے فحش پروگراموں، ایمان کو غارت کرنے والی فلموں سے اپنے دل و نگاہ کو آلودہ کرتے ہیں اور جب صبح کا سہانا وقت شروع ہوتا ہے، نیند سے بوجھل ہو کر وقت کی بے رحم آغوش میں گر جاتے ہیں، صبح کی نماز اور قرآن کی تلاوت کا شعور مردہ ہوتا جا رہا ہے۔

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے، ہاں نیند تمہیں پیاری ہے
طبع آزاد پہ قید رمضان بھاری ہے
تمہیں کہہ دو، یہی آئین وفا داری ہے
قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں تم بھی نہیں
جذب باہم جو نہیں، محفل انجم بھی نہیں

......دل کا حال جان لیا......

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ میں مسجد میں تھا، ایک آدمی آکر نماز پڑھنے لگا۔ اور نماز میں قرآن پاک کی ایسی قرات کی جو غیر مانوس تھی۔ پھر دوسرا شخص آیا تو اس نے ایک اور

طرح سے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ جب ہم لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، میں نے عرض کی اس شخص نے غیر مانوس قرات کی اور دوسرے شخص نے بھی ایک اور طرح سے قرات کی۔ آپ نے ان دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا، انہوں نے پڑھ کر سنایا تو آپ نے دونوں کو درست قرار دیا۔ جس سے میرے دل میں تکذیب پیدا ہوئی، جو دور جہالت میں بھی نہیں تھی، ﴿فلما رای رسول اللہ ﷺ ما قد غشینی ضرب فی صدری﴾ پس آپ نے میرے اس حال کو ملاحظہ فرمایا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا، جس سے میں شرابور ہو گیا اب ایسے تھا جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں، پھر آپ نے فرمایا، اے ابی! پہلے مجھے یہی حکم ملا کہ میں قرآن پاک کو ایک حرف (لغت) پر پڑھوں، میں نے عرض کی، میری امت پر آسانی فرمائی جائے۔ پھر مجھے دو حرفوں پر پڑھنے کا حکم ملا تو بھی میں نے عرض کی، میری امت پر آسانی فرمائی جائے، پھر مجھے تیسری مرتبہ سات حرفوں پر پڑھنے کا حکم ملا اور فرمایا تم نے جتنی بار امت کی آسانی کے لئے دعا کی ہے اتنی بار کے عوض ایک (اور) دعا مانگ لو، میں نے عرض کی ﴿اللھم اغفر لامتی اللھم اغفر لامتی﴾ اے اللہ! میری امت کو بخش دے، اے اللہ! میری امت کو بخش دے، ﴿واخرت الثالثۃ لیوم یرغب الی الخلق کلھم حتی ابراھیم علیہ

الصلوٰۃ والسلام﴾ اور میں نے تیسری بار کی دعا اس دن کے لئے

بچالی، جس دن ساری مخلوق میری طرف متوجہ ہوگی، جہاں تک کہ

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی (میری طرف متوجہ ہوں گئے)

(مسلم، کتاب فضائل القرآن)

﴿......اشارات......﴾

☆......علما کرام کے نزدیک قرآن پاک کو تسہیل کی وجہ سے سات حرفوں (لغتوں) پر نازل کیا گیا۔

☆......حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "یہ اجازت ابتدا میں تھی، جب اسلام پھیل گیا تو اسکی ضرورت نہ رہی۔ پھر قرآن پاک کو ایک ہی لغت میں منحصر کر دیا گیا جو قریش کی لغت ہے۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسی لغت پر قرآن پاک جمع کر کے عام کیا"

☆......اسی پر تمام صحابہ کرام، تابعین عظام علماء فخام اور تمام امت مرحومہ کے خواص و عوام کا اجماع ہے۔

☆......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے دل میں گزرنے والے شدید وسوسے کو حضور پرنور ﷺ نے اپنے خداداد علم و فراست کے ساتھ جان لیا اور ان کے ایمان کی دولت کو بچانے کیلئے خصوصی تصرف بھی استعمال فرمایا، معلوم ہوا کہ لوگوں کے دل بھی نگاہِ مصطفٰی کے سامنے عیاں ہیں اور ان کی اندرونی کائنات پر بھی دست مصطفٰی کی حکومت جاری و ساری ہے۔

☆......حضرت امام قسطلانی رحمہ اللہ ارقام فرماتے ہیں "حضور اقدس ﷺ کی حیات و وفات میں کوئی فرق نہیں، اس لئے کہ آپ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کی حالتوں اور نیتوں، ارادوں اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں، یہ سب امور ان پر روشن ہیں، پوشیدہ نہیں" (مواہب لدنیہ جلد۲ص ۳۸۷)

☆......اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اقدس ﷺ کی رضا چاہتا ہے۔ اسی لئے آپ کی امت کیلئے آسانیاں پیدا فرما دیتا ہے۔

☆......حضور پرنور ﷺ اپنی امت پر بہت زیادہ مہربان ہیں۔ امت کی ذرا سی تکلیف بھی آپ کو گوارا نہیں، آپ ہمہ وقت امت کی مغفرت کیلئے دست بدعا رہتے ہیں۔

☆...... قیامت کے دن حضور پرنور ﷺ کی دعا سے تمام اہل ایمان کا بیڑا پار ہوگا۔

☆......قیامت کے دن سب مخلوق آپ کا چہرہ انور دیکھ رہی ہوگی، جہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسے مقرب بارگاہ کو بھی آپ کی توجہ درکار ہے۔

ہے خلیل اللہ کو بھی حاجت رسول اللہ کی

☆......حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کیا خوب فرماتے ہیں "دراں روز ظاہر گردد وے ﷺ محبوب الٰہی و سرور کائنات و مہر فیوض نامتناہی اوست جل وعلا و خلیفہ رب العلمین و نائب مالک یوم الدین است، روز روزِ اوست و حکم۔ حکم او بحکم رب العلمین" (مدارج النبوۃ جلد۱ص ۶۲۸)

☆......حضرت امام فاسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ﴿الناس یحشرون الیہ ﷺ من کل مکان﴾ یعنی تمام لوگ قیامت کے دن ہر طرف سے حضور پرنور ﷺ کی طرف بلائے جائیں گے، اور وہ سب کے سب آپ کے سایہ عاطفت میں پناہ حاصل

کریں گے، اور وہ حضور ﷺ سے التجا کریں گے، سلطان، زمین پر اللہ تعالیٰ کا ظل ہے تو حضور اس دن کے سلطان ہیں، ساری مخلوق یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی آپ کی طرف رغبت کریں گے۔ (مطالع المسرات ص ۸۷)

☆...... حضرت امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے ﴿انا سید الناس﴾ (میں تمام انسانوں کا سردار ہوں) کا ترجمہ کیا ہے، ﴿انا الفائق المفزوع الیه فی الشدائد﴾ یعنی میں وہ فائق ہوں جس کی طرف مصیبتوں میں آہ و فریاد کی جاتی ہے، (زرقانی جلد ۸ ص ۳۷۰)

☆...... قیامت سے بڑھ کر اور کونسا شدید دن ہوگا، لہذا ساری مخلوق، حضور رحمت عالم سرور عالم ﷺ کی بارگاہ میں آہ و فریاد کر رہی ہوگی۔

☆...... حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ عرض گزار ہیں۔

وصلی علیك الله یا خیر خلقه
یا خیر ماموم یا خیر واهب
یا خیر من یرجیٰ لکشف رزیة
ومن جوده قد فاق جوادا لسحائب
فاشهد ان الله رام خلقه
وانك مفتاح لکنز المواهب

یعنی اے بہترین خلق خدا، آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی رہے، آپ بہترین امید گاہ اور بہترین عطا پاش ہیں۔ کہ جس سے مصائب کے ازالے کی امید رکھی جاتی ہے اور جس کا جود و کرم بادلوں سے زیادہ برستا ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور آپ اس کی عطاوں کی کنجی ہیں،

(اطیب النغم ص ۲۲)

☆......مولوی اسماعیل دہلوی نے بھی اعتراف کیا ہے ''در حل مشکلات فہم ممتاز دارند و در سرانجام مہمات ہمت بلند پرواز، یعنی انبیاء کرام مشکلکشائی میں ممتاز فہم رکھتے ہیں اور مہمات کو انجام دینے میں بلند پرواز کے مالک ہیں (منصب امامت ص ۷)

☆......علامہ ابن قیم رقمطراز ہیں'' دنیا و آخرت کی ہر خیر و برکت آپ کی امت کو نصیب ہوئی تو آپ کے دست کرم سے نصیب ہوئی، (زاد المعاد جلد ا ص ۳۷۳)

......حضرت سعد کا مستقبل......

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حجۃ الوداع میں مجھے ایسا درد ہوا کہ میں قریب الموت ہو گیا، حضور اقدس ﷺ عیادت کیلئے تشریف لائے تو میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ درد سے میرا حال دیکھ رہے ہیں، میں مالدار آدمی ہوں، ایک لڑکی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں، کیا میں دو تہائی مال خیرات کر دوں، آپ نے فرمایا نہیں، میں نے عرض کیا، نصف مال خیرات کر دوں، آپ نے فرمایا نہیں، تہائی مال صدقہ کر دو، تہائی مال بہت ہے۔ اگر تو اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑتے تو یہ ان کو محتاج چھوڑنے سے بہتر ہے، جس سے وہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے رہیں، تو جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خرچ کرے گا، اس کا اجر ملے گا، جہاں تک کہ اس لقمے کا بھی اجر ملے گا جو تو اپنی بیوی کے منہ ڈالتا ہے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا میں اپنے دوستوں سے پیچھے رہ جاؤں گا،

آپ نے فرمایا، تو ہرگز پیچھے نہیں رہے گا، تو اللہ تعالٰی کی رضا جوئی کیلئے ایسا عمل کرے گا، جس سے تیرے درجات اور زیادہ بلند ہوں گے، ﴿ولعلك تخلف حتىٰ ينفع بك اقوام و يضر بك اخرون﴾ ورلگتا ہے تو زندہ رہے گا، جہاں تک کہ لوگ تجھ سے فائدہ حاصل کریں گے اور دوسرے لوگ (کافر) نقصان اٹھائیں گے، اے اللہ! میرے اصحاب کی ہجرت کو پورا فرما اور انہیں ایڑیوں کے بل نہ لوٹا۔ (مسلم، کتاب الوصیہ)

﴿......اشارات......﴾

☆......حضرت سعد رضی اللہ عنہ درد سے چور ہوئے تو درد آشنا بھی آ گئے، اگر حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن تابناک کو دیکھ کر زنان مصر کے زخمی ہاتھوں کی تکلیف کافور ہو سکتی ہے، تو خورشید عرب کے جلوؤں کا کیا عالم ہوگا۔

دل درد سے بسمل کی طرح لوٹ رہا ہو
سینے پہ تسلی کو ترا ہاتھ دھرا ہو

☆......اسلام نے اہل و عیال کے حقوق کا کس قدر خیال رکھا ہے، حضور رحمت کائنات، رافت موجودات ﷺ کے اس فرمان ذیشان سے اندازہ لگایئے۔ آپ کی جلوہ آرائی سے پہلے بیٹیوں کی وراثت کا کیا تصور تھا، آپ نے کس طرح ان کے بنیادی حقوق کا تحفظ فرمایا، اس کا روشن اشارہ بھی جگمگا رہا ہے۔

☆......دنیا کی دیگر تہذیبوں میں عورت کو عیش و عشرت کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے

اس کے منہ میں جانے والے ہر لقمے پر بھی اجر و ثواب کی نوید سنائی تو گویا اس کے خوابیدہ تقدس کو زندگی سے ہمکنار کر دیا۔

☆......حضور اقدس ﷺ کی نگاہ نبوت کے آگے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا مستقبل آئینے کی طرح ظاہر تھا۔ آپ نے صاف بتا دیا کہ تمہیں غمگین ہونے کی ضرورت نہیں، ابھی عمر مستعار کی بہت سی بہاریں دیکھو گے، تمہاری قوت بازو سے اہل اسلام کو فتح و نصرت کے لمحات نصیب ہوں گے اور اہل اصنام کو شکست و ریخت کا سامنا کرنا پڑے گا، تاریخ اسلام شاہد ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جب لشکر اسلام کا پرچم اٹھایا تو ایران جیسی سپر پاور کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ یہ زبان رسالت سے نکلے ہوئے نورانی کلمات کا فیضان تھا۔

☆......صحابہ کرام علیہم الرضوان کتنے عظمت شعار لوگ تھے، جن کو قدم قدم پر حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ کی دعاؤں کا سایہ نصب تھا۔

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ می خواہی تمنا کن

﴾......اپنے وصال کا اعلان......﴿

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری سے جمرہ عقبہ کی کنکریاں پھینک رہے تھے، اور فرما رہے تھے، مجھ سے حج کے مناسک سیکھ لو، ﴿فانی لا ادری لعلی لا حج بعد حجتی ھذہ﴾ کیونکہ میں از خود نہیں

جانتا، شاید اس حج کے بعد میرا حج نہیں ہوگا۔ (مسلم، کتاب الحج)

﴿......اشارات......﴾

☆......شارحین حدیث کے مطابق اس حدیث مبارک میں آپ کے الوداع ہونے کا واضح اشارہ موجود ہے۔ آپ بذات خود نہیں، اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جانتے تھے کہ یہ حج مبارک آپ کا آخری حج مبارک ہے۔

☆......اس حدیث پاک میں ان لوگوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے، جو کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو کل کی خبر نہیں۔ دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔ یاد رہے کہ ﴿لا ادری﴾ میں ذاتی علم کی نفی ہے، عطائی علم کی نفی نہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ آپ کے لاتعداد علوم و معارف کے سلسلے اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رافت سے قائم ہیں۔ کسی کلمہ گو کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و رافت کا تو انکار نہیں کرنا چاہیے۔

☆......تاریخ اسلام شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان درست ثابت ہوا۔ آپ اگلے حج سے پہلے ہی عالم فانی سے عالم باقی کی طرف کوچ فرما گئے۔

☆......صحیح بخاری شریف میں بھی ایک صریح حدیث مبارک موجود ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں رہے یا آخرت کو پسند کرلے، تو اس نے آخرت کو پسند کرلیا۔ یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رونے لگے، کیونکہ وہ جان چکے تھے کہ 'بندے' سے مراد حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

☆......اتنی صریح دلیل کے ہوتے ہوئے بھی نجانے لوگ کیوں کہتے ہیں کہ آپ کو تو

اپنے آپ کی بھی خبر نہیں، کیا کلمہ پڑھنے کا یہی حق ہے۔

☆......روح البیان میں حدیث پاک حضور اقدس ﷺ کی علمی وسعتوں کا اعلان کر رہی ہے۔ فرمایا "مجھے اولین و آخرین کے علم کا وارث بنایا گیا، اور مجھے رنگا رنگ کے علوم کی تعلیم دی گئی، ایک علم کا چھپانا مجھ پر لازم کر دیا گیا، کیونکہ وہ ایسا علم ہے جس کو میرے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا، دوسرا علم وہ ہے جس کے ظاہر کرنے یا چھپانے کا مجھے اختیار دیا گیا ہے، تیسرا علم وہ ہے جس کے بارے میں حکم ہوا کہ ہر خاص و عام کو عطا کر دو،

(تفسیر روح البیان جلد ۳ ص ۳۷۴)

☆......جو محبوب، دانائے غیوب ﷺ تمام اولین و آخرین کے علوم و اسرار کا وراث ہو، اسے اپنے بارے میں علم نہ ہو، یہ کیسے ممکن ہے، قرآن و حدیث کا سرسری سا مطالعہ کرنے والے آدمی بھی جانتے ہیں کہ آپ مقام محمود پر جلوہ گر ہوں گے، صاحب شفاعت کبریٰ ہوں گے، آپ کے قدموں سے لگنے والے صدیقوں، شہیدوں، اور ولیوں کو بھی جنت کا اذن ہوگا، کیا آپ کو ان امور کی خبر نہیں۔ حیرت ہے، ان لوگوں نے مقام مصطفیٰ اور احترام مصطفیٰ کو کیا سمجھ رکھا ہے۔

......سیکھ کر غیب آیا ہمارا نبی......

حضور احمد مختار، سید ابرار ﷺ نے ارشاد فرمایا!

☆......بنو اسرائیل کے انبیاء کرام ان کی سیاست کرتے، ایک نبی وصال فرما جاتا تو دوسرا اسکا خلیفہ بن جاتا، میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور عنقریب میرے بعد بکثرت خلفاء ہوں گے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ)

☆......عنقریب میرے بعد لوگوں کی حق تلفیاں ہوں گی، اور برائیوں کا ظہور ہوگا، صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ، جس آدمی کو یہ حال درپیش ہو جائے تو وہ کیا کرے، فرمایا، تم (حکام) کا حق ادا کرنا، اور تمھارے حق کے متعلق اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا، (مسلم، کتاب الامارہ)

☆......بے شک مجھ سے پہلے نبی پر فرض تھا کہ اپنی امت کو فلاح و خیر کی راہنمائی کرے اور جو چیز اس کے علم میں بری ہو، اس سے ڈرائے، اور تمہاری امت کے سابقین میں عافیت ہے۔ بعد کے لوگوں میں بلائیں، اور بری باتیں اور ایسے فتنے رونما ہوں گے کہ جن کے مقابلے میں دوسرے فتنے کم دکھائی دیں گے، ایک فتنہ رونما ہوگا تو مومن کہے گا، اسی فتنہ میں میری تباہی ہے۔ پھر وہ فتنہ دور ہو جائے گا اور دوسرا فتنہ آئے گا تو مومن کہے گا، یہی اصل فتنہ ہے، پس جو شخص دوزخ سے دور اور جنت میں داخل ہونا چاہتا ہے، اس پر لازم ہے کہ دین حق پر قائم رہے، جہاں تک جب اسے موت آئے تو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کے ایمان پر اس کا خاتمہ ہو جائے۔ اور اس پر لازم ہے کہ جو معاملہ وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے، وہی معاملہ دوسروں کے ساتھ روا رکھے اور جو کسی امام کی تہِ دل سے بیعت کرتا ہے، اس پر لازم ہے کہ اس کی مقدور بھر اطاعت کرے اور اگر کوئی دوسرا اس سے اختلاف کرتا ہے تو اسکی گردن اتار دے،

(مسلم، کتاب الامارہ)

☆......حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک انصاری نے عرض کی کہ کیا آپ مجھے عامل نہ بنائیں گے جس طرح فلاں شخص کو عامل بنایا ہے، آپ نے فرمایا، میرے بعد تم کو اپنے اوپر ترجیح کا سامنا ہوگا، تم اس پر صبر کرنا جہاں تک کہ تمہاری مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات ہو۔ (ایضاً)

☆......حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ لوگ تو رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں شر کے متعلق سوال کرتا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں میں اس شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں شر میں تھے، اللہ تعالیٰ ہمارے پاس خیر کو لے آیا۔ کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا، آپ نے فرمایا ہاں، میں نے پوچھا، کیا اس شر کے بعد پھر خیر ہوگی، آپ نے فرمایا ہاں، لیکن اس خیر میں کچھ کدورت ہوگی۔ میں نے عرض کیا، وہ کدورت کیسی ہوگی، فرمایا لوگ میری سنت پر نہیں چلیں گے، اور میری ہدایت کے خلاف عمل کریں گے، ان میں اچھی اور بری باتیں ہوں گی، میں نے عرض کیا، کیا اس خیر کے بعد کوئی شر ہوگا، آپ نے فرمایا، ہاں کچھ لوگ جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے، اور لوگوں کو بلائیں گے، جو ان کی دعوت پر لبیک کہے گا، وہ اس کو جہنم میں ڈال دیں گے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ، ان

کی صفت بیان کیجئے، آپ نے فرمایا، ان لوگوں کا رنگ ہماری طرح ہوگا، اور وہ ہماری زبان بولتے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو میرے لئے کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا ﴿تلزم جماعة المسلمین وامامهم﴾ تم پر لازم ہے کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام سے وابستہ رہو، میں نے عرض کیا، اگر اس وقت مسلمانوں کی جماعت اور امام نہ ہو، آپ نے فرمایا، تم ان تمام فرقوں سے الگ رہنا، خواہ تم کو درخت کی جڑیں چبانی پڑیں، جہاں تک کہ تمہیں اسی حال میں موت آجائے۔
(مسلم، کتاب الامارہ)

☆......میرے بعد ایسے ائمہ ہوں گے جو میری ہدایت پر عمل نہیں کریں گے، اور نہ میری سنت پر چلیں گے، اور عنقریب ان میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے دل شیطانوں کی طرح اور بدن انسانوں کی طرح ہوں گے، (ایضا)

☆......حضور اقدس ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر بتا دیا کہ یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے۔ آپ ﷺ زمین پر ہاتھ رکھتے، پھر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ رکھنے کی جگہ سے کوئی کافر متجاوز نہ ہوا۔ (مسلم، کتاب الجہاد)

﴿......اشارات......﴾

☆......ان احادیث نبویہ میں کتنی تفصیل کے ساتھ امت کے احوال مستقبلہ کو بیان کیا گیا ہے۔

☆...... حجۃ الاسلام امام غزالی قدس سرہٗ العالی نے فرمایا ”نبی اپنے مخصوص اوصاف کی وجہ سے غیر نبی سے ممتاز ہوتا ہے۔ نبی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، فرشتوں اور آخرت کے حقائق کو اس طرح جانتا ہے کہ جس طرح کوئی نہیں جانتا، کیونکہ نبی کو ان کی معلومات، یقین اور تحقیق سب سے زیادہ ہوتی ہے، نبی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ مستقبل میں ہونے والے امور غیب کا ادراک کر لیتا ہے، اور لوح محفوظ کا مطالعہ کرتا رہتا ہے“ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۹۰)

☆......حضرت امام عسقلانی رحمہ اللہ نے نبی کے چھیالیس خواص رقم فرمائے ہیں، جن میں چند یہ ہیں۔

۱...... کسی حادثہ کی عاقبت کا جاننا۔

۲...... کسی شخص کی موت سے پہلے اسکے حال پر مطلع ہونا۔

۳...... ما سیکون (جو کچھ ہوگا) پر مطلع ہونا۔

۴...... ما کان (جو کچھ ہو چکا) کو جاننا۔

۵...... لوگوں کی خفیہ باتوں پر مطلع ہونا۔

۶...... اس پر اشیاء غائبہ کی مثالوں کا پیش کیا جانا۔

۷...... زمیں کے ایک حصے سے دوسرے حصے کو دیکھ لینا۔

۸...... زمین کے ایک حصے سے دوسرے حصے کی آواز کو سن لینا۔

۹...... پس پشت دیکھنا۔ (فتح الباری جلد۱۲ص ۳۶۷)

☆......حضرت امام قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے وحی الٰہی سے آسمانوں، اور زمینوں کی نشانیوں کو، اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تعیین کو، عظیم آیتوں، آخرت کے امور و علامات کو، نیک و بد لوگوں کے احوال کو اور ﴿ما کان و ما یکون﴾ کے علم کو جان لیا۔ (کتاب الشفاء جلد۲ص ۱۰۰)

☆......حضرت امام علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ﴿ان علمہ محیط با لکلیات والجزئیات﴾ یعنی آپ کا علم پاک تمام کلی و جزئی باتوں کو محیط ہے، (مرقات جلد۱۰ص ۱۵۱)

☆......حضرت امام آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے وقت وصال تک ہر اس چیز کو جان لیا جس کا علم ممکن ہے، (روح المعانی جلد ۶ ص ۲۲)

☆......حضرت امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''پہلوں اور پچھلوں کی خبروں اور﴿ ما کان وما یکون﴾ کی باتوں میں سے آپ ﷺ جو کچھ نہیں جانتے تھے، وہ آپ کو سکھلا دیا۔ (جامع البیان جلد۵ ص ۲۷۵)

☆......اس عظیم الشان صفت کی بدولت آپ نے ہر آنے والے فتنے کی خبر دی۔ خیر وشر کے زمانے ظاہر کئے، مرنے والوں کی جگہوں کو بیان کیا، اور عافیت کے طریقے واضح فرمائے۔

☆......ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے درمیان ایسے لوگ پائے جاتے ہیں، جنکا رنگ ڈھنگ اسلامی تشخص سے لبریز ہوتا ہے، لیکن اپنے مخصوص عقائد و نظریات کی وجہ سے جہنم کے داعی ہیں۔ اہل اسلام کی عافیت اسی میں ہے کہ وہ ان

لوگوں کے عبادات اور اندازِ حیات سے متاثر نہ ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب، رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ وابستہ ہو جائیں، ہر دور میں عالم اسلام کی غالب ترین جماعت۔ اہل سنت و جماعت ہے، دوسرے چھوٹے چھوٹے فرقوں نے ہمیشہ باطل عقائد اور منسوخ احکام پر عمل کرنے کی وجہ سے امت کو فتنوں میں مبتلا کیا ہے۔

اخلاص عمل مانگ نیاگان کہن سے
شاہاں چہ عجب گر بنواز ند گدارا

……زمین میں دھنستا رہے گا……

حضور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول کریم، نبی عظیم ﷺ نے فرمایا!

''ایک شخص اپنے سر کے بالوں اور پہنی ہوئی چادروں پر اتراتا جارہا تھا، اچانک، اس کو زمین میں دھنسا دیا گیا، وہ قیامت تک دھنستا ہی رہے گا۔ (مسلم، کتاب اللباس)

……اشارات……

☆……اس حدیث پاک میں غرور و تکبر کی مذمت بیان کی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ انسان کے لباس میں بھی عاجزی کا عنصر غالب ہونا چاہئے۔ افسوس ہم نے اسلامی لباس کو ترک کر کے اغیار کا لباس پسند کر لیا، جس نے ہمیں عریانی اور احساس برتری کے سوا کچھ نہیں دیا۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

☆......غرور و تکبر کی عبرتناک وعید سنائی گئی۔

☆......ایک آدمی کے برے انجام کی خبر غیب بھی موجود ہے۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بفضلہٖ تعالیٰ لوگوں کے احوال سے باخبر ہیں۔

......نعلین بلال کی آہٹ......

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز کے وقت فرمایا!

☆......اے بلال! تم مجھے وہ عمل بتاؤ، جس کی تمہیں اسلام میں سب سے زیادہ منفعت کی امید ہو، کیوں کہ آج رات میں نے جنت میں اپنے آگے تمہاری جوتیوں کی آہٹ سنی ہے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میں نے اسلام میں کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کی منفعت کی مجھے زیادہ امید ہو، البتہ رات ہو یا دن، میں مکمل وضو کرتا ہوں تو وضو کے ساتھ اتنی رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں جتنی رکعات نماز اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں لکھ دی ہے،

(مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

......اشارات......

☆......اس حدیث پاک سے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا مقام ثابت ہوا۔

☆...... عالم خواب ہو یا عالم بیداری، حضور انور ﷺ پر جہان غیب کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

☆...... انبیاء کرام کی خواب بھی وحی ہوتی ہے، اسلئے یہ خواب آپ کے علم بے پایاں کی دلیل بن سکتی ہے۔ اور نگاہ غیب آشنا کی برھان قرار دی جاسکتی ہے۔

☆...... سماعت مصطفےٰ کا کمال ثابت ہوا، جو محبوب جنت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی نعلین کی آہٹ کو سن سکتا ہے، وہ زمین کے تمام گوشوں سے غلاموں کے درود و سلام کو بھی سن سکتا ہے۔

☆...... اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اپنے اجتہاد سے کسی عبادت کا تقرر جائز ہے۔ کیونکہ ہر وضو کے بعد نماز پڑھنا حضرت بلال نے اپنے اجتہاد سے مقرر کیا تھا، حضور پرنور ﷺ نے اس کی تصویب فرمائی۔ اس کی تکذیب نہیں فرمائی، یہ بات حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری شرح البخاری میں نقل فرمائی ہے۔

☆...... ہر وہ امر جس سے دین اسلام میں کوئی رخنہ اندازی نہ ہو بلکہ اسکی تقویت کا باعث ہو تو وہ حضرت شارع علیہ السلام کے نزدیک محمود ہوتا ہے۔ اسی اصول کے تحت امت کے عظیم علماء اور مجتہد فقہا نے بہت سے نیک اعمال کو جاری رکھا، اور ان کی ترغیب و تحریص دلائی، مثلاً صدقات کا ایصال ثواب، میلاد مصطفےٰ کا اہتمام، وغیرہ معمولات اہل سنت اسی اصول سے برحق ثابت ہو جاتے ہیں، لہذا ان کو بغیر دلیل کے بدعت ضلالہ کہنا اسلام کے ساتھ زیادتی ہے۔

☆...... حضرت کلثوم بن ہدم انصاری رضی اللہ عنہ نے سورۃ اخلاص کی محبت کے پیش نظر اسے ہر رکعت میں پڑھنا اپنے اوپر لازم کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں جنت کی

بشارت دی، (بخاری شریف جلد اص ۱۰۷)

☆...... یہ روایت بھی بتاتی ہے کہ اگر کوئی محبت سے اچھا عمل کرنا شروع کر دے تو وہ بدعتی نہیں ہوتا، عنداللہ ماجور ہوتا ہے۔ اور آئین اسلام میں ہر اچھے کام کی گنجائش موجود ہوتی ہے۔ اگر چہ اسکا عہد اول میں وجود نہ ہو،

☆...... رسول اللہ ﷺ اپنے غلامان باوفا کے حسن انجام سے باخبر ہیں۔ جس کے نعلین کی آہٹ سے جنت کے درودیوار گونجنے لگے، وہ خود کیوں نہ جنت سے ہمکنار ہوگا۔

☆...... اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم غمیصا بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے چلنے کی آہٹ بھی جنت میں سماعت فرمائی۔ (مسلم شریف)

...... حضرت حاطب کا واقعہ ......

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

☆...... رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد کو روانہ فرمایا اور کہا کہ خاخ کے باغ میں جاؤ، وہاں ایک مسافرہ ملے گی، جس کے پاس ایک خط ہوگا، تم اس سے وہ خط لے لینا، ہم لوگ روانہ ہو گئے۔ ہم نے اپنے گھوڑوں کو دوڑایا، پھر ہم کو ایک عورت ملی، ہم نے اس سے کہا خط نکالو، اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا خط نکالو ورنہ ہم تمھارے کپڑے اتار دیں گے، اس نے اپنے بالوں کے گچھے سے خط نکال کر دیا، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ خط لے کر آئے، اس خط میں حضرت

حاطب ابن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کے بعض مشرکین کو خبر دی تھی اور رسول اللہ ﷺ کے بعض منصوبوں سے مطلع کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے حاطب کیا معاملہ ہے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے متعلق جلدی نہ کریں، میں قریش کے ساتھ چسپاں تھا، میں نے چاہا کہ ہر چند میرا اُن کے ساتھ کوئی تعلق نسبی نہیں، تاہم میں ان پر احسان کرتا ہوں تا کہ وہ مکہ میں میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ کام کفر کی وجہ سے نہیں کیا اور نہ دین سے مرتد ہونے کی وجہ سے کیا ہے، اور نہ اسلام لانے کے بعد کفر سے راضی ہونے کے سبب کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس نے سچ کہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ، مجھے اجازت دیں، میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، آپ نے فرمایا، یہ غزوہ بدر میں حاضر ہوا ہے اور تم کیا جانو اللہ تعالیٰ یقیناً اہل بدر کے تمام حالات سے واقف ہے۔ اور اس نے فرمایا، تم جو چاہو، کرو، میں نے تمھیں بخش دیا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، اے ایمان والو، میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ (مسلم کتاب فضائل الصحابہ)

☆...... حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حاطب کا ایک غلام، رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور حضرت حاطب کی شکایت کرتے ہوئے بولا، یا رسول اللہ! حاطب دوزخ میں داخل ہو جائے گا، آپ نے فرمایا، تم جھوٹ کہتے ہو، وہ دوزخ میں

داخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا ہے۔ (ایضاً)

......اشارات......

☆......حضور اقدس ﷺ اللہ تعالٰی کی طرف سے غیبی امور پر مامور ہیں، اس لئے اسلام کے خلاف ہونے والے ایک کام کو فوراً جان گئے۔

☆......صحابہ کرام کو آپ کی شان علم پر پورا اعتماد تھا، اسی لئے اس عورت کے انکار کو نہ دیکھا، حضور اقدس ﷺ کے بتائے ہوئے اسرار کو دیکھا۔

☆......حضور اقدس ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے ایمان کی تصدیق فرمائی۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ آپ لوگوں کی قلبی کیفیات کو جانتے ہیں، تصدیق کے لئے علم کا ہونا شرط ہے۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، اس حدیث پاک میں نبی پاک ﷺ کا معجزہ ظاہر ہے۔ (شرح مسلم جلد۲ ص۳۰۲)

☆......امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں ﴿شاھداً علی الناس باعمالھم﴾ یعنی حضور پرنور ﷺ لوگوں کو ان کے اعمال سمیت دیکھتے ہیں، (تفسیر ابن کثیر جلد۳ ص۴۹۴)

☆......حضرت امام ابوالسعود رحمہ اللہ فرماتے ہیں، آپ لوگوں کے احوال کی نگرانی فرماتے ہیں، اور ان کے اعمال کو دیکھتے ہیں، آپ ان کی تصدیق اور تکذیب سے صادر ہونے والی تمام چیزوں کے گواہ ہیں۔ اور ان تمام چیزوں پر شاہد ہیں جن پر لوگ، ہدایت سے اور گمراہی سے، کاربند ہیں۔ آپ ان کی گواہی دیں گے جو قیامت کے دن مقبول ہوگی، (تفسیر ابوالسعود جلد۶ ص۷۹۰)

☆......حضرت امام ابوالبرکات نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ﴿شاھداً علی من بعثت

الیھم وعلیٰ تکذ یبھم و تصدیقھم ای مقبولا قوالك عند الله لھم وعلیھم ﴿
(تفسیر مدارک التنزیل، جلد۳ص۲۷۴)

☆......اصحاب بدر کا مقام ناز معلوم ہوا۔

☆......حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے جنتی ہونے کی خبر عطا فرمائی۔

﴿......حضرت خضر کا کمال علم......﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

☆......حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے، ان سے سوال کیا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے، آپ نے فرمایا، میں زیادہ عالم ہوں۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب فرمایا۔ کیوں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف علم کو نہیں لوٹایا، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میرا ایک بندہ مجمع البحرین میں ہے۔ اور وہ تم سے زیادہ عالم ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا، اپنی تھیلی میں ایک مچھلی رکھ لو، جہاں وہ مچھلی گم ہو گی، وہاں وہ بندہ ہو گا۔ آپ اپنے ساتھ حضرت یوشع بن نون کو لے گئے۔ دونوں چلتے ہوئے ایک چٹان کے پاس پہنچے اور سو گئے، مچھلی تڑپ کر تھیلی سے باہر نکل آئی اور سمندر میں جا گری۔ اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کیلئے پانی کا بہاؤ روک دیا، جہاں تک کہ مچھلی کیلئے ایک مخروطی

سرنگ بن گئی، یہ ان دونوں کیلئے عجیب منظر تھا، پھر وہ دونوں بقیہ دن رات چلتے رہے۔ حضرت یوشع علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ واقعہ بتانا بھول گئے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا، ناشتہ نکالو، اس سفر نے ہمیں تھکا دیا ہے۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا مچھلی کے گم ہونے کی جگہ سے ہی ان کو تھکاوٹ لاحق ہوئی تھی۔ حضرت یوشع نے کہا، آپ کو یاد ہے، جب ہم چٹان کے پاس تھے۔ میں اس وقت آپ سے مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا تھا، اور شیطان نے ہی مجھے بھلایا تھا۔ تعجب ہے کہ وہ مچھلی سمندر میں راستہ بناتی چل دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، یہی تو ہم چاہتے تھے۔ جہاں تک کہ ایک چٹان کے قریب آئے، وہاں ایک شخص کو کپڑوں میں لپٹا ہوا دیکھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو سلام کیا، حضرت خضر نے کہا، تمہارے ہاں سلامتی کہاں ہے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا، میں موسیٰ ہوں، حضرت خضر نے کہا، بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ فرمایا، ہاں حضرت خضر نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا علم دیا ہے جو میرے پاس نہیں اور مجھے ایسا علم دیا ہے جس کو آپ نہیں جانتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، کیا میں آپ کی اتباع کر سکتا ہوں، تاکہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں، جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔ حضرت خضر نے کہا، آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، انشاء اللہ، آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔

اور میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو یہ شرط ہے کہ جب تک کسی چیز کے بارے میں، میں خود نہ بتاؤں، آپ اس کے بارے میں سوال نہیں کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ٹھیک ہے۔ پھر حضرت خضر اور حضرت موسیٰ ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چل پڑے۔ ان کے پاس سے ایک کشتی گزری، انہوں نے کشتی والوں سے کہا کہ ان کو سوار کرلیں۔ انہوں نے حضرت خضر کو پہچان کر بغیر کرائے کے سوار کرلیا۔ حضرت خضر نے کشتی کا ایک تختہ اکھاڑ دیا، حضرت موسیٰ نے فرمایا، اس قوم نے ہمیں بغیر کرائے کے سوار کیا تھا اور آپ نے ان کی کشتی توڑ دی کہ ان کے بیٹھنے والوں کو غرق کر دیں، آپ نے بہت عجیب کام کیا، حضرت خضر نے کہا، کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا، جو بات میں بھول گیا ہوں، آپ اس پر مواخذہ نہ کریں، اور میرے معاملہ میں سختی نہ کریں، پھر وہ دونوں کشتی سے اترے۔ جس وقت وہ ساحل سمندر پر جارہے تھے، انہوں نے ایک لڑکے کو دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا۔ حضرت خضر نے اسے پکڑا اور اسکا سر دھڑ سے الگ کر دیا، حضرت موسیٰ نے فرمایا، آپ نے ایک بے گناہ لڑکے کو بغیر قصاص کے قتل کر دیا، آپ نے ایک برا کام کیا ہے۔ حضرت خضر نے کہا، کیا میں نے آپ سے

نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا یہ پہلی بار سے زیادہ شدید انکار تھا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا، اگر اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔ میری طرف سے آپ عذر کو پہنچ چکے ہیں۔ وہ دونوں پھر روانہ ہوئے، جہاں تک کہ ایک بستی والوں کے پاس پہنچے، ان دونوں نے بستی والوں سے کھانا طلب کیا، مگر انہوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا، وہاں انہوں نے ایک دیوار دیکھی، جو گرنے کے قریب تھی، ان دونوں نے اس کو درست کر دیا۔ وہ دیوار جھکنے لگی تھی۔ حضرت خضر نے اپنے ہاتھ سے اسے سیدھا کر دیا، حضرت موسیٰ نے فرمایا، ان لوگوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی، اور ہمیں کھانا تک نہیں کھلایا، اگر آپ چاہیں تو ان سے اجرت لے لیں۔ حضرت خضر نے کہا، اب ہمارے اور آپ کے درمیان فراق ہے۔ میں عنقریب آپ کو ان چیزوں کی تاویل بتاؤں گا، جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ میری خواہش تھی کہ کاش وہ صبر کرتے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ حضرت خضر اور حضرت موسیٰ کے مزید واقعات سناتا، پھر آپ نے فرمایا، حضرت موسیٰ کا پہلی بار سوال کرنا نسیان تھا، آپ نے فرمایا، ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی۔ پھر اس نے سمندر میں اپنی چونچ ڈالی۔ حضرت خضر نے کہا میرے اور آپ

کے علم نے اللہ تعالیٰ کے علم میں صرف اتنی کمی کی ہے جتنی اس چڑیا (کی چونچ سے لگنے والے پانی) نے سمندر میں کی ہے۔ سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھتے تھے کہ ان کشتی والوں کے آگے ایک بادشاہ تھا، جو سلامت کشتی کو غصب کر لیتا تھا، (آپ نے اس لیے وہ تختہ توڑ دیا کہ وہ ان غریبوں کی کشتی کو غصب نہ کرلے، کشتی بچ گئی تو دوبارہ مرمت ہو سکتی ہے) اور بیان کرتے کہ لڑکا کافر تھا (جس کے کفر کی وجہ سے والدین کافر ہو جاتے، اس لیے اسے قتل فرما دیا کہ اس کے شر سے والدین کا ایمان بچ جائے) اس کے بدلے ان کو ایک پاکیزہ لڑکا دے دیا گیا، اور وہ دیوار یتیم بچوں کی تھی جس کے نیچے ان کا خزانہ تھا۔ (مسلم، کتاب الفضائل)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے ''حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دنوں کا ذکر فرما رہے تھے، ایام اللہ سے مراد اس کی نعمتیں اور آزمائشیں ہیں، (مسلم، کتاب الفضائل)

☆...... اسی روایت میں ہے، کاش حضرت موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو بہت سی عجیب و غریب چیزیں دیکھتے۔ (ایضاً)

☆...... حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک اور روایت میں یہ بھی الفاظ ہیں، ﴿فجعل اللہ له الحوت ایة﴾ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مچھلی کو نشانی بنا دیا۔ (ایضاً)

﴾ ......اشارات...... ﴿

☆......محبوبانِ خدا کی داستانِ حیات بیان کرنا حضور محبوب خدا ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔اسی لیے ارشادِ گرامی ہے ﴿ذکر الانبیاء من العبادہ و ذکر الصالحین کفارہ﴾ انبیاء کرام کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا ذکر کفارہ ہے۔

☆......یہ واقعہ قرآن پاک میں بھی تفصیل کے ساتھ موجود ہے

☆......اہل اللہ کی زیارت کے لئے جانا اور ان سے معارف کا اکتساب کرنا حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع علیہما السلام کی سنت مبارکہ ہے۔

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

☆......اللہ تعالیٰ کے بندگان پاک کے قدموں کی برکت سے مردے زندہ ہو جاتے ہیں، دیکھئے حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کی جگہ پر مچھلی زندہ ہو کر پانی میں چلی گئی، عینی شرح بخاری میں ہے کہ آپ کو خضر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ جس زمین پر بیٹھتے وہاں سبزہ اگ آتا۔

☆......حضرت خضر علیہ السلام کو "علم لدنی" کی دولت سے نوازا گیا، حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ان کا علم سات آسمانوں اور سات زمینوں کو محیط ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، وہ ایک ایسے مردکامل ہیں جو (اللہ تعالیٰ کے فضل سے) غیب جانتے ہیں۔

☆......اس عظیم واقعے میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو مستقبل کا

علم، ماں کے پیٹ کا علم اور زمین کے خزانوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ کاش کوئی غور کرے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے کمال علم کا کیا عالم ہوگا۔

☆...... سابقہ امتوں کے اولیا کرام کی یہ شان ہے تو محمدی اولیاء کرام کی کیا شان ہوگی۔

☆...... ہر علم والے سے اوپر ایک علم والا ہے، اس لئے اہل علم کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھنا چاہیے، حضرت موسیٰ علیہ السلام امور شریعہ کے زیادہ عالم تھے اور حضرت خضر علیہ السلام امورِ غیبیہ کے زیادہ عالم تھے۔

☆...... قرآن پاک میں ہے، ان یتیم بچوں کا باپ صالح انسان تھا، گویا اس کی نسبت سے دو عظیم ہستیوں نے ان بچوں کے خزانے کو محفوظ فرمایا۔ معلوم ہوا کہ نسبت ہر جگہ باعث اکرام ہوتی ہے۔

☆...... تختہ ٹوٹنے کے باوجود کشتی نذر آب نہ ہوئی، سطح سمندر پر بہتی رہی، یہ اہل اللہ کی کرامت ہے۔ اگر حضرت خضر علیہ السلام کشتی ترا سکتے ہیں تو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت میں کیا استحالہ ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

☆...... اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام مزید صبر کرتے تو اور بہت سے اسرار و غیوب کا مشاہدہ فرماتے، جن کو حضرت خضر علیہ السلام کی چشم بینا مشاہدہ کر رہی تھی۔

☆...... چڑیا کی چونچ سے لگنے والا پانی سمندر کے مقابلے میں کیا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں مخلوق کا علم کیا ہے، لہٰذا ''توحید پرستوں'' کو خواہ مخواہ پریشان نہیں ہونا چاہئے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو بڑھا کر خدا کے پاس کیا رہنے دیا ہے، خدا کے پاس ہی سب کچھ ہے، وہ اپنے پاکباز بندوں کو کچھ دیتا ہے تو اسکے علم و فضل میں کوئی کمی اور کجی واقع نہیں ہوتی، اتنا یاد رکھنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی عطا سے سب کچھ کر سکتا ہے، ہم دوسرے پہلو کے قائل ہیں، ہمارا عقیدہ ہے کہ اہل اللہ، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قوتوں سے علم اور تصرف کے خزانوں پر قابض ہیں۔

☆......علم لدنی کا مقام ثابت ہے۔ بہت سے بزرگان دین امی ہو کر بھی اس علم کی برکت سے کائنات کے امام بن گئے،

☆......ایام اللہ کا ذکر کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت مطہرہ ہے۔ ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کی طرف سے نازل ہونے والی آزمائشوں کے دن ہیں، یہ نسبت تشریفی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات محیط پر دن اور رات کا سلسلہ جاری نہیں۔

☆......اس اعتبار سے اللہ کا سب سے بڑا دن، وہی دن ہے جس دن اس کی سب سے بڑی رحمت، سب بڑی نعمت، حضور رحمت عالم، نعمت اعظم ﷺ کی ذات پاک اس عالم آب و گل میں رونق افروز ہوئی اور زخموں سے چور انسانیت کو قرار نصیب ہو گیا۔ لہذا اس دن کا سب سے زیادہ ذکر کرنا چاہئے،

مطلع صبح صفاست روئے محمد
منبع احسان و لطف خوئے محمد
سلسلہ کائنات را سببے نیست
جز شکن زلفِ مشکبوئے محمد

☆......اہل اللہ کی کسی بات پر سوال نہیں کرنا چاہئے۔ ان کی ہر بات اسرار کا سرچشمہ ہوتی ہے۔

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصہ عجیب و حدیثِ غریب ہست

﴾......اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ واقف کون!......﴿

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

☆......رسول اللہ ﷺ نے کوئی کام سرانجام دیا اور اس کو جائز قرار دیا۔ آپ کے بعض صحابہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے گویا اس کام کو ناپسند کیا اور اس سے بچتے رہے۔ نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جن کو یہ خبر ملی کہ میں نے ایک کام کو جائز قرار دیا ہے۔ انہوں نے اس کام کو ناپسند کیا اور اس کام سے پرہیز کیا، ﴾فو اللہ لا نا اعلم با للہ و اشد ھم لہ خشیۃ﴿ اللہ کی قسم، میں سب سے زیادہ اللہ کا علم رکھتا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں،

(مسلم شریف، کتاب الفضائل)

﴾......اشارات......﴿

☆......اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا محبوب اقدس ﷺ تشریعی علوم سے مالا مال ہے اور غیبی اور تکوینی امور سے بھی سب سے زیادہ باخبر ہے،

☆......جتنا زیادہ علم ہے اتنا ہی زیادہ خوف ہے، اسی کا نام کمال بندگی ہے، جس پر صرف حضور اقدس ﷺ متمکن ہیں۔

☆......ہر صاحب ایمان کیلئے آپ کی اطاعت ضروری ہے، اطاعت کے مختلف درجات ہیں،

۱...... طبعی افعال میں اطاعت مباح ہے، اور محبت کی عظیم علامت ہے، مثلاً کھانے پینے میں اطاعت کی جائے۔ (سونے جاگنے میں اطاعت کی جائے۔)

۲...... مخصوص اوصاف میں اطاعت ممنوع ہے، مثلاً وصال کے روزے رکھنا، سونے کے بعد بغیر وضو کے نماز پڑھنا، چار سے زیادہ شادیاں کرنا۔

۳...... جن افعال سے آپ نے کوئی حکم مطلق نافذ فرمایا، ان کی اطاعت واجب ہے۔ مثلاً نماز ادا کرنا۔ (روزہ رکھنا، مال کی زکوٰۃ دینا)

۴...... آپ کے جن افعال کی حالت وصفت معلوم نہ ہو، ان میں علماء کرام کا اختلاف ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ واجب ہیں، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک مباح ہیں اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک مستحب ہیں،

(کمال المعلم جلد ۶ ص ۱۴۴)

☆...... قرآن پاک نے حکم مصطفیٰ کے نفاذ کے متعلق بہت زور دیا ہے، انشاء اللہ اس موضوع پر بھی لکھا جائے گا۔

...... حوض کوثر کے برتن ......

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے!

☆...... میں نے پوچھا، یارسول اللہ! حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد کتنی ہے، آپ نے فرمایا، اللہ کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد مصطفیٰ کی جان ہے، اس حوض کے برتن آسمان کے ستاروں اور سیاروں کے عدد سے زیادہ ہیں۔ اُس رات کے ستارے جو

اندھیری رات میں ہوں اور اس میں بادل نہ ہوں، وہ جنت کے برتن ہیں، جو آدمی ان سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ رہے گا، اس حوض میں جنت کے دو پرنالے جاری ہیں، جو آدمی اس سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ رہے گا۔ اس کا عرض اسکے طول جتنا ہے۔ اور ان میں عمان سے لے کر ایلہ تک کا فاصلہ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ (مسلم، کتاب الفضائل)

......اشارات......

☆......اس حدیث پاک سے جہاں حوض کوثر کی شان و عظمت ظاہر ہوئی، وہاں صاحب کوثر ﷺ کی شان علم و حکمت بھی ظاہر ہو گئی۔

☆......موازنے کیلئے ضروری ہے کہ دونوں چیزوں کی تعداد اور استعداد کا بخوبی علم ہو، اور پھر جب موازنہ زبان نبوت سے ہو رہا ہو تو ہر بات یقینی اور قطعی ہو گی۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا کہ حوض کوثر کے برتن آسمان کے ستاروں اور سیاروں سے زیادہ ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضور انور ﷺ برتنوں کی تعداد سے بھی آشنا ہیں اور ستاروں اور سیاروں کی تعداد سے بھی واقف ہیں۔ ورنہ ایک ستارہ زیادہ بڑھ جائے اور برتن کم پڑ جائے تو علم یقینی نہ رہے گا، اسی طرح مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث پاک میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نیکیوں کو ستاروں کے برابر بیان فرمایا گیا، وہاں بھی یہی نکتہ کارفرما ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہزاروں نیکیاں علانیہ کیں اور ہزاروں نیکیاں خفیہ رکھیں، لیکن چشم مصطفےٰ سے ان کی کوئی نیکی اوجل نہیں۔

☆......کوثر کا وجود، جہان غیب سے متعلق ہوا اور حضور اقدس ﷺ اس کو زمین پر کھڑے ہو کر مشاہدہ فرماتے ہیں، ایک حدیث پاک ہے، ﴿انی لا نظر الیٰ حوضی الان﴾ یعنی میں یہاں سے اپنے حوض کو دیکھتا ہوں، (بخاری شریف)۔

☆......جو محبوب اکرم ﷺ زمین سے سات آسمان پرے جنت اور اس کے حوض کوثر کو دیکھ سکتا ہے کیا وہ عالم شہادت کے رہنے والے غلاموں کو نہیں دیکھ سکتا، ﴿ ویکون الرسول علیکم شہیدا﴾ کا اور کیا مطلب ہے۔

☆......آپ کو زمین و آسماں کے تفصیلی علوم عطا ہوئے ؂

نبی رازدار خفی و جلی ہے
نبی پاسبان عتیق و علی ہے

﴿......عاقبت محمود ہوگی......﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

☆......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ گویا ہم عقبہ بن رافع کے مکان میں ہیں، ہمارے پاس تازہ کھجوریں لائی گئیں، جن کو ابن طاب کہا جاتا ہے، میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ ہم کو دنیا میں رفعت و منزلت حاصل ہوگی، اور ہماری عاقبت محمود ہوگی۔ اور ہمارا دین عمدہ ہے،

(مسلم، کتاب الرویا)

☆......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں نے خواب میں

اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے، وہ مجھے بہت برے محسوس ہوئے۔ خواب میں مجھے وحی ہوئی، میں ان کو پھونک مار کر اڑا دوں، سو میں نے پھونک ماری تو وہ اڑ گئے، میں نے اس کی یہ تعبیر کی ہے کہ میرے بعد دو جھوٹے آدمیوں کا ظہور ہوگا، ایک ان میں صنعا کا عنسی اور دوسرا یمامہ کا مسلیمہ ہے۔

......ایک خواب، کئی اسرار......

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

☆......ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا، یارسول اللہ! آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک ابر کے ٹکرے سے شہد اور گھی ٹپک رہا ہے، لوگ اپنے اپنے چلو میں اس کو حاصل کر رہے ہیں، بعض لوگ زیادہ چلو بھر رہے ہیں اور بعض کم، اور میں نے دیکھا کہ آسمان سے زمین کی طرف ایک رسی لٹکی ہوئی ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ اس رسی کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے، آپ کے بعد ایک شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ بھی چڑھ گیا۔ پھر ایک اور شخص نے اس کو پکڑا اور اوپر چڑھ گیا۔ پھر ایک تیسرے شخص نے رسی کو پکڑا تو وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر جڑ گئی اور وہ بھی اوپر چڑھ گیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ پر میرا باپ قربان ہو، خدا کی قسم آپ مجھے اس خواب کی تعبیر بیان کرنے دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم اسکی تعبیر بیان کرلو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا، ابر کے ٹکرے سے مراد اسلام ہے، اس سے جو شہد اور گھی ٹپک رہا ہے اس سے مراد قرآن پاک اور اسکی حلاوت اور لینت ہے، چلو بھرنے والے قرآن پاک کو یاد کرنے والے ہیں، (کوئی زیادہ یاد کرتے ہیں اور کوئی کم) رسی سے مراد دین حق ہے جس پر آپ قائم ہیں، آپ اس پر عمل پیرا رہیں گے، جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بلا لے گا، پھر آپ کے بعد ایک اور شخص اس پر چڑھے گا، پھر ایک تیسرا شخص اس پر عمل پیرا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اسے بھی بلائے گا۔ اس کے بعد ایک اور شخص اس پر عمل کرے گا، اس (کے دور) میں کچھ خلل ہوگا، پھر خلل دور ہو جائے گا، تو وہ بھی اوپر چڑھ جائے گا۔ میرا باپ آپ پر قربان ہو، کیا یہ تعبیر درست ہے۔ یا اس میں کچھ غلطی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم نے کچھ تعبیر درست بیان کی ہے اور کچھ میں خطا کی ہے، حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ! خدا کی قسم، آپ مجھے بتائیے کہ میں نے کیا خطا کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا، قسم نہ دو۔ (مسلم، کتاب الرویا)

……اشارات……

☆……اس خواب میں مستقبل کے بیش بہا اسرار پوشیدہ تھے جن کو حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آشکار کر دیا، خوابوں کی تعبیر ایک خاص علم ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے

خاص بندوں کو سرفراز فرماتا ہے۔

☆...... یہ علم خاص حضرت یوسف علیہ السلام کو عطا کیا گیا جسے "تاویل الاحادیث" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پھر محبوب پاک، صاحب لولاک ﷺ کو عطا کیا گیا اور آپ کے کامل اطاعت گزاروں کو عطا کیا گیا۔

☆...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعبیر بالکل صحیح تھی، خلفاء کی خلافت کا تعین فرمانے میں خطا کر گئے، حضور اکرم ﷺ اس تعین کو بھی جانتے تھے۔ لیکن قسم دینے کے باوجود بیان نہ فرمایا، کیونکہ اس راز کا تعلق اس علم غیب کے ساتھ تھا جو آپ کی ذات پاک کے ساتھ مخصوص ہے،

☆...... امام عسقلانی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے، اس حدیث پاک میں علم تعبیر کی شان و عظمت ظاہر ہوئی، جس سے کائنات کے بعض غیوب و اسرار کی اطلاع حاصل ہوتی ہے، (فتح الباری جلد ۱۲ ص ۳۶۲)

☆...... خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ حدیث پاک میں ہے جو آدمی زیادہ سچا ہو گا، اس کا خواب بھی زیادہ سچا ہوگا، (مسلم، کتاب الرویا)

☆...... حضرت امام عسقلانی فرماتے ہیں، خواب دیکھنے میں لوگوں کے تین درجے ہیں، پہلا درجہ انبیاء کرام کا ہے، ان کے تمام خواب سچے ہوتے ہیں (فتح الباری جلد ۱۲ ص ۳۶۲)

☆...... حضرت امام داشتانی فرماتے ہیں، حضور نبی اکرم ﷺ کو مختلف طریقوں سے علم عطا کیا گیا، ایک طریقہ سچے خواب کا ہے۔ (اکمال المعلم جلد ۶ ص ۷۳)

☆...... اس حدیث پاک سے قرآن کی حلاوت، اسلام کی عظمت اور ان پر چلنے والے بلند مرتبہ لوگوں کی رفعت بھی معلوم ہوئی۔

☆......کسی بات کوٹال دینے سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم نہیں ہوتا، چونکہ آپ سراپا حکمت بن کر آئے ہیں، اس لئے جو امر حکمت کے خلاف ہوتا ہے، اسے ظاہر نہیں فرماتے۔

☆......رسی ٹوٹنے سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں آنے والے وہ مصائب ومہالک ہیں، جن سے تمام عالم اسلام پریشان تھا۔ اس سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ذات مقدسہ پر طعن نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ آپ نے درجہ شہادت حاصل کر کے اخروی کامیابی حاصل کر لی، شیعہ حضرات کے امام شیخ ابوجعفر کلینی نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے فرمایا، بنوعباس کا اختلاف حتمی ہے، ندا حتمی ہے اور امام مہدی کا ظہور بھی حتمی ہے، حلبی نے پوچھا کہ نداء کیا ہے۔ آپ نے فرمایا، صبح کے وقت ایک منادی ندا کرے گا، خبردار علی اور انکی جماعت کامیاب ہے۔ اور شام کے وقت ایک منادی ندا کرے گا، خبردار، عثمان اور ان کی جماعت کامیاب ہے،

(کتاب الروضہ جلد ۸ ص ۳۱۰ مطبوعہ تہران)

......خیبر شکن، مرحب فگن......

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

☆......رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا، کل میں اس آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا، جو اللہ اور اس کے رسول کا محب ہے۔ اور اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا کرے گا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس دن کے علاوہ میں نے کبھی امارت کی تمنا

نہیں کی، پھر میں اس دن آپ کے سامنے اس امید کے ساتھ آیا کہ آپ مجھے اس کیلئے بلائیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور ان کو جھنڈا عطا کیا، اور فرمایا، جاؤ اور اِدھر اُدھر توجہ نہ کرنا، جہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کچھ دور گئے، پھر ٹھہر گئے۔ اور اِدھر اُدھر توجہ نہ کی، پھر انہوں نے زور سے آواز دی یارسول اللہ، میں لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کروں، آپ نے فرمایا، تم ان سے اس وقت تک جنگ کرو جب تک وہ ﴿لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ﴾ کی گواہی نہ دیں۔ جب وہ یہ گواہی دے دیں تو پھر انہوں نے تم سے اپنی جانوں اور مالوں کو محفوظ کر لیا، مگر یہ کہ اُن پر کسی کا حق ہو اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

﴿......اشارات......﴾

☆...... یہ روایت مبارکہ حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

☆......اس روایت میں مستقبل کا علم پایا جاتا ہے، جس کو حضور سراپا نور ﷺ باذن اللہ جانتے تھے اور اس کی خبر صادق بھی عطا فرمائی۔

☆......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خصوصی فضیلت ثابت ہوئی، وہ اللہ تعالیٰ اور اس

کے محبوب اقدس ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا محبوب ﷺ ان سے محبت کرتے ہیں، اسی روایت میں ہے کہ آپ کی آنکھیں دکھتی تھیں، حضور ﷺ نے لعاب دہن لگایا تو فوراً ٹھیک ہو گئیں، اس میں اختیار مصطفےٰ کی کتنی حسین جھلک ہے۔

☆...... لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ صرف لا الہ الا اللہ کہنے سے ایمان نصیب نہیں ہوتا۔

ذکر حق کے بعد ذکر مصطفےٰ کرتے ہیں ہم
مرحباً ہر کام کی یوں ابتدا کرتے ہیں ہم

☆...... صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ حضور اقدس ﷺ کو "مستقبل کا علم غیب" عطا فرمایا گیا ہے، ورنہ کوئی بھی دعا نہ کرتا۔ الحمد للہ! یہی عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ہے۔

...... حضرت عائشہ صدیقہ کا عقیدہ ......

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

اے عائشہ! یہ جبریل ہیں جو تم کو سلام کر رہے ہیں، میں نے عرض کیا ﴿وعليه السلام ورحمة الله وبركاته﴾ پھر میں نے کہا ﴿وهو يرى ما لا ارى﴾ آپ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں، جن کو میں نہیں دیکھتی، (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

……حضرت فاطمہ کا عقیدہ……

حضرت سیدہ عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

☆……حضور اقدس ﷺ کی تمام ازواج اکٹھی تھیں، ان میں کوئی بھی باقی نہیں تھی، اتنے میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آ گئیں، ان کا چلنا، رسول اللہ ﷺ کے چلنے کے مشابہ تھا، آپ نے ارشاد فرمایا، مرحبا میری بیٹی، پھر ان کو اپنی دائیں یا بائیں طرف بٹھا لیا۔ پھر آپ نے ان سے چپکے سے کوئی بات کی، آپ رونے لگیں، پھر چپکے سے کوئی بات کی تو آپ ہنسنے لگیں، میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، آپ کیوں روئیں، آپ نے کہا، میں حضور ﷺ کا راز نہیں بتاؤں گی، میں نے کہا، میں نے آج کی طرح کوئی مسرت، غم سے اتنی قریب نہیں دیکھی، رسول اللہ ﷺ نے ہمارے بغیر آپ سے خصوصی بات کی ہے، آپ پھر بھی رو رہی ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا، تو میں نے پھر پوچھا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے پہلی مرتبہ یہ فرمایا تھا کہ جبریل مجھ سے ہر سال ایک بار قرآن پاک کا دورہ کرتے تھے اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دورہ کیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ میرا وصال قریب آ گیا ہے، اور میرے اہل بیت میں سے تم میرے ساتھ سب سے پہلے آ ملو گی، میں تمہارا بہترین پیش رو ہوں، اس پر

میں رونے لگی۔ پھر آپ ﷺ نے سرگوشی فرمائی کہ تم اس شان پر راضی نہیں ہو، کہ تم تمام اہل ایمان کی عورتوں کی سردار ہو، یا اس امت کی تمام عورتوں کی سردار ہو، تو میں اس وجہ سے ہنس پڑی،

(مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

اشارات

☆......ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جس طرح جہان شہادت کو ملاحظہ کرتے ہیں، اسی طرح جہان غیب کو مشاہدہ کرتے ہیں،

☆......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ ہے کہ جو کچھ حضور انور ﷺ دیکھتے ہیں، ہم نہیں دیکھتے، یہ حضور پرنور ﷺ کی بارہ گاہ علم و بصیرت میں کتنا خوبصورت اظہار عقیدت ہے۔

☆......حضور ﷺ نے اپنے وصال کی خبر عطا فرمائی اور پھر حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر عطا فرمائی، معلوم ہوا آپ کو تمام اہل بیت کے وقت وصال کا علم تھا اسی لئے حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے وقت وصال کی تخصیص فرمائی۔

☆......حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کی شان و عظمت معلوم ہوئی کہ آپ تمام اہل ایمان کی عورتوں کی سردار ہیں اور اس امت مرحومہ کی خواتین کیلئے بہترین نمونہ ہیں۔

مزرع تسلیم را حاصل بتول
مادراں را اسوہ کامل بتول

☆......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کی شان و عظمت

کوظاہر کرنے والی روایت بیان کی، جو اس امر کی دلیل ہے کہ حضور پرنور ﷺ کے اہل وعیال آپس میں مودت ومحبت کی عملی تفسیر تھے۔

☆......عالم برزخ میں ارواح کی ملاقات ہوتی ہے، یہ امر ﴿ انك اول اهلی لحوقابی ﴾ (میرے اہل بیت میں سے تم میرے ساتھ سب سے پہلے آملوگی) سے ثابت ہوا۔

☆......بیٹی کا استقبال کرنا اور اسے عزت واحترام سے بٹھانا، رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے اللہ! اللہ! اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے والے وحشیوں کے اس تاریک معاشرے میں بیٹی کی عظمتوں کو چار چاند لگانے والا رسول، واقعی کتنا عظیم ہے۔

﴿......وصال زینب کی خبر......﴾

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سب سے زیادہ جلدی مجھ سے وہ زوجہ لاحق ہوگی جس کے ہاتھ تم سب سے زیادہ لمبے ہوں گے، آپ فرماتی ہیں، پھر ہم سب اپنے اپنے ہاتھ ناپنے لگیں کہ کس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ لمبے ہاتھ حضرت زینب کے تھے، کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے کام کاج کرتی، اور صدقہ وخیرات کرتی تھیں۔ (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

﴿......اشارات......﴾

☆......اس حدیث مبارک میں حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر موجود ہے۔

☆......حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، یہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی منقبت

ہے اور حضور اقدس ﷺ کا معجزہ ہے۔(شرح مسلم جلد ۲ ص ۲۹۱)

☆......یعنی حضور اقدس ﷺ کا علمی اعجاز ہے کہ انہوں نے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے وصال کا علم عطا فرما دیا، کسی کی موت کے بارے میں جاننا "علوم خمسہ" کا ایک جزو ہے، جس کو آپ باذن اللہ جانتے ہیں۔

......حضرت سعد کے مقامات......

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

☆......رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ سامنے رکھا ہوا تھا، ﴿اهتز لها عرش الرحمن﴾ ان کے وصال سے رحمٰن کا عرش لرزنے لگا،

(مسلم، بکتاب فضائل الصحابہ)

☆......رسول اللہ ﷺ کو ریشم کا ایک حلہ پیش کیا گیا، صحابہ کرام اس کو چھوتے وقت اس کی نرمی پر تعجب کرتے، آپ ﷺ نے فرمایا، تم لوگ اس حلے کی نرمی پر تعجب کر رہے ہو، جنت میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی زیادہ نرم ہیں (ایضا)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔

......اشارات......

☆......کسی انسان کا انجام کیسا ہے۔ اس کا ذاتی علم حق سبحانہٗ کے پاس ہے، لیکن اس

نے اپنے فضل و کرم سے اپنے محبوب، طالب و مطلوب ﷺ کی نگاہوں سے یہ راز پوشیدہ نہیں رکھا، اس کی دلیل مندرجہ بالا احادیث قدسیہ بھی فراہم کررہی ہیں۔

☆......حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مقامات رفیعہ اور درجات علیہ کا علم ہوا۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ "ان کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شریک ہوئے" (اسد الغابہ جلد ۲ ص ۲۹۹)

☆......جنتی مقامات، رومال، اور ستر ہزار فرشتوں کا حال جہان غیب سے تعلق رکھتا ہے، اور حضور پرنور ﷺ اس کو معائنہ فرمارہے ہیں۔

☆......اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا، ان کا جنازہ اٹھائے جانے تک فرشتے ان پر سایہ کرتے رہیں گے، (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ

☆......بلکہ خود حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا عطائی علم دیکھئے۔ انہوں نے اپنے لخت جگر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا "مجھے یقین کامل ہے کہ غزوہ احد میں جو لوگ شہید ہوں گے، ان میں سب سے پہلے میں شہید ہوں گا، (اسد الغابہ جلد ۳ ص ۲۳۳)

☆......حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اس شان علم و کمال کی کیا حسین توجیہ بیان فرمائی ہے۔ ﴿فحینئذ یضاف الیک التکوین وخرق العادات﴾ یعنی اب تیری جانب تکوین اور خرق عادات کی نسبت کی جائے گی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اے حضرت انسان تو فنافی اللہ کے مقام پر پہنچتا ہے اور فعل و ارادہ کے سوا تجھ میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا تو تکوین کائنات اور خرق عادات کی نسبت تیرے ساتھ بھی کردی جاتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ تجھے خوارق کے علم اور کرامات میں متصرف فرمادیتا ہے، (شرح فتوح الغیب ص ۳۰)

☆......یہ غلامانِ مصطفیٰ کی شان ہے، خود مصطفےٰ ﷺ کی کیا شان ہوگی، کیا خوب فرمایا ہے حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ نے ۔

ما ان رائت ولا سمعت بواحدٍ

فی النا س کلھم کمثل محمدٍ

اوفی واعطیٰ للجزیل لمجتد

و متیٰ تشاء یخبرك عما غدٍ

یعنی میں نے تمام انسانوں میں حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل کوئی نہ دیکھا اور نہ سنا، وہ سب سے زیادہ عطا کرنے والے ہیں۔اور تو جب چاہے تجھے کل کی خبر عطا فرمادیں، (گویا ماضی، حال، استقبال ان کے سامنے آئینے سے زیادہ روشن ہے)

(الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ)

☆......حضور پرنور ﷺ نے ان کو قبیلے ہوازن، ثمالہ، سلمہ اور فہم کا سردار بنادیا، (ایضاً)

یہ تذکارِ علم مصطفےٰ ﷺ کا انعام ہے۔

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھادو

جس کو مری سرکار سے ٹکرا نہ ملا ہو

......صحابہ کرام امان ہیں......

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

☆......رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا، اور آپ بکثرت آسمان کی طرف سر اٹھاتے تھے۔آپ نے فرمایا ستارے

آسمان کیلئے امان ہیں، جب ستارے ختم ہو جائیں گے تو آسمان پر وہ چیز (قیامت) آجائے گی جس سے تمہیں ڈرایا گیا ہے، اور میں اپنے صحابہ کرام کیلئے امان ہوں، اور جب میں چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ (فتنے) آجائیں گے جن سے ان کو ڈرایا گیا ہے۔ اور میرے صحابہ کرام میری امت کے لئے امان ہیں، جب وہ چلے جائیں گے تو میری امت پر وہ (فتنے) آجائیں گے، جن سے اس کو ڈرایا گیا ہے۔ (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

...... اشارات ......

☆...... اس حدیث مبارک میں زمانہ استقبال کی خبر موجود ہے۔ جیسا زبان رسالت سے نکلا، ویسا ہو کر رہا۔ اس حدیث پاک سے وجود مصطفےٰ ﷺ اور وجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی برکات بھی ثابت ہیں۔

☆...... حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، صحابہ کرام کو جن فتنوں سے ڈرایا گیا، وہ ان کی باہمی جنگ، ارتداد عرب اور اختلاف قلوب وغیرہ کے فتنے ہیں۔ اور امت کو جن فتنوں سے خبردار کیا گیا، وہ دین حق میں بدعات کا ظہور، شیطانی قرن کا طلوع، رومیوں کا تغلب، مدینہ شریف اور مکہ شریف کی حرمتوں کی پامالی وغیرہ کے فتنے ہیں۔ (شرح مسلم جلد ۲ ص ۳۰۸)

☆...... ہر زمانہ۔ حضور اقدس ﷺ کے سامنے روشن ہے، اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

"انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اظہار خوارق وادراک غیب میں انسان مختار بعطائے قادر جلیل الاقتدار ہیں۔ کہ جس طرح عام آدمیوں کو ظاہر حرکات وظاہری ادراک کے اختیارات، حضرت واہب العطیات نے بخشے ہیں کہ جب چاہیں دست وپا کو جنبش دیں، چاہیں نہ دیں، جب چاہیں آنکھ کھول کر کوئی چیز دیکھ لیں، چاہیں نہ دیکھیں، اگرچہ بے خدا کے چاہے وہ کچھ نہیں چاہ سکتے۔ اور وہ چاہیں اور خدا نہ چاہے تو ان کا چاہا کچھ نہیں ہوسکتا، اور وہ عطائی اختیارات اس کے حقیقی ذاتی اختیار کے حضور کچھ نہیں چل سکتے، بعینہ یہی حالت حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دربارہ معجزات وادراک مغیبات ہے کہ رب عزوجل نے انہیں ظاہری جوارح وسمع وبصر کی طرح باطنی صفات عطا فرمائی ہیں کہ جب چاہیں، خرق عادات فرما دیں، مغیبات کو معلوم فرمالیں، چاہیں نہ فرمائیں، اگرچہ بے خدا کے چاہے نہ وہ چاہ سکتے ہیں اور نہ بے ارادہ الٰہیہ ان کا ارادہ کام دے سکتا ہے۔ (الامن والعلی ص ۱۴۴)

☆......تمام انبیاء کرام کا یہ مقام ہے کہ وہ جب چاہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے معجزات اور مغیبات کو ظاہر کردیں تو تاجدارِ انبیاء ﷺ کا کیا مقام ہوگا، جو سراپا برہان بن کر تشریف لائے۔

......امت کے بہترین لوگ......

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت کے بہترین لوگ اس زمانہ کے لوگ ہیں جس میں، میں مبعوث ہوا۔ پھر وہ لوگ جو اس کے زیادہ قریب ہیں، اللہ بہتر جانتا ہے کہ آپ نے تیسرے درجے کا ذکر فرمایا تھا یا نہیں، پھر ایک ایسی قوم آئے گی جو فربہی کو پسند کرے گی، اور شہادت (کو طلب کئے جانے) سے پہلے شہادت دے گی، (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

☆......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ قوم خیانت کرے گی، امانت دار نہ ہوگی، وہ نذر مانے گی مگر اس کو پورا نہ کرے گی (ایضا)

☆......حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ قوم حلف اٹھائے گی حالانکہ اس سے حلف کا مطالبہ نہ کیا جائے گا (ایضا)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی کی آخری نماز پڑھائی۔ سلام پھیر کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا، کیا تم لوگوں نے اس رات پر غور کیا، جو لوگ اس وقت روئے زمین پر ہیں، ایک سو سال کے بعد ان میں کوئی زندہ نہ رہے گا۔ (ایضا)

☆...... حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ غزوہ تبوک سے واپس ہوئے تو لوگوں نے آپ سے قیامت کے متعلق سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جوذی روح آج زمین پر زندہ ہے، اس پر سو سال نہیں گزریں گے۔ (ایضا)

...... اشارات ......

☆......ان احادیث مبارکہ میں بھی علوم نبوت کی کہکشاں چمک رہی ہے۔

☆......حضور اقدس ﷺ کو تمام روئے زمین کے افراد کی عمروں کا علم عطا فرمایا گیا۔ اسی لئے تو فرمایا کہ ایک سو سال کے بعد اس زمانے کا کوئی ذی روح زندہ نہ رہے گا،

☆......حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ القوی فرماتے ہیں،

''حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لیکر نفخہ اولیٰ تک سب حالات حضور اقدس ﷺ پر منکشف ہو گئے تا کہ آپ کو اول و آخر کے تمام احوال معلوم ہو جائیں، آپ نے بعض حالات کی اپنے صحابہ کرام کو بھی خبر عطا فرمائی'' (مدراج النبوۃ جلد ا س ۱۴۴)

☆......حضرت امام عیاض مالکی رحمہ اللہ القوی فرماتے ہیں''۔

☆......اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام دینی اور دنیوی مصلحتوں پر مطلع فرمایا، اپنی امت کی مصلحت، سابقہ امتوں کے واقعات اور اپنی امت کے چھوٹے سے چھوٹے واقعہ پر مطلع فرمایا۔ اور معرفت تمام کے فنون سے آگاہ کیا جیسا کہ احوال قلب، فرائض عبادت اور علم حساب وغیرہ۔ (کتاب الشفاء)

☆......جب بھی حضور اکرم ﷺ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا جاتا، آپ اسکا

جواب دینا پسند نہ فرماتے، بلکہ کوئی اور بات شروع کر دیتے، یہ انداز مبارک اس امر کی دلیل ہے کہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ قیامت کے بارے میں جانتے تھے، لیکن اس علم کو ظاہر کرنا منشائے خداوندی کے خلاف تصور کرتے تھے۔ حضرت امام خازن رحمہ اللہ آیت ﴿خلق الانسان o علمه البیان﴾ کے تحت فرماتے ہیں ﴿لا نهٗ علیه السلام نبی عن خبر الاولین و لآخرین و عن یوم الدین﴾ یعنی آپ کو اولین و آخرین اور یوم الدین کی خبر دے دی گئی، (تفسیر خازن)

☆......قاضی شوکانی فرماتے ہیں ﴿حتیٰ اری الی العرش و الیٰ اسفل الارضین﴾ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرش علیٰ اور تحت الثریٰ کی ہر چیز کو مشاہدہ کر لیا، (فتح القدیر جلد۲ص ۱۳۳)

☆......علامہ عبدالحق حقانی فرماتے ہیں، آسمانوں اور زمینوں کو، اور ان کے اندر جو کچھ اسرار و حکمت تھے، ان کے دل پر منکشف کر دیئے گئے، (تفسیر حقانی جلد۴ص ۸۸)

☆...... یہ حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا مقام علم اور کمال بصیرت ہے تو حضرت حبیب اللہ علیہ السلام کی کیا شان ہوگی، مولوی قاسم نانوتوی صاحب فرماتے ہیں ''علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور، لیکن وہ سب علم رسول اللہ میں مجتمع ہیں، اسی طرح سے عالم حقیقی رسول اللہ ہیں، اور انبیاء باقی اور اولیاء بالعرض ہیں'' (تحذیر الناس ص ۴)

﴿......اویس القرنی کی خبر......﴾

حضرت اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کوفہ ایک وفد لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ وفد میں ایک ایسا

آدمی بھی تھا جو حضرت اویس سے مذاق کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یہاں کوئی قرن کا رہنے والا بھی ہے۔ وہ آدمی پیش ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا، اس کا نام اویس ہوگا، یمن میں اس کی والدہ کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ اس کو برص کی بیماری لاحق تھی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ایک دینار یا درہم کے برابر جگہ کے باقی تمام بیماری دور کردی۔ تم میں جو آدمی بھی اس سے ملے، اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائے۔

(مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

☆...... ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حضور حاضر ہو گئے تو انہوں نے ان سے تمام نشانیاں پوچھ کر حدیث بیان کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اہل یمن کی کمک کے ساتھ تمہارے پاس قبیلہ مراد سے قرن کا ایک شخص آئے گا، جس کا نام اویس بن عامر ہوگا، اس کو برص کی بیماری لاحق ہوئی تھی، ایک درہم کی مقدار کے علاوہ باقی سب ٹھیک ہو چکی ہوگی، قرن میں اس کی والدہ، جس کے ساتھ وہ بہت نیکی کرتا ہے۔ اگر وہ کسی چیز پر اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا۔ اگر تم سے ہو سکے تو تم اس سے مغفرت کی دعا کرانا۔ سو اب میرے لئے مغفرت کی دعا کرو۔ حضرت اویس القرنی

رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے مغفرت کی دعا کی

(مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

☆......ایک اور روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تابعین میں جو بہترین شخص ہے، اس کا نام اویس ہوگا۔ (ایضاً)

﴿......اشارات......﴾

☆......اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کوئی عاشق زار دنیا کے کسی بھی خطے میں رہتا ہو، محبوب پاک ﷺ کو اس کی خبر ہوتی ہے۔ اسی شان کا نام علم و فضل ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا بہت عظیم مقام ہے، یہاں تو جنت کو خبر ہوتی ہے کہ کونسا سائل اسے طلب کر رہا ہے اور دوزخ کو خبر ہوتی ہے کہ کونسا سائل اس سے خدا کی پناہ مانگ رہا ہے، حدیث پاک ہے ﴿من سال اللہ الجنۃ ثلث مرات وقالت الجنۃ اللھم ادخلہ الجنۃ ومن استجار من النار ثلث مرات قالت النار اللھم اجرہ من النار﴾

(سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۷۷)

☆......حور کو خبر ہوتی ہے کہ کونسا آدمی اس کا خاوند بنے گا، اگر دنیا کی عورت اس آدمی کو تکلیف پہنچائے تو وہ کہتی ہے، اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے، وہ آدمی ترے پاس مسافر ہے، عنقریب وہ ہمارے پاس پہنچ جائے گا۔ (ترمذی جلد ا ص ۱۴۰، ابن ماجہ ص ۱۴۶)

☆......معلوم ہوا اگر جنت و دوزخ اور حوران نور ہزاروں سال کی مسافت سے انسانوں کی سرگرمیوں اور ان کی دنیوی تکلیفوں سے واقف ہیں، بلکہ ایک حدیث پاک ہے کہ ایک فرشتہ ایسا ہے، جو تمام مخلوق کی آواز سنتا ہے اور وہ میری قبر انور پر کھڑا رہے گا،

وہ میرے ہر امتی کے درود پاک کو سن کر میری بارگاہ میں عرض کرے گا، یارسول اللہ فلاں ابن فلاں نے آپ پر اتنا درود پڑھا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس درود پاک پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے۔ (جلاء الافہام ص ۶۰، جامع صغیر جلد ا ص ۹۴)، اگر وہ فرشتہ اس قدر باخبر ہے تو رسول اعظم، نبی اکرم، محبوب محتشم ﷺ کی شان علم اور وسعت خبر کا کیا عالم ہوگا۔

☆......اس شانِ علم اور وسعت خبر سے بھلا حضرت اویس القرنی رضی اللہ عنہ کا درد جگر کیسے پوشیدہ رہ سکتا تھا۔ حضور سراپا نور ﷺ نے ان کے تمام حالات و واقعات کی خبر عطا کر دی، اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں ان کے مقام رفیع کا ذکر بھی کر دیا۔

☆......کسی درویش خدامست کو مذاق کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے، انجانے وہ کس درجے پر فائز ہے، ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر

تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

☆......اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے، اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کرتے ہیں، وہ انہیں ضرور عطا فرماتا ہے، اس لیے ہم گنہگار، ان محبوبان ذی وقار سے دعا کی التجا کرتے ہیں، ویسے یہ صحابہ کرام کی سنت مطہرہ بلکہ حکم مصطفےٰ سے بھی ثابت ہے، اس حدیث پاک میں اس سوال کا کتنا خوبصورت جواب ہے، کہ تم لوگ علی پور اور شرقپور کیا لینے جاتے ہو، کیا خدا تعالیٰ تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب نہیں، ہم کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے دعائے مغفرت کرانے کا کیوں حکم دیا۔ کیا خدا تعالیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب نہیں تھا۔

☆......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا مقام ہر اعتبار سے

زیادہ ہے، ان کو صرف اسلئے حضرت اویس القرنی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا جا رہا ہے کہ چھپے ہوئے درویشان خدا اور عاشقان مصطفیٰ کی شان و عظمت بھی امت کو معلوم ہو جائے۔

......سرزمین مصر بھی فتح ہو گی......

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

☆......رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم عنقریب ایک زمین کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر کیا جائے گا۔ تم اس زمین کے باسیوں سے اچھا سلوک کرنا۔ کیونکہ تم پر ان کا حق اور رشتہ ہے، جب تم وہاں، دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ کیلئے لڑتے ہوئے دیکھو تو وہاں سے چلے آنا، حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے ربیعہ اور عبدالرحمٰن ایک اینٹ کی جگہ میں لڑ رہے تھے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وہاں سے نکل آئے۔ (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

☆...... ایک روایت میں واضح طور پر منقول ہے کہ تم عنقریب سرزمین مصر کو فتح کرو گے۔ (ایضا)

......اشارات......

☆......حضور اقدس ﷺ کو امت مرحومہ کے کلی و جزوی حالات کی خبر ہے۔

☆......اہل مصر کا اہل عرب پر حق یہ ہے کہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کا تعلق سرزمین مصر سے تھا۔ اور رشتہ یہ ہے کہ حضور نبی

اکرم ﷺ کی زوجہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا بھی مصری النسل تھیں۔

☆......حضور پرنور ﷺ نے امت مرحومہ کی شان وشوکت اور قوت وعظمت کی اطلاع دی۔

☆......حضور پرنور ﷺ کو اتنا بھی علم تھا کہ دو آدمی ایک اینٹ کی جگہ کیلئے برسر پیکار ہوں گے۔

﴿......کذاب اور ظالم کی اطلاع......﴾

حضرت ابونوافل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

☆......میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی گھاٹی پر دیکھا (وہ سولی پر شہید کردیئے گئے تھے) اس جگہ سے قریش اور دوسرے لوگ گزر رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی وہاں سے گزر ہوا، وہ وہاں ٹھہر گئے۔ اور فرمایا ﴿السلام علیك ابا خبیب، السلام علیك، ابا خبیب، السلام علیك ابا خبیب﴾ بخدا میں آپ کو اس اقدام خلافت سے روکتا تھا، (تین مرتبہ) سنیئے، اللہ کی قسم آپ بہت زیادہ روزے رکھنے والے، بہت قیام کرنے والے، بہت صلہ رحمی کرنے والے، انسان تھے، اللہ تعالٰی کی قسم آپ کی جس جماعت کو دشمن برا سمجھتے رہے، وہ بہت اچھی جماعت تھی۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہوگئے۔ جب حجاج بن یوسف کو حضرت عبداللہ کے وہاں کھڑے ہونے اور محو کلام ہونے کی خبر ملی تو اس نے حضرت عبداللہ

بن زبیر رضی اللہ عنہ کی نعش کو سولی سے اتروایا اور یہود کے قبرستان میں پھنکوادیا، پھر اس نے ان کی والدہ حضرت اسما بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا کو بلوایا، مگر وہ نہ آئیں۔ اس نے پھر پیغام بھیجا کہ میرے پاس آؤ ورنہ میرا آدمی تمہیں بالوں سے گھسیٹ کر لائے گا، انہوں نے پھر انکار کر دیا، اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہیں آوں گی جب تک تو مجھے گھسیٹ کر نہیں لائے گا، حجاج نے کہا میرا جوتا لاؤ، پھر اس نے جوتا پہنا اور اکڑ کر حضرت اسما رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، اور کہنے لگا، تم نے دیکھا، میں نے اللہ کے دشمن کو کیسے قتل کر دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا، تو نے اس کی دنیا برباد کر دی اور اس نے تیری عاقبت برباد کر دی، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو اسے دو کمر بندوں والی عورت کا بیٹا کہتا ہے۔ تو سن، اللہ کی قسم میں دو کمر بندوں والی عورت ہوں، کمر بند کے ایک ٹکرے سے میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا طعام سواری کے ساتھ باندھا تھا، اور دوسرا ٹکڑا وہ ہے جس سے کوئی عورت بے نیاز نہیں ہوتی۔ اور سن، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ فرمایا تھا، ثقیف میں ایک کذاب اور ایک ظالم ہوگا۔ کذاب کو تو ہم پہلے دیکھ چکے ہیں اور رہا ظالم تو ہمیں یقین ہے کہ وہ تو ہی ہے، حجاج وہاں سے چلا گیا اور اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

﴿......اشارات......﴾

☆......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا مقام بیان ہوا۔

☆......حضرت اسماء بنت صدیق رضی اللہ عنہا کے صبر واستقامت کی عجیب داستان سنائی دی، واقعی اللہ تعالیٰ کے بندوں کو کسی کا خوف نہیں ہوتا

☆......سماع موتی کا مسئلہ حل ہوا، اگر فوت شدگان نہیں سن سکتے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جیسا جلیل القدر صحابی کیوں پکار رہا تھا۔

☆......حضور اقدس ﷺ کا علمی اعجاز دکھائی دیا، آپ نے سالہا سال پہلے خبر عطا فرمادی کہ ایک کذاب ہوگا اور ایک ظالم ہوگا۔

☆......حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ حق پر تھے، وہ مظلوماً شہید ہوئے تھے اور حجاج اور اس کے ساتھی باغی تھے، (شرح مسلم جلد ۲ ص ۳۱۲)

☆......فوت شدہ کو سلام کہنا ثابت ہوا۔ (ایضاً)

☆......اگر ''السلام علیک اباخبیب'' کہنا جائز ہے تو السلام علیک یا حبیب اللہ کہنا کیوں جائز نہیں۔

☆......بعض حضرات کا موقف ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو صیغہ خطاب کے ساتھ سلام عرض نہیں کرنا چاہیے، اس لئے کہ صیغہ خطاب کے ساتھ اسے سلام کیا جاتا ہے جو قریب ہو ہم کہتے ، آپ کا یہ موقف درست مان لیا جائے تو بھی حضور اقدس ﷺ کو صیغہ خطاب کے ساتھ سلام عرض کرنا جائز ہے کیونکہ آپ اہل ایمان کی جانوں سے بھی زیادہ

قریب ہیں، فرمان خداوندی ہے

﴿النبی اولیٰ بالمو منین من انفسھم﴾(القرآن)

روح المعانی میں اولی کا معنیٰ حق اور اقرب بیان کیا گیا ہے، (جلد ۱۱ص۱۵۱)

☆......حضور اقدس ﷺ کیلئے قریب و بعید کی حدود کا تعین کرنا ایمان کے تقاضوں کے خلاف ہے، اور آپ کی جلالت شان سے بے خبری کی انتہا ہے، جب یہ لوگ نماز کے دوران صیغہ خطاب کے ساتھ سلام عرض کرتے ہیں تو نماز سے باہر کیوں نہیں کرتے، کیا نماز والا عقیدہ بھی باطل ہو سکتا ہے؟۔

☆......حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ القویٰ فرماتے ہیں،

☆......حضور اقدس ﷺ ہمیشہ مومنوں کے نصب العین اور عابدوں کے قرۃ العین ہیں، تمام احوال واوقات میں، بالخصوص حالت عبادت میں، کیونکہ نورانیت کا وجود اور انکشاف اس مقام میں بہت زیادہ اور قوی ہوتا ہے، بعض عرفاء فرماتے ہیں یہ خطاب ﴿السلام علیك یا ایھا النبی﴾ اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے تمام ذرا ریا اور ممکنات کے تمام افراد میں جاری ہے۔ پس آں حضرت در ذات مصلیان موجود وحاضر است، لہذا حضور اقدس ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہوتے ہیں، پس نمازی کو چاہئے کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے اور حضور سے غافل نہ ہو جائے، تا کہ قربِ مصطفےٰ کے انوار اور معرفت کے اسرار سے منور اور فیض یاب ہوتا رہے،

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ص ۴۰۱)

☆......یہی عبارت غیر مقلدین کے پیشوا مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی لکھی ہے۔ (مسک الختام شرح بلوغ المرام جلد ۱ص ۲۵۹)

☆......حضرت امام غزالی رحمہ اللہ العالی فرماتے ہیں "نمازی اپنے دل میں حضور پر نور ﷺ اور آپ کے شخص کریم کو حاضر سمجھ کر ﴿السلام علیك ایھا النبی﴾ عرض کرے۔

(احیاء العلوم جلد ۱ ص ۱۵۱)

☆......حضرت امام یوسف نبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "حضور اقدس ﷺ نور اعظم ہیں جو جمیع موجودات میں جاری و ساری ہے، (جواہر البحار جلد ص ۴)

☆......مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی لکھا ہے، میرے والد گرامی نے اپنے رسالہ نور الایمان میں لکھا ہے ﴿السلام علیك یا ایھا النبی﴾ کا راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں جاری و ساری ہے، اور بندے کے باطن میں حاضر و موجود ہے، اس حالت شان کا پورا انکشاف، نماز میں ہوتا ہے، (سعایہ جلد ۲ ص ۲۲۷)

☆......عارف ربانی، امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، حضرت الشیخ علی خواص رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ بارگاہ خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوئے لہذا نمازی حضور اقدس ﷺ کو بالمشافہ سلام عرض کرتے ہیں، (کتاب المیزان جلد ۱ ص ۱۵۴)

☆......یہی عقیدہ حضرت امام بدرالدین عینی، حضرت امام ابن حجر عسقلانی، حضرت امام احمد قسطلانی اور حضرت امام زرقانی جیسے عظیم افراد امت نے بیان کیا ہے۔ (دیکھئے عمدۃ القاری جلد ۶ ص ۱۱، فتح الباری جلد ۲ ص ۲۵۰، مواہب لدنیہ جلد ۲ ص ۲۳۰، زرقانی علی المواہب جلد ۷ ص ۳۲۹)

☆......مولوی شبیر احمد عثمانی نے بھی لکھا ہے "جب دیکھا کہ حبیب، حبیب کے حرم میں حاضر ہے تو نمازی، حضور کو دیکھتے ہی ﴿السلام علیك ایھا النبی﴾ کہتے ہوئے حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے۔ (فتح الملہم جلد ۲ ص ۴۳)

☆......مولوی قاسم نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں ﴿النبی اولیٰ بالمو منین من

انفسهم ﴾ کو بعد ﴿صلہ من انفسهم ﴾ کے دیکھئے، تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں، کیونکہ اولیٰ بمعنیٰ اقرب ہوا۔ (تحذیر الناس ص ۱۰)

☆......چونکہ حضور ﷺ "اولیٰ" ہیں، اولی ولی سے تفضیل کا صیغہ ہے، ولی کا معنیٰ ہے قریب ہونا، (ابواب الصرف ص ۱۱۲) اس لئے آپ اپنی امت کے حالات جانتے ہیں اور دیکھتے سنتے ہیں، جو قیامت، انسانی جسم پر ٹوٹتی ہے، جان اس سے خبر دار ہوتی ہے، اور محبوب جان سے بھی زیادہ قریب ہو تو کیا اسے کوئی خبر نہیں ہونی چاہیے؟ حدیث پاک میں ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف رخصت فرمایا تو ان کو اپنے دائمی فراق کے بارے میں بھی بتادیا، وہ رونے لگے، تو آپ نے فرمایا ﴿ان اولى الناس بى المتقون ، من كانوا وحيث كانوا﴾ یعنی پرہیز گار لوگ میرے قریب ہی رہیں گے، وہ جہاں کہیں بھی رہیں، (مسند احمد جلد ۵ ص ۲۳۵)

☆......امت کے ہزاروں افراد نے حضور اقدس ﷺ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا، ان کو سلام عرض کیا، اور فیضان رحمت سے مالا مال ہوئے، لہذا آپ آج بھی قریب ہیں ۔

جو ہجوم غم سے تڑپ اٹھے تیری یاد وجہ سکوں بنی
یہ کھلا کہ جان عزیز سے ہے قریب تیرا مقام بھی

﴿......امام اعظم کی بشارت......﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿لو کان الدین عند الثریا لذھب بہٖ رجل من فارس اوقال من ابناء فارس حتیٰ یتناولہ﴾ اگر دین ثریا (کی بلندیوں) پر بھی ہوتا تو بھی فارس کا ایک مرد کامل اسکو حاصل کر لیتا۔ (مسلم، کتاب فضائل الصحابہ)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے، حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، نبی اکرم ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ﴿لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ھوء لا﴾ یعنی اگر ایمان ثریا (کی بلندیوں) پر بھی چلا جاتا تو اس کے ملک کے لوگ اس کو حاصل کر لیتے۔ (ایضاً)

﴿......اشارات......﴾

☆......حضور مخبر صادق ﷺ کی اس خبر غیب اور علم لا ریب میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ آپ کے دادا فارس کے رہنے والے تھے۔ (التعلیقات علی المناقب ص ۸)

☆......حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے "اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے اس کی صحت پر سب کا اتفاق ہے، اور اس میں حضرت امام ابو حنیفہ کی طرف اشارہ ہے، ان کے فضائل میں یہ حدیث کافی ہے، (ردالمختار جلد ۱ ص ۴۹)

☆......حضرت امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے امام سیوطی کے بعض شاگردوں کے حوالے سے لکھا ہے،۔

”ہمارے استاد محترم نے یقین کیا کہ اس حدیث سے امام اعظم ہی مراد ہیں، کیونکہ یہ بات بالکل عیاں ہے کہ امام صاحب کے زمانے میں اہل فارس میں سے کوئی بھی امام صاحب کے علمی مقام کو نہیں پہنچ سکا اور آپ تو آپ بلکہ آپ کے تلامذہ کا بھی کوئی مقام نہ پاسکا“ (الخیرات الحسان ص ۱۴)

☆......حضرت علامہ حنفی، حضرت علامہ عزیزی، اور حضرت علامہ ولی اللہ دہلوی کے مطابق بھی یہ حدیث حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔

(السراج المنیر جلد ۳ ص ۲۱۸، مکتوبات ولی اللہ ص ۱۶۸)

☆......نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب نے بھی اعتراف کیا ہے ”ہم امام دراں داخل است وہم جملہ محدثین فرس، (اتحاف النبلاء ص ۲۲۴)

☆......حضرت ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں ﴿فیہ معجزۃ ظاهرة للنبی ﷺ اخبر بما سیقع﴾ اس میں حضور نبی اکرم ﷺ کا علمی معجزہ بالکل ظاہر ہے، کہ حضور ﷺ نے مستقبل میں ہونے والی بات کی خبر عطا فرمائی

(الخیرات الحسان ص ۶)

☆...... مسند احمد کی ایک روایت میں ﴿لو کان العلم﴾ کے الفاظ بھی ملتے ہیں، بہر حال حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے علم وفضل، دین وایمان کی بشارت بارگاہ نبوت سے جاری ہوئی، نیز نگاہ نبوت کے مشاہدات کی وسعتیں بھی معلوم ہوئیں ۔

ہر سو ہے جس کے نور ہدایت کا فیض عام
میرا امام ، شرع ھدا کا مہ تمام
جس کے وجود حق کی خبر دی رسول نے
جس کے عروج فکر و نظر کو ملادوام

﴾......متشابہات کا علم......﴿

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

☆......رسول اللہ ﷺ نے یہ آیات ﴿هو الذی انزل علیك الكتاب .... وما یذكر الا الو االباب﴾ یعنی وہ وہی ہے، جس نے تم پر یہ کتاب نازل فرمائی، اس کی بعض آیات محکم ہیں، وہ کتاب کی اصل ہیں، اور دوسری آیات متشابہ ہیں، تو جن کے دلوں میں کجی ہے وہ ان کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ جن میں تشابہ ہے، فتنہ کی طلب اور ان کی تاویل تلاش کرنے کیلئے، ان (متشابہات) کی مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور جن کا علم پختہ ہے، وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے، یہ سب کچھ ہمارے رب کی طرف سے ہے، اور نصیحت کو صرف عقلمند لوگ ہی قبول کرتے ہیں'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے'' جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہات کے در پے ہیں تو ان سے بچو، یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالٰی نے (مذکورہ آیات)

میں فرمایا ہے، (مسلم، کتاب العلم)

☆......تم سے پہلے لوگ کتاب میں اختلاف کرنے کی بدولت ہلاک ہو گئے۔ (ایضاً)

......اشارات......

☆......مذکورہ حدیث مبارک میں آیات کے حوالے سے متشابہات کا ذکر ہوا کہ ان کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، یا اس کے بتانے سے علم میں رسوخ کامل رکھنے والے عظیم افراد جانتے ہیں۔

☆......محکم آیات سے مراد وہ آیات ہیں جن کا معنیٰ واضح ہو اور متشابہ آیات سے مراد وہ آیات ہیں، جن کے معنیٰ میں کئی احتمال ہوں، یہ حضرت امام غزالی قدس سرہ، کے نزدیک صحیح قول ہے، (اکمال المعلم جلد ۷ ص ۹۷)

☆......ایک قول ہے کہ متشابہ حروف مقطعات کو کہا جاتا ہے جو سورتوں کی ابتداء میں وارد ہوئے ہیں۔ اور محکم باقی آیات قرآنیہ کو کہا گیا ہے۔ یہ امام عیاض مالکی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

☆......یاد رہے کہ متشابہات کے علوم غیب کے متعلق علما کرام میں اختلاف ہے، شوافع کے نزدیک ان کی مراد کو علما راسخین پر کھول دیا جاتا ہے۔ جبکہ احناف کے نزدیک دنیا میں ان کی مراد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، قیامت کے دن ان کی مراد سب پر منکشف ہو جائے گی، یہ اکثر صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین فخام کا مذہب ہے،

(روح المعانی جلد ۳ ص ۸۴)

☆......متشابہات کی تین اقسام ہیں، اولاً قیامت کا علم، دابۃ الارض کے وقت خروج کا علم (وغیرہ) اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ثانیاً مشکل الفاظ اور احکام کا علم، اس پر اطلاع

کی سبیل ہے، ثالثاً ان دونوں قسموں کے درمیان ایک قسم دائر ہے، جس کی معرفت علماء راسخین کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور عام لوگوں سے مخفی ہے، (روح المعانی جلد۳ص ۸۵)

☆...... جہاں تک نبی اکرم، رسول محتشم ﷺ کی ذات مبارک صفات کا تعلق ہے تو آپ تمام کلام باری کو جانتے ہیں، متشابہات ومقطعات، احکامات وواقعات کے ایک ایک راز کو پہچانتے ہیں، قرآن پاک کا کوئی گوشہ آپ کی نگاہ نبوت سے پوشیدہ نہیں،

☆......حضرت امام ملا جیون علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے، متشابہ کا حکم یہ ہے کہ اس کی مراد برحق ہے۔ اس کی مراد امت پر قیامت کے دن منکشف ہو جائے گی، لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کو اس کی مراد دنیا میں معلوم ہے، ورنہ تخاطب کا فائدہ باطل ہو جائے گا، اور مہمل الفاظ میں خطاب کرنا ایسے ہوگا جیسے کوئی حبشی شخص سے عربی زبان میں کلام کرے،

(نورالانوار ص۹۳)

☆......حضرت امام محمود آلوسی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے، جو حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ متشابہات کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، وہ بھی شاید اس کا انکار نہیں کرتے کہ نبی اکرم ﷺ کو وحی کے ذریعے متشابہات کی تعلیم دی گئی ہے، اور نہ اس کا انکار کرتے ہیں کہ ولی کامل کو الہام کے ذریعے ان کا علم حاصل ہو سکتا ہے۔ البتہ ان کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کی طرح محیط نہیں ہوگا، اگر ان کے حق میں تفصیلی علم نہ بھی تسلیم کیا جائے تو اجمالی علم ضرور حاصل ہوگا، ان کے اجمالی علم کا بھی وہی آدمی انکار کرے گا جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ اور ان کی امت کے اولیا کاملین کی کوئی وقعت ومنزلت نہیں،

(روح المعانی جلد۳ص ۸۷)

☆......علامہ عبدالعلی لکھنوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ﴿وما یعلم تاویلہ، بدون الوحی

الا اللہ فالنبی ﷺ کان عالماً بتاویلہ بالوحی﴾ یعنی متشابہات کی تاویل کو کوئی بھی وحی کے بغیر نہیں جان سکتا، مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے، پس نبی اکرم ﷺ وحی کے ذریعے ان کا علم جانتے تھے، (قمر الاقمار علی حاشی نور الانوار)

☆......حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، میرے نزدیک حق یہی ہے کہ متشابہات دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول والا ﷺ کے درمیان اسرار ہیں (تفسیر مظہری جلد ا ص ۱۴)

☆......علامہ عبدالحق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں" بے شک نبی اکرم ﷺ متشابہات کو جانتے تھے، جیسا کہ امام فخر الاسلام نے اپنے اصول میں وضاحت فرمائی ہے (النامی شرح الحسامی ص ۲۱)

☆......حضرت امام عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ القوی فرماتے ہیں" اللہ تعالیٰ کی حقیقت اور انبیاء کرام کی حقیقت ہمیں معلوم نہیں، ہر ایک حقیقت کیلئے نصوص میں صفات ثابت ہیں، جن کی حقیقی مراد کے مطابق ایمان لانا ضروری ہے، نہ کہ اپنی عقل کے مطابق اور دونوں حقیقتوں کے حق میں متشابہات وارد ہیں، ان کے حق میں صحیح کیفیت وہی ہے جو سلف سے منقول ہے کہ ان کے معنیٰ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سپرد کرنا چاہئے، (الفتح الربانی والفیض الصمدانی باب اول)

......حقیقت روح کا علم......

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

☆......ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک کھیت میں جارہا تھا، حضور پرنور ﷺ نے ایک شاخ سے ٹیک لگائی، اتنے میں کچھ یہودی گزرے، انہوں نے ایک دوسرے سے کہا، ان سے

روح کے متعلق سوال کرو، ایک نے کہا، کہیں وہ ایسا جواب نہ دیں جو تمہیں ناپسند ہو، انہوں نے کہا، ان سے سوال کرو، پھر بعض نے کھڑے ہو کر آپ سے روح کے متعلق سوال کیا۔ آپ خاموش ہو گئے، اس کو کوئی جواب نہ دیا، میں سمجھ گیا کہ آپ کی جانب وحی نازل ہو رہی ہے، میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔ تب آپ پر وحی نازل ہوئی کہ ﴿ ویسئلو نك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الاقلیلاً ﴾ اور وہ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں، فرما دیجئے روح میرے رب کے امر سے ہے، اور تم کو (اسکا) بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے، (مسلم، کتاب صفات المنافقین)

﴿......اشارات......﴾

☆......روح کی حقیقت کا علم بہت غامض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم ﷺ کو عطا فرمایا ہے، حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اس آیت میں یہ دلیل نہیں کہ روح کا علم ناممکن ہے، اور نہ ہی یہ دلیل ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ روح کا علم نہیں جانتے، آپ سے یہ جواب اس لئے کہلوایا گیا کہ یہودیوں کے نزدیک یہ بات طے شدہ تھی کہ اگر انہوں نے روح کے بارے میں تفسیر اُبتا دیا تو وہ نبی نہیں ہو سکتے،

(شرح مسلم جلد ۲ ص ۳۷۲)

☆......حضرت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "بعض علما کرام نے فرمایا ہے کہ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کو روح کا علم نہیں

دیا۔ بلکہ یہاں یہ احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روح کا علم تو دیا مگر یہودیوں کو نہ بتانے کا حکم دیا۔ (فتح الباری جلد ۸ ص ۴۰۲)

☆...... حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "روح کے مسئلہ کو چھوٹے چھوٹے فلسفی اور متکلمین بھی جانتے ہیں تو اگر رسول اللہ ﷺ فرمادیں کہ میں روح کو نہیں جانتا تو یہ آپ کی بارگاہ سے لوگوں کی دوری کا باعث ہوگا، کیونکہ اس علم کا نہ جاننا باعث تحقیر ہو جائے گا، پس حضور نبی اکرم ﷺ تمام مخلوق سے بڑے عالم اور فاضل ہیں، آپ کو روح کا علم کیوں نہ ہوگا، (تفسیر کبیر جلد ۵ ص ۴۳۴)

☆...... حضرت امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ﴿وما اوتیتم الا قلیلا هو خطاب للیهود﴾ اور تم کو اس کا بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے، کا خطاب یہود کے ساتھ ہے، اس سے پہلے آپ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ کو حقیقت روح کا علم تھا، لیکن آپ نے اس کی خبر نہ دی، کیونکہ اس کی خبر نہ دینا آپ کی نبوت کی دلیل ہے، (تفسیر خازن جز ۴)

☆...... حضرت شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں "مومن عارف کو یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ (وہ کہے کہ) حضور سید المرسلین، امام العارفین ﷺ کو حقیقت روح کا علم حاصل نہیں، حالانکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات کا علم عطا فرمایا، اور ان کیلئے اولین و آخرین کے علوم کھول دیئے، علم مصطفیٰ کے مقابلے میں روح انسانی کی کیا حقیقت ہے۔ وہ تو اس دریا کا ایک قطرہ اور اس صحرا کا ایک ذرہ ہے، (مدارج النبوۃ جز ۲ ص ۶۵)

☆...... حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "یہ گمان نہ کرنا کہ رسول اللہ ﷺ کو روح کا علم نہیں تھا، جو شخص روح کو نہیں جانتا وہ اپنے نفس کو نہیں پہچانتا تو وہ حق تعالیٰ کو کیسے پہچان سکتا ہے، اور یہ بعید نہیں کہ بعض اولیاء اور علما کو بھی روح کا علم عطا کر دیا گیا

ہے۔(احیاء العلوم)

☆......فرماتے ہیں، عقل کے ذریعے روح کو ہرگز بیان نہیں کیا جا سکتا، اس کا بیان ایک اور نور کے ذریعے بیان ہوگا جو عقل سے اعلیٰ ہے۔ یہ نور صرف نبوت اور ولایت کے جہان میں روشن ہوتا ہے۔(ایضاً، جلد ۲ص ۱۱۲)

☆......حضرت امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "حضور ﷺ محبوب خدا اور سید مخلوق خدا ہیں، آپ کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ آپ کو روح کا علم حاصل نہ ہو، اور یہ کیسے ممکن ہے، جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ احسان فرمایا ہے کہ اے محبوب تم جس چیز کو بھی نہیں جانتے تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسکا علم عطا فرما دیا اور تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔(عمدۃ القاری جلد ۲ص ۲۰۱)

☆......امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم خمسہ اور علم روح عطا فرمایا ہے مگر ان علوم کو چھپانے کا حکم بھی دیا ہے۔(شرح الصدور ص ۱۳۳)

☆......یہی نظریہ حضرت محدث قسطلانی نے بیان کیا ہے۔(ارشاد الساری جلد ۷ص ۲۰۳)

☆......مزید مندرجہ ذیل علماء کرام نے بھی اپنی جلیل القدر تصانیف میں تصریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو علوم خمسہ اور علم روح کے حقائق و اسرار سے آگاہ فر ۔

☆......علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمہ، تفسیر روح المعانی پ ۲۱ص ۱۰۱

☆......علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمہ، الاربعین ص ۱۳۶

☆......علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ، تفسیر روح البیان جلد ۳ص ۵۴۲

☆......امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ، تفسیر جلالین ص ۴۹۰

☆......امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ، کشف الغمہ جلد ۲ ص ۴۴

☆......امام مناوی علیہ الرحمہ، فیض القدیر جلد ۳ ص ۴۵۸

☆......شیخ عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ، الابریز ص ۱۵۶

☆......حاشیہ لسالم الحفنی علی الجامع الصغیر جلد ۶ ص ۷۹

☆......امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ، فتح المبین

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

......ازل وابد کے غیوب......

اس عنوان کے تحت ان متعدد احادیث نبویہ کو رقم کیا جا رہا ہے جن کی روشنی میں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس ﷺ کو ازل وابد کے غیوب عطا فرمائے۔ باقی نکات واشارات کو اخذ کرنے کے لئے اپنے ذہن رسا سے کام لیا جائے۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا، اے آدم کے بیٹے، میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت نہیں کی، وہ شخص کہے گا، اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا، تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا، تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، وہ شخص کہے گا، اے میرے رب! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا، تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا، اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو اس کو میرے پاس پاتا، اے

آدم کے بیٹے! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا، تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، وہ شخص کہے گا، اے میرے رب! میں تجھ کو کیسے پانی پلاتا، تو رب العالمین ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا، اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو، اُس کو میرے پاس پاتا، (مسلم، کتاب البر والصلۃ)

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کی صورت بنالی تو جب تک چاہا، اُن کو وہاں رکھا، ابلیس، اس جسم کے ارد گرد گھوم کر دیکھنے لگا، جب اُس نے یہ دیکھا کہ یہ جسم اندر سے کھوکھلا ہے تو اس نے جان لیا کہ یہ ایسی سرشت پر پیدا کیا گیا ہے کہ یہ خود پر قابو نہیں رکھ سکے گا،

(مسلم، کتاب البر والصلۃ)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے ایک شخص کو جنت میں پھرتے ہوئے دیکھا، کیونکہ اس نے راستہ میں گرے ہوئے درخت کو کاٹ دیا تھا، جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا، (مسلم، کتاب البر والصلۃ)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چھوٹے بچے جنت کے کیڑے ہیں۔ ان میں سے جس کی ملاقات اپنے باپ یا ماں باپ سے ہوگی، وہ اس کے ہاتھ یا اس کے دامن کو پکڑے گا، جیسے میں تمہارا یہ دامن پکڑ رہا ہوں۔ پھر اس کو، اس وقت تک نہیں چھوڑے گا، جب تک کہ اس کو اور اس کے باپ کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل نہیں کرے گا (مسلم، کتاب البر والصلۃ)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے۔ اور فرماتا

ہے۔﴿ان احب فلانا فاحبه﴾ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں، تم بھی اس سے محبت کرو، پس حضرت جبریل علیہ السلام اُس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ آسمان میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے، تم بھی فلاں آدمی سے محبت کرو، پھر آسمان والے بھی اُس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اُس کے لیے زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے، میں فلاں آدمی سے بغض رکھتا ہوں، تم بھی اس سے بغض رکھو، پس وہ بھی اُس سے بغض رکھتے ہیں اور آسمان میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے بغض رکھتا ہے، تم بھی فلاں آدمی سے بغض رکھو، پھر آسمان والے بھی اُس سے بغض رکھتے ہیں، پھر اس کے لئے زمین میں بغض رکھ دیا جاتا ہے،

(مسلم، کتاب البر والصلۃ)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب نطفہ پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے، وہ اس کی صورت بناتا ہے۔ اس کے کان، آنکھیں، کھال، گوشت اور اس کی ہڈیاں بناتا ہے۔ پھر کہتا ہے، اے پروردگار! یہ مذکر ہے یا مونث؟ پھر تمہارا رب جو چاہتا ہے وہ حکم دیتا ہے۔ اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر فرشتہ کہتا ہے، اے پروردگار! اس کی مدت حیات؟ پھر تمہارا رب جو چاہتا ہے وہ حکم دیتا ہے اور فرشتہ لکھ لیتا ہے۔ پھر فرشتہ کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر نکل جاتا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر کوئی زیادتی ہوتی ہے نہ کمی ہوتی ہے (مسلم، کتاب القدر)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مباحثہ ہوا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

کہا، اے آدم! آپ ہمارے باپ ہیں، آپ نے ہمیں نامراد کیا اور جنت سے نکال دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، تم موسیٰ ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی ہمکلامی کے لیے چنا اور اپنے دستِ قدرت سے تمہارے لیے تورات لکھی، کیا تم مجھے اس چیز پر ملامت کر رہے ہو، جس کی اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے مقدر کر دیا تھا، پھر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ﴿فحج ادم موسی﴾ پس حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔ (مسلم، کتاب القدر)

☆......ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا، ﴿انت الذی اعطاالله علم کل شیی واصطفاه علی الناس برسالته﴾ یعنی تم موسیٰ ہو، جسے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم عطا کیا اور اپنی رسالت کی وجہ سے انسانوں پر فضیلت دی، (مسلم، کتاب القدر)

☆......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیر کو لکھا اور عرش پانی پر تھا۔ (مسلم کتاب القدر)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، علم کا اُٹھ جانا، جہل کا ہونا، شراب نوشی اور زنا کاری کا ظہور قیامت کی علامات سے ہے (مسلم، کتاب العلم)

☆......حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت سے چند دن پہلے علم اُٹھ جائے گا، جہل پھیل جائے گا، اور بکثرت خون ریزی ہوگی۔ (مسلم، کتاب العلم)

☆......زمانہ باہم قریب ہو جائے گا، علم اُٹھ جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے، بخل ڈال دیا

جائے گا، ہرج بکثرت ہوگا، صحابہ کرام نے پوچھا، ہرج کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کشت وخون، (مسلم کتاب العلم)

☆......اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں سے نہیں چھینے گا۔ لیکن علماء کو اٹھا کر علم کو اٹھائے گا، حتیٰ کہ جب کوئی عالم نہیں ہوگا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوال کیا جائے گا، وہ بغیر علم کے جواب دیں گے، خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (مسلم، کتاب العلم)

☆......حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان بھی اپنے بھائی کے لیے پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے، اور تیرے لیے بھی اسکی مثل ہو۔ (مسلم، کتاب الذکر)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں جنت پر مطلع ہوا تو میں نے جنت میں زیادہ تر فقراء کو دیکھا، اور دوزخ پر مطلع ہوا تو میں نے دوزخ میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا، (مسلم کتاب الذکر)

☆......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت کے رہنے والوں میں عورتیں بہت کم ہیں (ایضاً)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا شیریں اور سرسبز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ بنانے والا ہے، پھر وہ دیکھے گا، کہ تم اس میں کس طرح عمل کرتے ہو، سو تم دنیا سے اور عورتوں سے بچو، کیونکہ بنو اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں تھا، (ایضاً)

☆......اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو عرش پر اپنے پاس کتاب میں لکھ دیا کہ میری

رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔(مسلم، کتاب التوبہ)

☆......اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کی ہیں، ایک رحمت اُس نے اپنی مخلوق میں رکھی اور ننانوے رحمتیں اُس نے اپنے پاس رکھیں۔(مسلم، کتاب التوبہ)

☆......ننانوے رحمتیں، روز قیامت کے لیے ہیں (ایضاً)

☆......اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اُس دن سو رحمتیں پیدا فرمائیں ہر رحمت آسمان اور زمین کے بھراؤ کے برابر ہے۔ایک رحمت زمین پر نازل کی جس کی وجہ سے والدہ اپنی اولاد پر رحمت کرتی ہے، درندے، پرندے ایک دوسرے پر رحمت کرتے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس رحمت کے ساتھ اپنی رحمتوں کو مکمل فرمائے گا۔(ایضاً)

☆......اللہ تعالیٰ رات بھر ہاتھ پھیلائے رکھتا ہے کہ دن کو گناہ کرنے والا رات کو توبہ کرے اور دن بھر ہاتھ پھیلائے رکھتا ہے کہ رات کو گناہ کرنے والا دن کو توبہ کرے، جہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔(پھر توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا)(ایضاً)

☆......ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا، پھر وہ پوچھتا پھرتا تھا کہ کیا اسکی توبہ ہو سکتی ہے۔ایک راہب نے کہا، تمہاری توبہ نہیں ہو سکتی، اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ اس نے پھر سوال کرنا شروع کر دیا اور وہ اس بستی سے نکل کر دوسری بستی کی طرف جائے گا، ﴿فیھا قوم صالحون﴾ جس میں کچھ نیک لوگ رہتے تھے، جب اُس نے راستے کا کچھ حصہ طے کیا تو اسکو موت نے آلیا، اس نے اپنا سینہ کچھ دور کر دیا، پھر مر گیا، پھر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں بحث ہوئی، وہ ایک بالشت کے برابر نیک آدمیوں کی بستی کے قریب تھا۔(گویا اللہ تعالیٰ کے فضل سے زمین سکڑ گئی) سو اُس

کو اُس بستی والوں سے لاحق کر دیا گیا

گر تو سنگ خارہ مر مر شوی

چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

☆......اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور فرمائے گا، یہ جہنم سے تمہارا چھٹکارا ہے۔ (ایضاً)

☆......میری اُمت میں بارہ منافق ہیں، وہ اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے نہ جنت کی خوشبو پائیں گے، جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل نہ ہو جائے، ان میں سے آٹھ کو دبیلہ (ایک پھوڑا) کافی ہوگا، ان کے کندھوں میں آگ کا ایک چراغ پیدا ہوگا، جو ان کے سینوں کو توڑتا ہوا نکل جائیگا۔ (مسلم، کتاب صفات المنافقین)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرار کی گھاٹی پر کون چڑھے گا، کیونکہ اس کے گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جس طرح بنو اسرائیل کے گناہ جھڑ گئے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا، سب سے پہلے اس پر ہمارے گھوڑے چڑھے، پھر لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سرخ اونٹ والے کے سوا تم میں سے ہر شخص کی مغفرت ہو جائے گی، ہم اس کے پاس گئے، اور اس سے کہا، چلو حضور اقدس ﷺ تمہارے لئے استغفار کریں، اس نے کہا، خدا کی قسم، اگر مجھے میری گمشدہ چیز مل جائے تو وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتی، کہ تمہارا پیغمبر میرے لئے استغفار کرے، وہ اس وقت اپنی گمشدہ چیز تلاش کر رہا تھا۔ (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا کیا۔ پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا، درختوں کو پیر کے دن پیدا کیا۔ ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن

پیدا کیا۔ نور کو بدھ کے دن پیدا کیا۔ چوپایوں کو جمعرات کے دن پیدا کیا اور جمعہ کے دن تمام مخلوق کے آخر میں عصر کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

(مسلم، کتاب صفات المنافقین)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو اپنی (قدرت والی) مٹھی میں لے لے گا، اور آسمانوں کو اپنے داہنے دست قدرت میں لپیٹ لے گا، پھر فرمائے گا، میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ اب کہاں ہیں؟

(مسلم، کتاب صفات المنافقین)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن ایک بہت موٹا آدمی آئے گا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ پڑھو، ہم قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص کو جہنمیوں میں سب سے کم عذاب ہوگا، اُس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اگر تمہیں دنیا اور اُس کی سب چیزیں مل جائیں تو کیا تم ان کو اس عذاب سے نجات کے لیے فدیہ دے دو گے، وہ کہے گا، ہاں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جس وقت تم آدم کی پشت میں تھے، اُس وقت میں نے تم سے، اس کی بہ نسبت کم چیز کا مطالبہ کیا تھا، وہ یہ کہ تم اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو، راوی کہتا ہے، میرا گمان ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا، تو میں تمہیں جہنم میں داخل نہیں کروں گا مگر تم نے شرک کے سوا کوئی بات نہیں مانی (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جزیرہ عرب میں اپنی عبادت کیے جانے سے شیطان مایوس ہو گیا ہے، لیکن وہ ان کو آپس میں (لڑائے) بھڑکائے گا۔ (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ابلیس کا تخت سمندر پر ہے۔ وہ لوگوں میں فتنہ ڈالنے کے لیے اپنے لشکر روانہ کرتا ہے۔ شیطان کے نزدیک سب سے بڑے درجے والا وہ ہے جو سب سے زیادہ فتنہ ڈالے۔ (ایضاً)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور ہر اس بندے کی مغفرت کردی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ سوا اس بندے کے جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو حتیٰ کہ یہ صلح کریں۔ (مسلم، کتاب البر والصلۃ)

☆......ہر شخص کے لئے ہم زاد جن اور ایک ہم زاد فرشتہ مقرر کردیا ہے۔

(مسلم، کتاب صفۃ المنافقین)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا، ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ کو بھی نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا، مجھ کو بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے چھپالے، البتہ تم سیدھے راستے پر چلو، (یعنی رحمت خدا کے بغیر کوئی آدمی محض اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا) (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا۔ (مسلم، کتاب الجنۃ)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنتی لوگ جنت میں ایک دوسرے کے بالاخانے اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم لوگ آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو۔ (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت

کرنے والے وہ لوگ ہیں، جو میرے بعد ہوں گے، ان میں سے ہر ایک شخص کی آرزو یہ ہوگی کہ کاش وہ اپنے تمام اہل اور مال قربان کر کے مجھے دیکھ لے۔(ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت میں ایک بازار ہے۔ جس میں جنتی ہر جمعہ کو آیا کریں گے، پھر شمال کی ہوا چلے گی، جس سے ان کے چہرے اور کپڑے بھر جائیں گئے اور ان کا حسن و جمال اور بڑھ جائے گا۔ پھر وہ اپنے اہل کی طرف جائیں گے تو وہ کہیں گے، اللہ کی قسم! ہمارے بعد تمہارا حسن و جمال بہت زیادہ ہو گیا، وہ بھی کہیں گے اللہ کی قسم، ہمارے بعد تمہارا حسن و جمال بھی بہت زیادہ ہو گیا۔(ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر جنتی شخص کی دو بیویاں ہوں گی، جن کی پنڈلیوں کا مغز ان کے گوشت کے اندر سے دکھائی دے گا۔ اور جنت میں کوئی شخص مجرد نہیں ہوگا۔(ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو پہلا گروہ جنت میں داخل ہوگا، اس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگی، اس کے بعد جو گروہ داخل ہوگا، اس کی صورت آسمان کے بہت چمکدار ستارے کی طرح ہوگی۔ وہ پیشاب کریں گئے نہ رفع حاجت کریں گے۔ ناک صاف کریں گے نہ تھوکیں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ ان کا پسینہ مشک ہوگا، ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہوگا، اُن کی بیویوں کی بڑی بڑی آنکھیں ہوں گی، ان سب کے اخلاق ایک جیسے ہوں گئے، وہ اپنے باپ آدم علیہ السلام کی صورت پر ہوں گئے، اور ان کا قد آسمان میں ساٹھ گز کے برابر ہوگا۔(مسلم، کتاب الجنۃ)

☆......اُن میں کوئی اختلاف ہوگا نہ بغض، سب کے دل ایک جیسے ہوں گے، وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گئے۔(ایضاً)

☆......ان کو تسبیح اور حمد کا اس طرح الہام ہوگا جس طرح سانس آتا جاتا ہے (ایضاً)

☆......جنتی آدمی کے کپڑے پرانے ہوں گے نہ اُس کی جوانی ختم ہوگی۔ (ایضاً)

☆......مومن کے لیے جنت میں ایک کھوکھلے موتیوں کا خیمہ ہوگا۔ اس کا طول ساٹھ میل کا ہوگا۔ مومن کے اہل بھی اس میں رہیں گے۔ مومن اُس کا چکر لگائے گا اور بعض، بعض کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچ رہے ہوں گے۔ (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہاری یہ آگ جس کو بنو آدم روشن کرتے ہیں، جہنم کی گرمی سے ستر درجے کم ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ آگ بھی کافی تھی، آپ نے فرمایا، وہ اس سے انہتر درجے زیادہ (گرم) ہے۔ ہر درجہ میں یہاں کی آگ کے برابر گرمی کم ہے۔ (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا، یہ اب تک اس میں گر رہا تھا، اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔ (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بعض دوزخیوں کی آگ ان کے ٹخنوں تک پکڑے گی، بعض کو کمر تک پکڑے گی اور بعض کو گردن تک پکڑے گی۔ (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت اور دوزخ میں مباحثہ ہوا۔ دوزخ نے کہا، مجھے جباروں اور متکبروں سے ترجیح ہے۔ جنت نے کہا، مجھے کیا مجھ میں صرف کمزور، لاچار اور عاجز لوگ داخل ہوں گے، اللہ تعالیٰ جنت سے فرمائے گا، تم صرف میری رحمت ہو، میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا، تمہارے ذریعے رحمت کروں گا۔

اور دوزخ سے فرمائے گا، تم صرف میرا عذاب ہو، میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا تمہارے ذریعے عذاب دوں گا، اور تم میں سے ہر ایک کے لیے پر ہونا ہے، لیکن دوزخ پر نہیں ہوگی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم قدرت رکھ دے گا، پھر وہ کہے گی بس، بس، بس اس وقت وہ پر ہو جائے گی۔ اور اس کا بعض بعض سے مل جائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا، اور رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک اور مخلوق پیدا کرے گا۔ (ایضا)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو پھر موت کو لایا جائے گا، اور اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ندا کرے گا، اے اہل جنت! اب موت نہیں ہے اور اے اہل دوزخ! اب موت نہیں ہے۔ تب اہل جنت کو خوشی پر خوشی ہوگی اور اہل دوزخ کو غم پر غم ہوگا (ایضا)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ جیسی ہوگی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی، (ایضا)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے بنو کعب کے بھائی عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا، وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھر رہا تھا (ایضا)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم نے طویل زمانہ پایا تو تم عنقریب ایک قوم دیکھو گے، ان کے ہاتھوں میں بیلوں کی دموں کی طرح (کوڑے) ہوں گے، ان کی صبح اللہ کے غضب میں ہوگی اور ان کی شام اللہ کی ناراضگی میں ہوگی (ایضا)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تم کو جنتیوں کی خبر نہ دوں، ہر ضعیف شخص، جس کو ضعیف گمان بھی کیا جاتا ہو، اگر وہ یہ قسم کھالے کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا، تو اللہ

تعالیٰ وہ کام کر کے اس شخص کو قسم میں سچا کر دیتا ہے۔اور کیا میں تم کو دوزخیوں کی خبر نہ دوں، ہر وہ شخص جو سرکش، بد اصل اور متکبر ہو، اس حدیث مبارک میں اولیا کرام کی کرامت و وجاہت کا ثبوت ہے۔(عمدہ القاری جلد ۱۳ ص ۲۸۱)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اُٹھایا جائے گا، (ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس دن تمام انسان، رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ان میں سے ایک شخص اپنے نصف کانوں تک اپنے پسینہ میں ڈوبا ہوگا۔(ایضاً)

☆......رسول اللہ ﷺ بنونجار کے باغ میں اپنی خچر پر سوار ہو کر جا رہے تھے، اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، اچانک وہ خچر بدکی، قریب تھا کہ وہ خچر آپ کو گرا دیتی۔وہاں پر چھ، پانچ یا چار قبریں تھیں۔آپ نے فرمایا ان قبروں کو کون جانتا ہے، ایک شخص نے کہا، میں جانتا ہوں۔آپ نے فرمایا، یہ کب مرے تھے، اس نے کہا یہ لوگ زمانہ شرک میں مرے تھے۔آپ نے فرمایا، اس امت کی ان قبروں میں آزمائش کی جا رہی ہے۔اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تم کو وہ عذاب سنائے جو میں سن رہا ہوں۔پھر آپ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا، دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو۔[1] (ایضاً)

☆......حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ اپنی نیند سے بیدار ہوئے، تو آپ فرما رہے تھے، لا الہ الا اللہ، عرب اس شر کی وجہ سے ہلاک

---

[1] جدید دور کی مشینیں بھی نہیں بتا سکتیں کہ قبروں میں کیا ہو رہا ہے۔نگاہ نبوت دیکھتی ہے، بلکہ نبی جس سواری پر سوار ہو جائے، وہ سواری بھی دیکھتی ہے۔نبی اکرم ﷺ دنیا میں رہ کر برزخ کی آواز سن سکتے ہیں تو کیا برزخ میں رہ کر دنیا کی آواز نہیں سنتے ہوں گے؟

ہو گئے، جواب قریب آ پہنچا ہے۔ آج یاجوج وماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے، حالانکہ ہم میں صالحین موجود ہیں، آپ نے فرمایا، ہاں! جب خبیثوں کی کثرت ہوگی، (مسلم، کتاب الفتن)

☆......حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدنیہ منورہ کے قلعوں میں سے بعض قلعوں پر چڑھے، پھر فرمایا، کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں، میں فتنوں کے گرنے کی جگہوں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہیں ہوتی ہیں، (مسلم، کتاب الفتن)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عنقریب فتنے برپا ہوں گے، ان میں بیٹھنے والا، کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا، چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، جو ان فتنوں کو دیکھے گا وہ فتنے اس کو دیکھ لیں گے، اور جس آدمی کو ان سے پناہ گاہ مل جائے، وہ ضرور پناہ گاہ حاصل کرلے، (مسلم، کتاب الفتن)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک دو عظیم جماعتوں کے درمیان جنگ نہ ہو جائے۔ ان کے درمیان عظیم جنگ ہوگی، اور اُن جماعتوں کا دعویٰ ایک ہوگا، (مسلم، کتاب الفتن)

☆......حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا، جہاں تک کہ میں نے اس کے تمام مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا

فرمائے۔(مسلم، کتاب الفتن)

☆......حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اللہ کی قسم! میں اب سے لے کر قیامت تک ہونے والے فتنے کو تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں، اور میرا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہی حال تھا کہ آپ نے مجھے راز کی وہ باتیں بتائیں جو میرے علاوہ کسی اور کو نہیں بتائیں، ایک روز آپ، فتنوں کے بارے میں بتارہے تھے، اس مجلس میں، میں بھی حاضر تھا۔آپ نے فتنوں کو گنتے ہوئے فرمایا، تین فتنے ایسے ہیں جو کسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے ، ان میں سے بعض فتنے گرمیوں کی آندھیوں کی طرح ہیں، بعض فتنے چھوٹے ہیں اور بعض فتنے بڑے ہیں۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے علاوہ اس مجلس کے تمام شرکاء اب وصال کر چکے ہیں۔(مسلم، کتاب الفتن)

☆......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے کھڑے ہوئے اور آپ نے اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کو بیان فرمادیا، جس نے ان کو یادرکھا سو یادرکھا، اور جس نے ان کو بھلادیا سو بھلادیا۔اس واقعہ کو میرے یہ اصحاب جانتے ہیں، بعض چیزوں کو میں بھول گیا تھا، لیکن جب میں نے اُن کو دیکھا تو وہ یاد آگئیں، جس طرح کوئی آدمی کسی آدمی کا چہرہ دیکھ کر بھول جاتا ہے، لیکن جب وہ سامنے آتا ہے تو اس کو پہچان لیتا ہے۔(مسلم، کتاب الفتن)

☆......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ﴿اخبرنی رسول اللہ ﷺ بما هو كائن الى ان تقوم الساعة فما منه شي الا قد سالته﴾ یعنی قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا تھا، اس کی رسول اللہ ﷺ نے مجھے خبر عطا فرمائی۔اور ہر چیز کے بارے میں میں نے آپ سے سوال کیا، مگر یہ سوال نہ کیا کہ اہل مدینہ کو کونسی چیز مدینہ سے

نکال لے گی۔(مسلم،کتاب الفتن)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،اُس وقت تک قیامت نہیں آئے گی،جب تک دریائے فرات سے سونے کا ایک پہاڑ نہ نکل آئے،جس پر لوگوں کا قتال ہوگا،اور ہر سو آدمیوں میں سے ننانوے آدمی مارے جائیں گے،اور ان میں سے ہر آدمی یہ سوچے گا کہ شاید میں ہی وہ آدمی ہوں جسے نجات حاصل ہو جائے۔(مسلم،کتاب الفتن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،عراق اپنے درہم اور قفیز کو روک لے گا،شام اپنے مدی اور دینار کو روک لے گا اور مصر اپنے اردب اور دینار کو روک لے گا،اور تم نے جہاں سے ابتدا کی تھی وہیں لوٹ آؤ گے،اور تم نے جہاں سے ابتدا کی تھی وہیں لوٹ آؤ گے،اور تم نے جہاں سے ابتدا کی تھی وہیں لوٹ آؤ گے،اس حدیث پر ابو ہریرہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔(مسلم،کتاب الفتن)

☆......حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،مجھے رسول اللہ ﷺ کی چار باتیں یاد ہیں،آپ نے فرمایا،تم جزیرہ عرب میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ اس میں تم کو فتح عطا فرمائے گا،پھر تم فارس میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں فتح عطا کرے گا،پھر تم روم میں جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں فتح عطا کرے گا۔پھر تم دجال سے جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تم اس پر فتح عطا کرے گا،نافع نے کہا،اے جابر ہم شام کی فتح سے پہلے دجال کو نہیں دیکھیں گے۔(مسلم،کتاب الفتن)

☆......حضرت حذیفہ بن اُسید غفاری رضی اللہ عنہ،سے روایت ہے،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،اُس وقت تک قیامت نہیں آئے گی،جب تک کہ تم اس کے متعلق دس نشانیاں

نہ دیکھ لو، دھواں، دجال، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول، یاجوج ماجوج، مشرق مغرب اور جزیرہ عرب میں زمین کا دھنسنا اور آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر محشر کی طرف لے جائے گی۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک سرزمین حجاز سے ایسی آگ ظاہر نہ ہو جائے، جس سے بصری کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔ (مسلم، کتاب الفتن)

☆......فرمایا قرب قیامت میں گھر اہاب یا یہاب تک پہنچ جائیں گے، زہیر کہتے ہیں، میں نے سہیل سے پوچھا، یہ جگہ مدینہ منورہ سے کتنے فاصلے پر ہے، اُنہوں نے کہا، اتنے اتنے میل ہے۔ (مسلم کتاب الفتن)

☆......فرمایا، جب تک دوس کی عورتوں کے سیرین ذوالخلصہ کا طواف نہ کریں، قیامت نہیں آئے گی، ذوالخلصہ تبالہ میں ایک بت تھا، جس کی زمانہ جہالت میں عورتیں عبادت کرتی تھیں۔ (ایضاً)

☆......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن اور رات کا سلسلہ اُس وقت تک ختم نہ ہوگا، جب تک لات اور عزیٰ کی عبادت نہ ہو، میں نے کہا، یا رسول اللہ! جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے، خواہ مشرکین کو یہ ناگوار گزرے، تو میں یہ گمان کرتی تھی کہ یہ دین مکمل ہو گیا، آپ نے فرمایا، جو کچھ اللہ کی مشیت میں ہے، وہ عنقریب واقع ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا، جس کی وجہ سے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا، وہ فوت

ہو جائے گا۔اور جس کے دل میں بالکل خیر نہیں ہوگی، وہ باقی رہ جائے گا، اور وہ لوگ اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ جائیں گے، (مسلم، کتاب الفتن)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی کعبہ کو گرا دے گا، (مسلم کتاب الفتن)

☆......فرمایا، دن اور رات کا سلسلہ اُس وقت تک ختم نہیں ہوگا، جب تک جہجاہ نام کا ایک شخص بادشاہ نہ ہو جائے۔ (مسلم، کتاب الفتن)

☆......فرمایا، اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی، جب تک تم اُس قوم سے جنگ نہ کرو، جو بالوں والی جوتیاں پہنتے ہیں، (مسلم، کتاب الفتن)

☆......فرمایا، اس قوم کے چہرے سرخ اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی (ایضاً)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا، میری ذات سے محبت کرنے والے آج کہاں ہیں، آج میں انہیں اپنے سایہ رحمت میں رکھوں گا، میرے سایہ کے علاوہ آج کسی کا سایہ نہیں ہے۔ (مسلم، کتاب البر والصلۃ)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مکہ اور مدینہ کے علاوہ ہر شہر میں دجال جائے گا، اور اس کے راستوں میں سے ہر راستے پر فرشتے صف باندھے ہوئے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ پھر وہ دلدلی زمین میں اترے گا، اور مدینہ تین مرتبہ لرزے گا، اور اس سے ہر کافر منافق نکل کر دجال کے پاس چلا جائے گا، (مسلم، کتاب الفتن)

☆......حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،

تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ایسا ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال دے گا، اور اس کو شمار نہیں کریگا۔ (ایضاً)

☆......فرمایا، میری امت کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کر دے گا، صحابہ کرام نے عرض کی، پھر آپ کا کیا حکم ہے، آپ نے فرمایا، کاش لوگ ان سے الگ رہیں۔ (ایضاً)

☆......فرمایا، کسریٰ مر گیا، اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا، جب قیصر مر جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم ان کے خزانوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ (ایضاً)

☆......فرمایا، تم لوگوں سے یہودی جنگ کریں گے، اور تم ان کو قتل کرو گے، جہاں تک کہ ہر پتھر کہے گا، اے مسلمان! یہ یہودی ہے، آ کر اسے قتل کر دے۔ (ایضاً)

☆......فرمایا، قیامت سے پہلے کئی کذاب ہوں گے۔ (ایضاً)

☆......فرمایا، کذاب تیس کے قریب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کا یہ گمان ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔ (ایضاً)

☆......فرمایا دجال کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی، اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگی، اور پانی آگ ہوگا، سو تم اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لینا۔ (ایضاً)

☆......فرمایا، دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اور بال گھنے ہوں گے، اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی، اس کی دوزخ، جنت ہے اور اس کی جنت، دوزخ ہے۔ (ایضاً)

☆......فرمایا، دجال اپنا خیمہ جرف کی شور زمین میں لگائے گا، اور ہر منافق مرد اور عورت اس کے پاس چلے جائیں گے۔ (ایضاً)

☆......فرمایا، اصفہان کے یہودیوں میں سے ستر ہزار یہودی سبز چادریں اوڑھے

ہوئے دجال کی پیروی کریں گے،(ایضا)

☆......فرمایا لوگ دجال سے ڈرکر پہاڑوں میں بھاگیں گے،حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا،یارسول اللہ ﷺ اس وقت عرب کہاں ہوں گے،آپ ﷺ نے فرمایا وہ بہت کم ہوں گے،(ایضا)

☆......فرمایا،حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک کوئی مخلوق دجال سے (جسامت میں) بڑی نہیں ہے(مسلم،کتاب الفتن)

☆......فرمایا،فتنے کے زمانے میں عبادت کرنے کا اجر میری طرف ہجرت کرنے کے (اجر کے) برابر ہے،(ایضا)

☆......فرمایا۔قیامت اس وقت قائم ہوگی جب صرف برے لوگ رہ جائیں گے۔

☆......فرمایا،مجھے اور قیامت کو اس طرح مبعوث کیا گیا ہے،پھر آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملایا۔(ایضا)

☆......فرمایا قیامت قائم ہوگی اور کوئی شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دھورہا ہوگا،ابھی وہ دودھ اس کے برتن تک نہیں پہنچے گا کہ قیامت آجائے گی،اور دو شخص کپڑوں کی خرید وفروخت کررہے ہوں گے اوران کی خرید وفروخت مکمل ہونے سے پہلے قیامت آجائے گی،اور کوئی شخص اپنا حوض درست کررہا ہوگا،اوراس کے ہٹنے سے پہلے قیامت آجائے گی،(ایضا)

☆......فرمایا،دم کی ہڈی کے سر کے سوا ابن آدم کی ہر چیز کو مٹی کھا جائے گی،اسی سے انسان پیدا کیا گیا ہے،اوراسی سے پھر بنایا جائے گا،(ایضا)

☆......فرمایا،جنت کے دروازے کے ایک پٹ سے لیکر دوسرے پٹ تک چالیس سال کی مسافت ہے اور جنت میں ضرور ایک ایسا دن آئیگا،جب وہ لوگوں کے رش سے

بھری ہوئی ہوگی (مسلم، کتاب الزھد والرقاق)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ ہنس پڑے، آپ نے فرمایا! کیا تمھیں معلوم ہے کہ میں کیوں ہنسا ہوں۔ ہم نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا، مجھے بندے کی اپنے رب سے بات پر ہنسی آئی ہے۔ بندہ کہے گا اے میرے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی، وہ فرمائے گا کیوں نہیں، بندہ کہے گا، میں اپنے خلاف کسی کی گواہی جائز قرار نہیں دیتا، رب فرمائے گا، آج تمھارے خلاف تمھاری اپنی گواہی کافی ہے، یا کراماً کاتبین کی گواہی کافی ہوگی، آپ ﷺ نے فرمایا، پھر اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی، اور اس کے اعضا سے کہا جائے گا، بولو، پھر اس کے اعضا اس کے اعمال کا بیان کریں گے۔ پھر اس کے اور اس کے کلام کے درمیان تخلیہ کیا جائے گا، پھر وہ (اعضا سے) کہے گا، دور ہو جاؤ، دفع ہو جاؤ، میں تمھاری طرف سے ہی تو جھگڑ رہا تھا۔ (کتاب الزھد والرقاق)

☆......فقراء مہاجرین قیامت کے دن جنت میں اغنیاء سے چالیس سال پہلے جائیں گے، (ایضاً)

☆......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس سے قیامت کے دن حساب لیا گیا، وہ عذاب میں مبتلا ہوگا۔ میں نے عرض کیا، کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا، ان سے عنقریب آسان حساب لیا جائے گا، آپ نے فرمایا، یہ محاسبہ نہیں ہے۔ یہ تو حساب کے لئے پیش ہونا ہے۔ جس سے قیامت کے دن حساب میں مناقشہ کیا جائے گا، اس کو عذاب دیا جائے گا، (مسلم، کتاب الجنۃ)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے واپس جاتے وقت ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے (ایضاً)

☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت میں سے ہو تو جنت اور اگر اہل دوزخ میں سے ہو تو اس پر دوزخ پیش کی جاتی ہے، پھر کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن تم کو اس طرف اٹھایا جائے گا، (ایضاً)

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب بندے کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے، اور اس کے اصحاب واپس چلے جاتے ہیں تو وہ بندہ ان کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں، ما کنت تقول فی هذا الرجل (۱)، تو اس شخص کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا، اگر وہ مومن ہوگا تو کہے گا، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اس سے کہا جائے گا، تم دوزخ میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس ٹھکانے کو جنت میں ٹھکانے سے بدل دیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، وہ شخص اپنے دونوں ٹھکانوں کو دیکھے گا، قتادہ کی روایت کے مطابق ہے کہ اس کی قبر کو ستر گز تک وسیع کر دیا جائے گا، اور قیامت تک کے لئے اس کی قبر میں نعمتیں بھر دی جائیں گی، (ایضاً)

---

۱ اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے دیدار سے اہل ایمان کی نگاہیں روشن ہوں گی، اور قبروں میں آپ کی جلوہ آرائی سے اندھیرے کافور ہوں گے، ہذا اشارہ حسیہ کے لئے وضع کیا گیا ہے، اس کا مشار الیہ خارج میں محسوس بھی ہوتا ہے اور مبصر بھی ہوتا ہے۔ بعض حضرات اس پر پریشان ہیں کہ حضور پر نور ﷺ کیسے آن واحد میں ہزاروں قبور میں جلوہ گر ہو سکتے ہیں، ہم کہتے ہیں، جیسے سورج ایک مقام پر رہ کر لاکھوں مقامات میں روشنی پہنچاتا ہے۔ جیسے ملک الموت، لاکھوں مقامات پر موت وارد کرتا ہے۔ جیسے نکیرین لاکھوں قبروں میں حاضر ہوتے ہیں، ان کا انکار نہیں تو آپ کا انکار کیوں کیا جاتا ہے؟

☆......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ جنگ بدر سے ایک دن پہلے ہمیں کفار بدر کے مرنے کے مقامات دکھا رہے تھے۔آپ فرما رہے تھے، ﴿هٰذا مصرع فلان غداً ان شاءَ الله،﴾ یہ کل فلاں (کافر) کے مرنے کی جگہ ہوگی، ﴿فو الذی بعثه ، بالحق ما اخطو ا الحدود التی حد رسول الله ﷺ﴾ پس اللہ تعالیٰ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، آپ نے ان کے مرنے کی جو جگہ بتائی، وہ اس حد سے بالکل متجاوز نہیں ہوئے۔ پھر ان کافروں کی لاشوں کو اوپر تلے (بدر کے) کنویں میں ڈال دیا گیا، پھر آپ ان کے پاس گئے اور فرمایا، اے فلاں ابن فلاں! کیا تم نے اللہ اور اس کے رسول کے وعدے کو حق پا لیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ ان جسموں سے کیسے بات کر رہے ہیں، جن میں روحیں نہیں ہیں، آپ نے فرمایا، میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، تم اس کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، البتہ وہ میری بات کا جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے، (کتاب الجنۃ)

☆......حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فرشتوں کو نور سے بنایا گیا، جنوں کو آگ سے اور آدم کو اس سے پیدا کیا گیا جس کا تم سے بیان کیا گیا ہے۔ (یعنی مٹی سے) (مسلم کتاب الزہد والرقاق)

☆......☆......☆

بحث ونظر

مذکورہ صدر احادیث مبارکہ میں حضور دانائے غیوب ﷺ نے ازل وابد کے کتنے ہی اسرار وغیوب کھول کر بیان فرمادیئے ہیں۔علاوہ ازیں صحیح مسلم شریف میں اور بھی بہت سی احادیث مبارکہ اس موضوع کو تقویت فراہم کررہی ہیں، ان سب احادیث مبارکہ میں یہ عقیدہ جلوہ گر ہے کہ حضور پرنور ﷺ کی نگاہ نبوت کے سامنے ہر چیز روشن ہے،وہ شے، شے ہی نہیں جو علم مصطفیٰ کی وسعتوں سے خارج ہے۔ہمارے معاشرے میں بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ سے علم غیب کی نفی پر بھی آیات واحادیث موجود ہیں،تو ان کا کیا جواز ہے، ہم عرض کرتے ہیں کہ ان آیات واحادیث کا جواز یہ ہے کہ وہاں ذاتی علم غیب کی نفی ہے،جبکہ ہم حضور ﷺ کے لئے عطائی علم غیب کے قائل ہیں۔لہذا وہ آیات واحادیث ہمارے لئے ہرگز مضر نہیں،

ہم ان پر بھی مکمل ایمان رکھتے ہیں۔ پھر یہ کہ ان آیات واحادیث میں قبل از اطلاع کی نفی ہے، بعد میں حضور ﷺ کو اطلاع دے دی گئی جس کا ثبوت دوسرے مقامات سے حاصل ہوتا ہے، یہاں یہ بھی توجیہ کی جا سکتی ہے کہ ان آیات واحادیث میں جو نفی وارد ہے وہاں عدم توجہ مراد ہے، اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ کسی طرف توجہ کا نہ ہونا علم کے نہ ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ بسا اوقات علم تو ہوتا ہے، توجہ نہیں ہوتی، مفسرین نے نفی کرنے والی آیات واحادیث کو منسوخ بھی کہا ہے، لہٰذا منسوخ آیات واحادیث کو بنیاد بنا کر اب علم مصطفیٰ کی بے کرانیوں کا انکار کرنا کسی صاحب دل مسلمان کا کام نہیں۔

حضرت امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

> ''جو آدمی، حضور نبی اکرم ﷺ کو گالی دے، یا آپ کو عیب دار سمجھے، یہ بات گالی دینے سے عام تر ہے کہ جس نے کسی کی نسبت یہ کہا کہ فلاں کا علم، نبی اکرم ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ اس نے حضور ﷺ پر عیب لگایا اور آپ کی توہین کی۔ اگرچہ گالی نہ دی مگر یہ سب باتیں گالی کے حکم میں ہیں، ان باتوں اور گالی دینے والے حکم میں کوئی فرق نہیں، ہم کسی صورت بھی اس سے استثنا نہیں کریں گے، اور نہ اس میں کوئی شک وتردد روا رکھیں گے، یہ اس نے صاف صاف کہا ہو یا اشارے کنائے سے کہا ہو، ان سب احکام پر دور صحابہ سے لے کر امت کے تمام علماء اور ائمہ کا اجماع ہے۔
>
> (نسیم الریاض شرح شفا جز ۴ ص ۳۳۵)

اس عبارت سے کھل کر سامنے آ گیا کہ مخلوقات ارضی وسماوی کے کسی فرد کو

حضور اکرم ﷺ سے زیادہ عالم جاننا، حضور کو گالی دینے کے مترادف ہے، حضور کی زبر دست توہین ہے، حضور کی ذات اقدس پر عیب لگانے کی مذموم کوشش ہے۔ کیا حال ہوگا اس شخص کا جس کے نزدیک ملک الموت کے لئے بلکہ شیطان لعین جیسی ذلیل ترین مخلوق کے لئے تو علم، نص قطعی سے ثابت ہے، فخر عالم ﷺ کے لئے کوئی نص قطعی نہیں، کیا اس نے حضور فخر عالم ﷺ کی توہین نہیں کی؟ ایسے لوگوں کے لئے قرآن پاک کا اعلان ہے ﴿والذین یوذون رسول اللہ لھم عذاب الیم﴾ اور جن لوگوں نے اللہ کے رسول کو اذیت دی، انہی لوگوں کیلئے دردناک عذاب ہے، ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اپنے آپ کو اس دردناک عذاب سے بچانے کیلئے رسول اللہ ﷺ کی عظمت علم و فضل کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے تسلیم کرنا چاہئے، اب ذیل میں ان آیات مبارکہ کی تفسیر، امت مرحومہ کے جلیل القدر مفسرین کی تفسیروں میں ملاحظہ کیجئے، جن کو بنیاد بنا کر حضور پرنور ﷺ کے ''عطائی علم غیب'' کا انکار کیا جاتا ہے۔

﴿......آیت نمبر ۱......﴾

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا

﴿یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ما ذا اجبتم قالوا لا علم لنا انك انت علام الغیوب﴾ (سورۃ المائدہ:۱۰۹)

ترجمہ: جس دن اللہ جمع فرمائے گا رسولوں کو پھر فرمائے گا، تمہیں کیا جواب ملا، عرض کریں گے ہمیں کچھ علم نہیں، بے شک تو ہی غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے انبیاء کرام کی بے علمی ثابت نہیں ہوتی۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنی قوموں کے حالات کو بھول جائیں گے، قیامت کے دن تو ہر آدمی کو اپنے دنیوی اعمال یاد ہوں گے، ارشاد باری ہے ﴿یوم یتذکر الانسان ما سعی﴾ اس دن انسان کو یاد ہوگا، جو اس نے کام کیا۔ پھر انبیاء کرام کا ﴿لا علم لنا﴾، (ہمیں کچھ علم نہیں) کے الفاظ ادا کرنے کا کیا مطلب ہے،

☆......حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"پس انبیاء کرام جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عالم ہے، بے علم نہیں، حلیم ہے، سفیہ نہیں، عادل ہے، ظلم کرنے والا نہیں، یہ بھی معلوم ہے کہ ان کا بات کرنا، (کافروں کے حق میں) حصول خیر اور رفع شر کے لئے مفید نہ ہوگا، لہذا ادب اسی میں ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور معاملے کو اللہ تعالیٰ کے امر کے سپرد کیا جائے" (تفسیر کبیر)

☆......حضرت امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"پس انبیاء کرام نے اس لئے اپنی ذات سے علم کی نفی کی، اگرچہ وہ جانتے تھے، لیکن ان کا علم، اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے نہ ہونے کے برابر تھا، (تفسیر خازن)

☆......حضرت امام ابن جریر علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے۔

"انبیاء کرام نے اللہ تعالیٰ کے علم محیط و کامل کے سامنے اپنے علم کو ہیچ جانتے ہوئے ازراہ ادب و تعظیم اپنے علم کی سرے سے نفی کر دی"

(تفسیر ابن جریر جلد ۷ ص ۸۲)

ان تفسیری نکات سے معلوم ہوگیا کہ انبیاء کرام بارگاہ خدا کے ادب واحترام کی وجہ سے خاموش رہیں گے، کیونکہ اس بارگاہ جلالت کے سامنے کھڑے ہوکر اپنی ذات کی نفی کرنا اور اس کی عظمتوں کا اعتراف کرنا ہی شان عبدیت ہے، اس کی نظیر اس حدیث مبارک میں ملتی ہے، حجۃ الوداع کے نورانی موقع پر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، آج کونسا دن ہے، کیا ہزاروں صحابہ کرام میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کونسا دن تھا۔ کونسا مہینہ تھا، کونسا مقام تھا، سب کو معلوم تھا، سب حج کی نیت سے آئے تھے، لیکن بطور ادب بارگاہ مصطفیٰ کے سامنے انہوں نے اپنے علم کی نفی کردی اور کہا "اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے" اب کوئی بداندیش انسان صحابہ کرام کے علم وفضل کی نفی کردے تو اس کی عقل نارسا کا ماتم ہی کیا جائے گا، اس کی "نفی" پر عقیدوں کی عمارت تو تعمیر نہیں کی جائے گی۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام جب اپنے عجز وانکسار کے اظہار کے لئے کوئی بات کرتے ہیں تو یہ ان کی عظمت وعبدیت کی دلیل ہے، یہ بھی یاد رہے کہ ﴿ لا علم لنا ﴾ میں ہر قسم کے علم کی نفی ہے، علم غیب کلی کی بھی نفی ہے، علم غیب بعض کی بھی نفی ہے، علم شہادت کی بھی نفی ہے، علم شریعت کی بھی نفی ہے، لہذا یہ جملہ منکرین کے لئے ہرگز مفید نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ بھی حضور پرنور ﷺ کے "علم غیب بعض" کو مانتے ہیں، اس طرح آپ کے علم شہادت اور علم شریعت کو مانتے ہیں، اس آیت کریمہ کی وہی تفسیر درست ہے جو امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کی اتباع میں دیگر مفسرین امت نے اختیار فرمائی ہے، یعنی انبیاء کرام علیہم السلام بعونہ تعالیٰ اپنی قوموں کے حالات وجوابات سے باخبر تھے، لیکن انہوں نے کمال ادب کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بارگاہ بے نیاز میں اپنے علمی کمال کی نفی کردی، یہی ان کی شان عبدیت کا اولین تقاضا تھا

، اس نفی کو بنیاد بنا کر ان کے خداداد علمی کمال کا ہرگز انکار نہیں کرنا چاہیے، یہ رویہ بہت بڑی محرومی اور ناعاقبت اندیشی کا پیش خیمہ ہے۔

﴿......آیت نمبر۲......﴾

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا

﴿ قل لا املك لنفسی نفعاً ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لا ستكثرت من الخير وما مسنی السوءُ ان انا الا نذير و بشير لقوم يو منون ﴾ (سورۃ الاعراف:۱۸۸)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی، میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں، انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کو بنیاد بنا کر بعض حضرات، حضور پیغمبر نور ﷺ کے عطائی اختیارِ کل اور "عطائی علم غیب" کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ اس میں ذاتی اختیار کل اور ذاتی علم غیب کی نفی ہے، یعنی حضور ﷺ ذاتی طور پر اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے منشاء و رضا کے ساتھ مالک ہیں، یہ عقیدہ ﴿ الا ما شاء الله ﴾ کے مبارک الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے،

☆...... پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ نے کیا خوب لکھا ہے۔

"فرمایا مجھے اختیار ہے اور یہ اختیار اتنا ہی ہے جتنا میرے رب کریم

نے مجھے عطا فرمایا۔ اب رہی یہ بات کہ کتنا عطا فرمایا ہے تو انسانی عقل کا کوئی پیمانہ اور کوئی اندازہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ کوئی بناوٹی حد قائم نہیں کی جا سکتی۔ اس ایک آیت کریمہ میں ہی غور فرمایئے، ﴿ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ﴾ اے حبیب! تیرا رب تجھے اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا، کیا لطف ہے، حضور نے اپنی ساری توانائیوں اور قوتوں سے برات کرتے ہوئے ہر بات اپنے خالق و مالک کی مرضی اور مشیت کے سپرد کر دی، اور اس بندہ نواز نے اپنی مشیت کو اپنے محبوب بندے کی رضا و خوشنودی پر منحصر کر دیا۔ بتا دیا، تجھے دینے والا میں ہوں، خود تجھے دوں گا، اور اتنا دوں گا جتنا تو چاہے گا، اب اس عالی ظرف آقا کی وسعت ظرف کو ملاحظہ فرمایئے، جب ﴿ولسوف یعطیك ربك فترضی﴾ کا مژدہ پہنچا تو عرض کی، اے مولا کریم میں تو اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میری امت کا آخری فرد بھی جنت میں نہ پہنچ جائے۔ انصاف کرو، کیا آتش جہنم سے بچا لینا دفع ضرر باذن اللہ نہیں، کیا جنت میں پہنچا دینا نفع رسانی باذن اللہ نہیں؟ ہے اور یقیناً ہے''

(ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۱۱۰)

اللہ اللہ! اسی طرح یہاں عطائی علم غیب کا ثبوت ہے۔

☆...... حضرت امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''امور غیب کی خبر دینا حضور ﷺ کے عظیم معجزات میں سے ایک

معجزہ ہے تو یہاں اس کی نفی کیوں کی جا رہی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں حضور پرنور ﷺ کا فرمانا بر سبیل تواضع اور بر بنائے انکسار تھا، (تفسیر خازن)

☆......حضرت امام خفاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

﴿ولو کنت اعلم الغیب﴾ میں علم بغیر واسطہ کی نفی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے بتانے سے حضور ﷺ کا علم غیب پر مطلع ہونا امر واقع ہے جیسا کہ فرمان خدا ہے، ﴿فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول﴾ سے ثابت ہے، (نسیم الریاض شرح شفا عیاض)

☆......حضرت امام سلیمان جمل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"حضور ﷺ نے بکثرت غیبوں کی خبر دی، اس باب میں صحیح احادیث وارد ہیں، یہ علم غیب حضور ﷺ کا عظیم معجزہ ہے، تو آیت ﴿ولو کنت اعلم الغیب﴾ میں تطبیق کس طرح ہوگی، میں کہتا ہوں کہ یہاں اس بات کا احتمال ہے کہ یہ کلام تواضع اور ادب کے طور پر فرمایا گیا ہے، اور اس کا معنیٰ یہ ہے کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے اور مقدر کرنے سے جانتا ہوں،

(فتوحات الٰہیہ حاشیہ جلالین)

☆......حضرت امام صاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

﴿انہ قال ذالک تواضعاً﴾ یہ کلام ﴿ولو کنت اعلم الغیب﴾ بطور تواضع فرمایا گیا ہے۔ (تفسیر صاوی)

آیت کریمہ کا آغاز ''قل'' سے ہوا، یعنی محبوب آپ فرمائیے، صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ یہاں اپنے محبوب کو ادب وانکسار کی تعلیم وتربیت سے آگاہ فرما رہا ہے، یہاں تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب کی عظمت اختیار اور رفعت علم کا سوال ہے تو اس کے لئے قرآن پاک کی دیگر آیات مبارکہ کا مطالعہ کرنا چاہئے، کہیں فرمایا، ﴿ انا اعطینك الکوثر﴾ بے شک ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمائی۔ اور کہیں فرمایا، ﴿ من یوتی الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً﴾ جس کو حکمت دی گئی اسے ہی خیر کثیر دی گئی، پھر اس آیت میں لفظ لو آیا ہے، اور لو تین امور پر دلالت کرتا ہے،

ا...... شرط کو سبب بناتا ہے،

۲...... دونوں کا تحقق زمانہ ماضی میں ہوتا ہے۔

۳...... سبب ممتنع ہوتا ہے۔

اس لئے آیت ﴿ ولو کنت اعلم الغیب﴾ میں آنکھیں کھول کر غور کیجئے کہ اگر یہاں علم غیب سے مراد ذاتی علم جو قدرت کو مستلزم ہے، نہ لیا جائے تو یہ سبب نہیں بن سکتا، کیونکہ صرف علم سے خیر کثیر جمع کر لینے اور ضرر کو دور کرنے کا سبب نہیں ہوا کرتا، کیونکہ تکلیف کے وقوع کا علم قبل از وقت ہو سکتا ہے لیکن انسان اس سے بچ نہیں سکتا۔ مثلاً کسی شخص کو اگر عدالت عالیہ سے پھانسی کا حکم ہو جائے تو وہ یہ جانتے ہوئے کہ اسے پھانسی دے دی جائے گی، اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ اس لئے حصول خیر اور دفع ضرر کا سبب علم ذاتی ہی ہو سکتا ہے، جو قدرت ذاتی کو مستلزم ہے، تب ہی ''لو'' شرط اور جزا میں سببیت کا علاقہ پیدا کر سکتا ہے، جو اس کا پہلا خاصہ ہے، دوسرا خاصہ، کلام کو زمانہ ماضی کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ اور زمانہ ماضی میں کسی چیز کی نفی اس امر کو مستلزم نہیں کہ

وہ آئندہ بھی نہ پائی جائے۔ تیسرا خاصہ یہ کہ وہ سبب کے ممتنع ہونے پر دلالت کرتا ہے، اور علم غیب جس کا حصول ممتنع ہے وہ علم ذاتی ہی ہے، اللہ تعالیٰ کے بتانے سے کسی غیب کو جان لینا کسی کے نزدیک بھی ممتنع نہیں، بلکہ سب اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سکھلا دینے سے علم غیب حاصل ہو جاتا ہے۔ اب لفظ لو سے جس علم غیب کی نفی کی جارہی ہے، وہ ہے جس کا حصول ممتنع ہے، وہ علم ذاتی ہے۔ اس لئے یہاں عطائی کی نفی نہیں ہوتی،
(علم خیر الانام ص ۶۶)

یہاں یہ بھی عرض کرتے جائیں کہ حضور پر نور ﷺ کے بارے میں ''بعض علم غیب'' تو منکرین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ ان کے لئے ہرگز مفید نہیں، کیونکہ ﴿ ولو کنت اعلم الغیب﴾ کی ''نفی مطلق'' کی زد میں ''بعض علم غیب'' بھی آجاتا ہے، پھر ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو علم غیب تدریجی طور پر عطا فرمایا، جب قرآن پاک مکمل ہو گیا تو محبوب کا علم غیب بھی مکمل ہو گیا، لہذا اس قسم کی آیتوں کو پیش کرنے سے ان لوگوں کو کچھ بھی حاصل نہ ہوگا، کاش اب ﴿ وما ھو علی الغیب بضنین﴾ (اور وہ نبی غیب بیان کرنے میں بخیل نہیں) جیسی آیات مبارکہ کا ورد کر کے محبوب کے ''عطائی علم غیب'' کو سلام نیاز پیش کیا جائے۔

﴿ ان انا الا نذیر و بشیر ﴾ کے الفاظ سے بھی بہت سے راز فاش ہو رہے ہیں، کیونکہ حضور پر نور ﷺ کے نذیر و بشیر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ آپ دوزخ اور جنت کے اسرار و غیوب سے آشنا ہوں، عذاب و ثواب کے حقائق و آثار سے واقف ہوں، جلال و جمال کی کیفیات کا مشاہدہ کرنے والے ہوں، حضور پر نور ﷺ نے خیر کثیر جمع فرمائی ہے، نیز آپ ہر قسم کی برائی سے معصوم ہیں، اس حقیقت پر متعدد آیات

مبارکہ گواہی دے رہی ہیں، خیر کثیر کا جمع فرمانا اور ہر قسم کی برائی سے معصوم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو علم غیب کی دولت سے سرفراز کیا گیا ہے۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ آپ ادب و تواضع کی بنا پر اس کمال کی نفی فرما دیں۔ ایک سچے امتی کو ہر حال میں آپ کے ہر کمال کا اعتراف کرنا چاہئے۔

﴿......آیت نمبر ۳......﴾

﴿قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم﴾ (سورہ الاحقاف:۹)

ترجمہ: فرما دیجئے، میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں، اور میں نہیں جانتا میرے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور تمہارے ساتھ کیا۔

بس اتنی آیت کریمہ کو تلاوت کر کے بعض حضرات حضور سراپا نور ﷺ کے خداداد علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ پوری آیت کریمہ تلاوت کی جائے تو معاملہ نکھر کر سامنے آجاتا ہے، آگے ارشاد باری ہے،

﴿ان اتبع الا ما یوحی الی وما انا الا نذیر مبین،﴾

ترجمہ: میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی ہوتی ہے، اور میں نہیں مگر صاف ڈر سنانے والا، (ایضاً)

یہ مکمل آیت کریمہ ہے جو صاف صاف بتا رہی ہے کہ حضور پر نور ﷺ کو ذاتی طور پر اپنے اور باقی لوگوں کے اخروی حالات کا علم غیب نہیں، وحی الٰہی کی برکت سے عطائی علم غیب حاصل ہے۔ پھر یہاں درایت کی نفی ہے، درایت وہ علم ہے جو اٹکل

، قیاس اور گمان سے حاصل ہو، اس لیے اللہ تعالیٰ کے علم کو درایت نہیں کہا جاتا، حضور پر نور ﷺ کی وحی بھی درایت سے وراء ہے۔ اس آیت کا منشاء یہ ہے کہ آئندہ جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ وحی سے معلوم ہیں نہ کہ درایت اور قیاس سے، کیونکر درایت کا علم ظنی ہوتا ہے، یقینی نہیں ہوتا کیونکہ عقل انسان غیب سے عاجز ہے، (اسکا) یہ مطلب نہیں کہ مجھے (غیب کی) خبر ہی نہیں کہ تم سے اور مجھ سے کیا معاملہ ہوگا، (نور العرفان ص ۸۰۲)

اس مقام پر بعض حضرات یہ اعتراض اٹھاتے ہیں کہ حضور ﷺ کو بذریعہ وحی علم عطا کیا جاتا تھا، لہذا آپ کو علم غیب نہ تھا، ہم کہتے ہیں کہ ان حضرات کو غیب کی تعریف نہیں آتی، غیب اُس پوشیدہ چیز کو کہتے ہے جس کو انسان حواس خمسہ سے محسوس و معلوم نہ کر سکے، اور جو بلا دلیل عقل میں نہ آسکے، حضرت امام بیضاوی علیہ الرحمہ اور حضرت امام رازی علیہ الرحمہ جیسے مفسرین کرام نے یہی فرمایا ہے۔ قرآن پاک کی متعدد آیات سے بھی ثابت ہے کہ وحی الٰہی کا تعلق حواس خمسہ سے نہیں، حضور پر نور ﷺ کے قلب منیر کے ساتھ ہے، فرمایا یہ قرآن رب العالمین کا اتارا ہوا ہے۔ اسے روح الامین لے کر اترا، آپ کے قلب مبارک پر، کہ آپ ڈر سناؤ، (سورۃ الشعراء)

معلوم ہوا کہ وحی الٰہی عقل انسانی سے ماوراء ہے جو مقام نبوت کو ساری انسانیت سے ممتاز کرتی ہے، اس کے بے پناہ اسرار و غیوب کو صرف نبی ہی برداشت کر سکتا ہے، وحی الٰہی کو اسی لیے غیب کہا گیا ہے کہ انسان اس کو حواس خمسہ اور عقل نارسا سے حاصل نہیں کر سکتے، لہذا ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا وحی الٰہی سے مالا مال ہونا علم غیب سے مالا مال ہونا ہے۔ وحی الٰہی کے علاوہ ایک صفت اور ہے، جسے الہام الٰہی کہا جاتا ہے، اس کا تعلق بھی حواس خمسہ اور عقل نارسا سے نہیں، یہ جہان غیب کا وہ انعام ہے جو

انبیاء کرام کی کامل اطاعت کی برکت سے اولیا کرام کو نصیب ہوتا ہے۔اقبال کہتے ہیں

می شود پردہ چشم پر کاہے گاہے

دیدہ ام ہر دو جہاں را بنگاہے گاہے

منزل عشق بسے دور دراز است ولے

طے شود جادۂ صد سالہ بہ آہے گاہے

مفسرین کرام نے اس آیت کریمہ کو منسوخ بیان کیا ہے۔حضرت امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔جب یہ آیت کریمہ ﴿وما ادری مایفعل بی ولا بکم﴾ نازل ہوئی تو مشرکین بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے۔لات وعزیٰ کی قسم ہمارا اور حضرت محمد ﷺ کا حال ایک جیسا ہے۔اُن کو ہمارے اوپر بزرگی حاصل نہیں،اگر وہ قرآن اپنے پاس سے بیان نہ کرتے تو اُن کا خدا نہ بتا دیتا کہ اُن کے ساتھ کیا کچھ ہوگا،اس اعتراض پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی،

﴿یغفرلك الله ماتقدم من ذنبك ....﴾ اے محبوب! اللہ تعالیٰ نے آپ سے اگلے پچھلے الزام دور کر دیئے،اس پر صحابہ کرام نے کہا،یارسول اللہ! آپ کو مبارک ہو،آپ نے تو جان لیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا،پس ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا،یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔﴿لیدخل المومنین والمومنات جنت﴾ اللہ ضرور مومن مردوں اور عورتوں کو جنتوں میں داخل فرمائے گا،جن کے نیچے نہریں چلتی ہیں،اور یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔﴿وبشر المومنین بان لھم﴾......اور مومنوں کو خوش خبری دیجیے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے،پس اللہ تعالیٰ نے روشن کر دیا کہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ کیا معاملہ

ہوگا۔اور یہ حضرت انس، قتادہ، حسن، عکرمہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ آیت و مـا ادری ،خبر مغفرت سے پہلے کی آیت ہے۔خبر مغفرت حدیبیہ کے سال نازل کی گئی تو آیت وما ادری منسوخ ہوگئی۔(تفسیر خازن)

حضرت امام عبدالرحمٰن دمشقی نے بھی اپنی کتاب ''ناسخ و منسوخ'' میں لکھا ہے کہ آیت ﴿وما ادری﴾ منسوخ ہے اور اس کی ناسخ آیت ﴿انا فتحنا لك فتحاً مبينا ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك﴾ ہے۔

الحمدللہ! جلیل القدر مفسرین کی تفسیر سے ثابت ہوگیا کہ حضور پر نور ﷺ کو اخروی حالات کا علم غیب عطا کر دیا گیا ہے۔اور یہ ناسخ آیات واحادیث سے بھی ظاہر ہے مثلاً

☆......فرمایا، اے محبوب! عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود عطا کرے گا، (القرآن)

☆......فرمایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ، نبی اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو رسوا نہ کرے گا، اُن کا نور ان کے آگے اور دائیں جانب دوڑتا ہوگا، (القرآن)

☆......فرمایا، ہم نے آپ کا ذکر آپ کے لیے بلند کر دیا (القرآن)

☆......فرمایا، اور آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے، (القرآن)

☆......فرمایا، اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا (القرآن)

☆......فرمایا، آپ پر آنے والی ہر گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہوگی (القرآن)

☆......فرمایا، میں قیامت کے دن تمام نسل آدم کا سردار ہوں گا، (رواہ مسلم)

☆......فرمایا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور میری شفاعت قبول ہوگی (رواہ مسلم)

☆......فرمایا، قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا (رواہ الترمذی)

☆......فرمایا، سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھلواؤں گا۔ (مشکوٰۃ)

نہایت افسوس ہے، اُن لوگوں پر جو قرآن وحدیث کی اتنی عظیم تصریحات کو فراموش کر کے ایک منسوخ آیت سے استدلال کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے علم بے پایاں کا انکار کرتے ہیں۔ پھر اُس منسوخ آیت کی تشریح بلکہ اصل متن سے بھی اُن کا مدعا پورا نہیں ہوتا، کاش اُن کو سمجھ جانا چاہیے کہ قرآن، حضور صاحب قرآن کی شان گھٹانے کے لیے نازل نہیں ہوا، بڑھانے کے لیے نازل ہوا ہے۔ یہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ جب آیت ﴿ وما ادری ﴾ کا عمیق مضمون مشرکین عرب کی سمجھ میں نہ آیا تو وہ اپنی سمجھ کا ماتم کرنے کی بجائے خوش ہونے لگے، کیونکہ اُن کی ناقص سمجھ میں یہی آیا تھا کہ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کو کسی چیز کا علم نہیں، وہ بالکل ہماری طرح جہان غیب سے ناآشنا ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے صریح آیات نازل فرما کران کا منہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا، ذرا غور کیجیے اس دور کے بعض کلمہ گو حضرات کے فکر کا زاویہ اس دور کے مشرک افراد کے ساتھ کتنا مماثل ہے، انبیا کرام کو اپنے ناقص وجود پر قیاس کرنے کی تاریخ بہت پرانی ہے، اس تاریخ کی بنیاد رکھنے والا وہی ناعاقبت اندیش تھا، جس کی ہزاروں سال پر پھیلی ہوئی عبادت وریاضت بھی اسے طوق لعنت سے نہ بچا سکی، اب فرزند آدم کو اس تاریخ کا وارث نہیں بننا چاہیے۔

﴿......آیت نمبر۴۴......﴾

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔

﴿وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو﴾ (سورۃ الانعام آیت ۵۹)

ترجمہ: اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی، انہیں وہی جانتا ہے۔

یہ آیت کریمہ بھی اللہ کریم کے ذاتی علم غیب کا اعلان فرما رہی ہے، اس میں یہ کہاں ہے کہ اُس نے حضور سرور انبیاء ﷺ کو علم غیب عطا نہیں فرمایا۔ اس سے نبی اکرم ﷺ کے ''عطائی علم غیب'' کی نفی پکڑنا بالکل غلط ہے، پھر یہ آیت کریمہ منکرین کے لیے ہرگز مفید نہیں، کیونکہ وہ بھی آپ کے بعض ''علم غیب'' کا اقرار کرتے ہیں، آیئے مفسرین امت کے روشن عقائد سے استفادہ کریں،

☆......حضرت امام جریدی علیہ الرحمہ نے کہا کہ مفاتیح الغیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ ان پر اطلاع عطا فرمائے وہ صفی اللہ ہوں یا خلیل اللہ، وہ حبیب اللہ ہوں یا ولی اللہ، گویا اس آیت کریمہ کا یہ معنیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اظہار کرنے سے پہلے ان کو کوئی نہیں جان سکتا، (تفسیر عرائس البیان)

☆......حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، علم غیب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اور علم غیب تک رسائی حاصل کرنے کے ذرائع بھی اُسی کے دست قدرت میں ہیں، اور کوئی اُن کا مالک نہیں ﴿فمن شاء اطلاعہ علیھا اطلعہ ومن شاء حجبہ عنھا حجبہ﴾ پس وہ جس کو علم غیب دینا چاہتا ہے، دے دیتا ہے، اور جس کو محروم رکھنا چاہتا ہے، محروم کر دیتا ہے، اور امور غیب پر آگاہی صرف رسولوں کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتی

ہے، (تفسیر قرطبی)

☆......حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اس آیت سے یہ سمجھنا کسی طرح درست نہیں کہ وہ کسی کو علم غیب سکھاتا بھی نہیں، بلکہ وہ جس کو چاہتا ہے، عطا فرماتا ہے، کوئی بخیل اُس کی بخشش وعطا کا ہاتھ نہیں روک سکتا۔ اور جو کچھ اس نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کو عنایت فرمایا ہے، اس کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں۔

(ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۵۶۳)

پھر یہاں بھی اگر پوری آیت کریمہ تلاوت کی جاتی تو سارا مسئلہ حل ہو جاتا، آگے فرمایا گیا ہے، اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی میں اور سمندر میں ہے، اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ جانتا ہے اس کو، اور نہیں کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہوئی ہے روشن کتاب میں، (سورۃ الانعام آیت ۵۹)

حضرت امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ کتاب مبین یعنی روشن کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے، جس پر ملائکہ آگاہ ہوتے رہتے ہیں، (تفسیر قرطبی) گویا جس روشن کتاب میں تمام مغیبات عالم کا علم متشکل صورت میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتے اسکا مشاہدہ کرتے ہیں، اگر انبیاء کرام اور ان کے کامل اولیاء عظام کو اس کا مشاہدہ کروا دیا جائے تو شرک کیسے ہو گیا؟ مولانا احمد یار خان بدایونی علیہ الرحمہ نے کیا خوب لکھا ہے

''معلوم ہوا کہ ہر ادنی اعلیٰ چیز لوح محفوظ میں لکھی ہے اور یہ لکھنا اس لیے نہیں کہ رب تعالیٰ کو اپنے بھول جانے کا اندیشہ تھا، لہذا لکھ لیا، بلکہ اپنے خاص مقرب بندوں کو بتانے کے لیے ہے، جن کی نظر لوح محفوظ پر ہے۔ اس آیت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ علم غیب حساب سے، عقل سے، حاصل نہیں ہوتا۔ یہ تو رب تعالیٰ کی خاص ملک ہے، اس کے

پاس ہے، جسے وہ دے اسے ملے، اور غیب کی کنجیوں سے مراد وہ پانچ علوم ہیں جو سورۃ لقمان کے آخر میں مذکور ہیں، ﴿عندہ علم الساعۃ﴾، چونکہ یہ پانچ چیزیں لاکھوں غیبوں کے کھل جانے کا ذریعہ ہیں، اس لیے ان کو غیب کی کنجیاں فرمایا گیا، لوح محفوظ کو کتاب مبین یعنی ظاہر کر دینے والی کتاب اس لیے فرمایا گیا، کہ لوح محفوظ علوم غیبیہ ان حضرات پر ظاہر کر دیتی ہے، جن کی نظر اس پر ہے، جیسے بعض فرشتے اور انبیاء و اولیا کرام، اگر اس پر کسی کی نظر نہ ہو تو وہ کتاب مبین نہ ہوگی، مولانا (روم) فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیا

از چہ محفوظ اند محفوظ از خطا

﴿......آیت نمبر ۵......﴾

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا

﴿قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ و لا اعلم الغیب و لا اقول لکم انی ملك﴾ (سورۃ الانعام: ۵۰)

ترجمہ: تم فرما دو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں، اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں،

اس آیت کریمہ کو تلاوت کر کے بھی حضور رسول اقدس ﷺ کے عطائی علم غیب کا انکار کیا جاتا ہے، حالانکہ یہاں حضور ﷺ سے ذاتی علم غیب کی نفی کروائی جا رہی ہے، عطائی علم غیب کی نہیں، گویا یہاں علم غیب کے دعویٰ کی نفی ہے، نہ کہ علم غیب

کی، حضرت امام نیشاپوری لکھتے ہیں یہاں ﴿لا اقول لکم عندی خزائن اللہ﴾ فرمایا گیا ہے۔ ﴿لیس عندی خزائن اللہ﴾ نہیں فرمایا گیا (تفسیر نیشاپوری) پھر یہاں تواضع کا اظہار بھی ہے، حضرت امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''حضور پرنور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرتے ہوئے اور اپنی عبودیت کا اعتراف فرماتے ہوئے اپنی ذات شریف سے ان چیزوں کی نفی فرمائی، یعنی اس سے میں کچھ نہیں کہتا اور نہ کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرتا ہوں'' (تفسیر خازن) اسی طرح تفسیر عرائس البیان میں ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے اپنی ذات مبارک کو مرتبہ انسانیت پر رکھتے ہوئے تواضع فرمائی ورنہ آپ ساری مخلوق سے اشرف و اعلیٰ ہیں، کروبیین اور روحانیین سے زیادہ پاک ہیں، یہ تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی شان جبروت کے سامنے خضوع وخشوع کا اظہار کیا ہے۔ گویا حضور پرنور ﷺ کو انکسار سے کام لیتے ہوئے یہی کہنا چاہیے، لیکن رب غفور کو پیار سے کام لیتے ہوئے یہ کہنا چاہیے، اے محبوب! ہم نے آپ کو وہ کچھ سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے، آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے، (القرآن)

اس آیت کریمہ کو بھی پورا تلاوت نہیں کیا جاتا، آگے ارشاد باری ہے،

میں تو اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی آتی ہے، تم فرماؤ کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور انکھیارے، تو کیا تم غور نہیں کرتے (سورۃ الانعام آیت ۵۰)

آیت کریمہ کے اس حصے نے سارا مسئلہ حل فرما دیا ہے، کیونکہ حضور ﷺ سے وحی الٰہی کے حصول کا ذکر کروایا گیا ہے۔ وحی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا خزانہ ہے، اور بہت بڑا علم غیب ہے، یہ ایسی انمول دولت ہے کہ کھربوں انسانوں میں سے صرف ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) انبیاء کرام کو نصیب ہو سکی۔ اب اس آیت کا صاف یہی

مطلب ہے کہ میرے پاس وحی کی صورتوں میں اللہ تعالیٰ کے خزانے بھی ہیں اور اس کے بخشے ہوئے غیبی علوم بھی ہیں، مگر میں ان چیزوں کا دعویٰ نہیں کرتا، میں تمہیں وہی کچھ دوں گا اور وہی کچھ بتاؤں گا جس کی مجھے اللہ تعالیٰ سے اجازت ہوگی۔ پھر آگے فرمایا، کیا اندھے اور انکھیارے برابر ہیں، گویا کیا دنیا کا اندھا انسان اور چشم مازاغ سے جلوہ ازل کو دیکھنے والا محبوب ذیشان برابر ہو سکتے ہیں، تم لوگ عقل سے کام کیوں نہیں لیتے، اظہار تواضع کو عدم علم کی دلیل بناتے ہو اور عدم دعویٰ سے عدم علم پر استدلال کرتے ہو، مفسرین کرام کے نزدیک اس آیت میں مشرکین عرب کو مخاطب کیا گیا ہے، جو ہر روز کوئی نہ کوئی مطالبہ کرتے رہتے تھے کہ خزانے عطا کریں تا کہ ہماری محتاجی دور ہو جائے، ہمیں مستقبل کی خبریں دیجیے تا کہ ہمیں اپنے کاموں کے نفع ونقصان کا علم ہو جائے، آپ اللہ کے رسول ہیں تو کھانا پینا اور نکاح کرنا چھوڑ دیں، اس آیت کریمہ میں ان تین سوالوں کا جواب دیا گیا ہے۔ گویا حضور ﷺ کو کافروں، مشرکوں اور جاہلوں سے اعراض فرمانے کا طریقہ بتایا گیا ہے، جہاں تک ایمان والوں کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں صراحت کے ساتھ آتا ہے، ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (القرآن) اللہ عطا کرتا ہے، میں تقسیم کرتا ہوں (رواہ البخاری) اللہ کی قسم مجھے زمینی خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں (رواہ البخاری)۔

ہمیں حیرت ہے کہ کلمہ پڑھ کر علم مصطفیٰ کی وسعتوں کا انکار کرنے والے یہ لوگ کیوں مشرکین عرب کی صف میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ پھر اس آیت کریمہ کے الفاظ ﴿لا اعلم الغیب﴾ سے جہاں حضور ﷺ کے علم غیب کلی کی نفی ہوتی ہے وہاں علم غیب بعض کی بھی نفی ہو جاتی ہے، اس طرح یہ آیت ان لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں دے

سکتی،اس کا فائدہ تو اس وقت ہی حاصل ہوگا جب ہاتھ میں بزرگان امت کا دامن تھام کر غور کیا جائے۔

﴿......آیت نمبر ۶......﴾

اللہ کریم کا ارشاد ہے

﴿نحن نقص علیك احسن القصص بما اوحینا الیك هذا القرآن وان کنت من قبله لمن الغافلین﴾ (سورۃ یوسف:۳)

ترجمہ: ہم تمہیں سب سے اچھا بیان سناتے ہیں،اس لیے کہ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کی وحی بھیجی،اگر چہ بے شک اس سے پہلے تمہیں خبر نہ تھی۔

بعض حضرات یہ آیت کریمہ تلاوت کر کے حضور پر نور ﷺ کے عطائی علم غیب کی نفی کرتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کو علم غیب ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں ﴿لمن الغافلین﴾ کا لفظ کیوں ارشاد فرماتا،ہم کہتے ہیں کہ یہ لوگ اہل اسلام کے اس عقیدے کو کماحقہ سمجھتے نہیں یا سمجھتے تو ہیں مگر خواہ مخواہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو کائنات ارضی وسماوی کا جو مکمل علم غیب عطا فرمایا ہے،وہ تدریجی ہے،قرآن پاک مکمل نازل ہوگیا تو حضور ﷺ کا عطائی علم غیب بھی مکمل ہوگیا،اس آیت کریمہ میں ﴿من قبله لمن الغافلین﴾ کے الفاظ وارد ہیں،یعنی آپ نزول قرآن سے پہلے اس احسن القصص کی تفصیلات سے بے خبر تھے،نزول قرآن کے بعد بے خبر نہیں،بلکہ عالم کے اگلے پچھلے

واقعات سے خبردار ہیں، جیسا کہ حدیث پاک بھی ہے۔﴿فعلمت علم الاولین والاخرین﴾ پس میں نے پہلوں اور پچھلوں کا علم جان لیا ہے، (رواہ البخاری) جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات کا علم غیب عطا فرمادیا تو اب اس آیت کریمہ کو تلاوت کر کے علم نبوت پر اعتراض کرنے کی کیا ضرورت پیش آتی ہے اور اس مذموم کوشش کے ساتھ کیا ارادے وابستہ ہیں؟

☆......اللہ اللہ! حضرت امام صاوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب لکھا ہے۔

"بے شک نبی اکرم ﷺ دنیا سے تشریف نہ لے گئے، جب تک تمام انبیاء کرام کو تفصیل کے ساتھ نہ جان لیا......(۱) آپ کیوں نہ جانیں، وہ سب رسول آپ ہی سے پیدا ہوئے، اور معراج کی رات بیت المقدس میں آپ کے مقتدی بنے، انہی کے لیے علم مکنون ہے، اس امت پر رحمت فرماتے ہوئے ان (بعض انبیاء کرام) کے قصے چھوڑ دیئے کہ امت کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہ ہو" (تفسیر صاوی سورۃ المومن)

اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو ساری کائنات کا گواہ بنایا ہے، آپ انبیاء کرام اور سابقہ امتوں کے بارے میں گواہی دیں گے۔ اور آپ کی گواہی پر ان کا فیصلہ کیا جائے گا، اس شان اجل کے لیے ضروری ہے کہ آپ کو انبیاء کرام کی معرفت عطا کی جائے۔ اور انبیاء کرام کو آپ کی معرفت عطا کی جائے، کیونکہ جس چیز سے آدمی جاہل وغافل ہو اس کی تصدیق نہیں کرسکتا، قرآن پاک میں ہے (اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے مضبوط عہد لیا کہ میں جو تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس وہ رسول آجائے، جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم ضرور اُس پر

سے ۱ اسی لیے تو آپ نے فرمایا انبیاء کرام کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے (مستدرک حاکم)

ایمان لانا اور ضرور اس کی امداد کرنا)(سورۃ آل عمران)

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اگلوں پچھلوں سب کے پاس تشریف لائے ،اور سارے اگلے پچھلے حضور کے امتی ہیں،آپ کو رب نے عالمین کے لیے رحمت ،نذیر بشیر اور نبی بنایا،اور اگلے لوگ بھی عالمین میں داخل ہیں،اس لیے سارے نبیوں نے شب معراج حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی ،اور نماز بھی محمدی پڑھی ،نماز عیسوی یا موسوی نہ پڑھی،(نور العرفان ص ۹۴)

یہاں ایک اور بھی نکتہ ذہن نشین رکھنا چاہیے،کہ جب قرآن میں لفظ" ظالم یا غافل" کسی معزز شخصیت کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کا مفہوم کچھ اور ہوگا جو ادب واحترام کے تقاضوں کے مطابق ہوگا،مذکورہ آیت کریمہ میں غافل کا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ حق تعالیٰ کے جلوؤں میں اس قدر گم تھے کہ اس"احسن القصص" کی جانب متوجہ نہ ہوئے،اب قرآن پاک کی اس سورت کے ذریعے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروائی جارہی ہے،اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ عدم توجہ،عدم علم کی دلیل نہیں ہوتی ،اسی لیے﴿لمن الجاھلین﴾کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے،﴿لمن الغافلین﴾ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں،ایک اور بھی آیت کریمہ ہے،جسے حضور پرنور ﷺ کے عطائی علم غیب کی نفی کے لیے پیش کیا جاتا ہے،

﴿ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم.............﴾

(سورۃ المومن:۷۸)

ترجمہ: اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے کہ جن میں کسی کا احوال تم سے بیان فرمایا،اور کسی کا احوال نہ بیان فرمایا۔

اس آیت مبارکہ کے تحت حضرت امام خازن علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ "ان میں کسی کا احوال بیان نہ کیا، یعنی قرآن پاک میں کسی کا ذکر صراحت کے ساتھ نہ کیا"، گویا یہاں تفصیلی ذکر کی نفی ہے، اجمالی ذکر کی نفی نہیں، حضرت امام علی القاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، یہاں وحی ظاہر کی نفی ہے، وحی خفی کا ثبوت ہے، (الرقاۃ شرح مشکوۃ) یعنی اللہ تعالیٰ نے وحی خفی کے ذریعے تمام انبیاء کرام کے حالات وواقعات سے اپنے محبوب اکرم ﷺ کو آگاہ فرمایا، جیسا کہ ارشاد باری ہے،

﴿کل نقص علیك من انباء الرسل﴾

ویسے بیان نہ کرنے سے یہ مطلب مراد لینا کہ آپ جانتے نہیں، بہت عجیب ہے، کیا بیان کے علاوہ فروغ علم کا اور کوئی ذریعہ نہیں؟ ایک معراج کی رات ہی ہزاروں اسرار سے پردے اٹھا دیئے گئے تھے، جن کو کراماً کاتبین تک بھی نہیں جانتے، اللہ اللہ! جلوہ کبریا روشن تھا اور چشم مازاغ البصر اس کا مشاہدہ کر رہی تھی، ارے، جب غیب الغیب ہی ظاہر ہو گیا، تو اور کونسا غیب ہے جو پوشیدہ رہا ہوگا، حضور پرنور ﷺ کا ارشاد ہے، ہر چیز میرے سامنے روشن ہو گی ہے، (رواہ الترمذی) اب تو ایک کلمہ پڑھنے والے انسان کو حیلوں بہانوں سے کام نہیں لینا چاہیے، اور دل کی گہرائیوں سے عظمت علم مصطفےٰ کی دہائی دینی چاہیے، حضرت امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ اور حضرت امام محمد بن عبد الباقی زرقانی علیہ الرحمہ ارقام فرماتے ہیں

"قیامت تک جو کچھ بھی حضور پرنور ﷺ کی امت میں ہونے والا تھا، سب کچھ آپ پر پیش کیا گیا، بلکہ تمام امتیں حضور پرنور ﷺ پر پیش کی گئیں، جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسما کا علم سکھایا گیا تھا" (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۴۴، زرقانی جلد ۵ ص ۱۹۰)

حاصل کلام: ان آیات مبارکہ کے علاوہ اور بھی چند آیات اور چند احادیث ایسی بیان کی جاتی ہیں، جن سے حضور پرنور ﷺ کے علم غیب کی نفی ہوتی ہے، یاد رہے کہ آپ کے عطائی علم غیب کے ثبوت کے لیے جتنی بھی آیات و احادیث وارد ہیں، وہ حکم عام وارد ہیں، ان سے کسی چیز کو بھی خاص اور مستثنیٰ نہیں کیا گیا، اس کو ہر صاحب علم بخوبی جانتا ہے کہ حکم عام استغراق میں قطعی ہوتا ہے، دلیل قطعی کے بغیر اس کی تاویل اور تخصیص کی ہرگز اجازت نہیں، جن آیات و احادیث سے نفی ہوتی ہے وہ اطلاع سے قبل پر محمول ہوں گی، تکمیل نزول قرآن کے بعد کوئی ایسی دلیل قطعی میسر نہیں، جس میں حضور ﷺ کے علم غیب کی نفی منقول ہو، اگر ہے تو بیان کی جائے ورنہ خلوص دل سے تسلیم کر لیا جائے۔ ثانیاً اگر تھوڑا سا بھی غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جہاں آپ سے مطلقاً علم کی نفی ہے وہاں مراد ذاتی علم ہے جو حضرت جل شانہ کا خاصہ ہے، یا پھر یہ نفی آپ کے ادب و انکسار پر محمول ہے، جو آپ بارگاہ احدیت میں پیش کیا کرتے تھے۔
بعض حضرات کا سوال ہے کہ "ذاتی اور عطائی" کی تقسیم کیوں کی جاتی ہے، یہ کہاں لکھی ہے، ہم کہتے ہیں استعانت کے باب میں آپ لوگ "مافوق الاسباب" اور "ماتحت الاسباب" کی تقسیم کیوں کرتے ہیں، یہ کہاں لکھی ہے؟

☆......☆......☆

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

تصنیف

علامہ غلام مصطفٰی مجددی ایم اے